

من الدین کشف العیب عن کل کاذب
وعن کل بدعی اتی بالمصائب

مبتدعین کے کتابوں کا زبردست پوسٹ مارٹم

دیوبند کی الہادہ بریلوی نظریات

خصوصیات کتاب

اختلافی مسائل میں دعاوی کی تعیین و تنقیح، عقائد میں تقلید کی حقیقت، عبارات مبتدعین اور عبارات بریلوی کے درمیان تقابلی جائزہ، عبارات اکابر اور کتب اہل سنت کا مقام، عبارات اکابرین میں فیصلہ کن ضابطہ، مناظرہ ترخہ یار حسین میں فتح و شکست کی حقیقت، مبتدعین کے عقائد فاسدہ کا اجمالی فہرست۔

مؤلف

أبو صفوان صدیق أكبر بن شیر أفسر كالو خاني

إدارة النشر والتوزيع
مدرسة إحياء العلوم الإسلامية كالو خان

۳۰
عبد اللہ شاہ توحیدی
الحنفی

دیوبندی لبادہ بریلوی نظریات

من الدن کشف العیب عن کل کاذب
و عن کل بدعی اتی بالمصائب

مبتدعین کے کتابوں کا زبردست پوسٹ مارٹم

دیوبندی لبادہ بریلوی نظریات

خصوصیات کتاب

اختلافی مسائل میں دعاوی کی تعیین و تنقیح، عقائد میں تقلید کی حقیقت، عبارات
مبندین اور عبارات بریلوی کے درمیان تقابلی جائزہ، عبارات اکابر اور کتب اہل
سنت کا مقام، عبارات اکابرین میں فیصلہ کن ضابطہ، مناظرہ ترخہ یار حسین میں فتح
و شکست کی حقیقت، مبتدعین کے عقائد فاسدہ کا اجمالی فہرست۔

مولف، طالب العلم ابو صفوان صدیق اکبر بن شیر افسر کالو خانی

ناشر، شعبہ نشر و اشاعت:

مدرسہ احیاء العلوم الاسلامیہ کالو خان

فہرست موضوعات

نمبر شمار	صفحہ نمبر
۱ = کلمات تشکر	۷
۲ = تقریظ	۸
۳ = افتتاحیہ اور وجہ تالیف	۹
۴ = تالیف کا اجمالی خاکہ	۱۳
۵ = الفصل الاول فی عقیدۃ الاستمداد من الاموات	۱۴
۶ = تنقیح عقیدہ مخالفین	۱۴
۷ = ماخذ عقیدہ مخالفین	۱۴
۸ = تقابل	۱۷
۹ = عقیدہ اسلامیہ دربارہ استمداد من الاموات	۱۸
۱۰ = حکم	۱۸
۱۱ = الآیات البینات علی نفی الاستمداد ما فوق الاسباب من الاحیاء و الاموات	۱۸
۱۲ = مقام استدلال و یوم القیامہ یکفرون بشر کم	۱۹
۱۳ = مقام استدلال و یوم القیامہ یکفرون بشر کم	۲۰
۱۴ = کشف الشبہات	۲۲

- ۱۱= الاحادیث علی نفی الاستمداد ما فوق الاسباب..... ۵۸
- ۱۲= الاجماع علی ان الاستمداد من غیر اللہ ما فوق الاسباب کفر..... ۶۰
- ۱۳= تصریحات اکابرین..... ۶۱
- ۱۴= الفصل الثانی فی عقیدہ تصرفات الاموات فی الدنیا..... ۷۰
- ۱۵= تنقیح عقیدہ مخالفین..... ۷۰
- ۱۶= ماخذ عقیدہ مخالفین..... ۷۰
- ۱۸= عقیدہ اسلامیہ در بارہ تصرف..... ۷۳
- ۱۹= حکم..... ۷۳
- ۱۷= تقابل..... ۷۲
- ۲۰= الآیات البینات علی نفی التصرف ما فوق الاسباب من الاحیاء والاموات..... ۷۳
- ۲۱= ہمارا مطالبہ..... ۷۸
- ۲۲= فقہاء کرام اور اکابرین دیوبند کے نزدیک تصرف بعد الموت کی حقیقت اور اس کے معتقد کا حکم..... ۷۹
- ۲۳= الفصل الثالث فی عقیدہ علم الغیب لغیر اللہ..... ۸۸
- ۲۴= تنقیح عقیدہ مخالفین..... ۸۸
- ۲۵= تقابل..... ۹۱
- ۲۶= عقیدہ اسلامیہ در بارہ علم غیب..... ۹۳

- ۲۷ = حکم ۹۳
- ۲۸ = الآيات البينات على ان علم الغيب من صفات الله المختصة به تعالى ۹۳
- ۲۹ = الاحاديث على نفى علم الغيب من غير الله ۹۵
- ۳۰ = عبارات الفقهاء الكرام ۹۵
- ۳۱ = الفصل الرابع في عقيدة الحاضر والناظر ۹۶
- ۳۲ = تنقيح عقيدة مخالفين ۹۶
- ۳۳ = سیفی صاحب کی عبارت لطیف میں چند اہم نکات ۱۰۰
- ۳۴ = بریلویوں کے چند عقائد ۱۰۳
- ۳۵ = عقیدہ اسلامیہ در بارہ حاضر و ناظر ۱۰۷
- ۳۶ = حکم ۱۰۷
- ۳۷ = الفصل الخامس في عقيدة سماع الاموات من قريب وبعيد ۱۱۰
- ۳۸ = عقيدة سماع موتی کا پس منظر ۱۱۰
- ۳۹ = عقیدہ اسلامیہ در بارہ سماع موتی من قریب وبعید ۱۱۶
- ۴۰ = حکم ۱۱۶
- ۴۱ = عبارات اکابرین ۱۱۷
- ۴۲ = الفصل السادس في عقيدة النذر لغير الله ۱۲۳
- ۴۳ = ماتن اور محشی کا جھگڑا ۱۲۵

دیوبندی لباده بریلوی نظریات

- ۴۴ = عقیدہ اسلامیہ در بارہ نذر ۱۲۹
- ۴۵ = حکم ۱۳۰
- ۴۶ = نذر غیر اللہ کی حرمت پر آیات ۱۳۰
- ۴۷ = احادیث نبوی ﷺ ۱۳۰
- ۴۸ = نذر غیر اللہ کی حرمت پر اجمالی حوالجات ۱۳۱
- ۴۹ = الفصل السابع فی عمل الطواف من القبور ۱۳۲
- ۵۰ = عقیدہ اسلامیہ در بارہ طواف ۱۳۳
- ۵۱ = حکم ۱۳۳
- ۵۲ = عبارات فقہاء کرام در بارہ طواف من القبور ۱۳۳
- ۵۳ = الفصل الثامن فی عقیدۃ حیاۃ الاموات ۱۳۵
- ۵۴ = مسئلہ حیات کا پس منظر اور مناظرہ یار حسین ۱۳۵
- ۵۵ = مخالفین کی سابقہ تحریرات کے آئینہ میں ان کا اصل عقیدہ ۱۳۹
- ۵۶ = تقابل ۱۴۵
- ۵۷ = دنیوی حیات کا عقیدہ فرق باطلہ کا عقیدہ ہے ۱۴۸
- ۵۸ = اشاعت التوحید والسنۃ کا عقیدہ بطور جواب دعویٰ ۱۴۹
- ۵۹ = حوالجات اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ ۱۴۹
- ۶۰ = حوالجات اکابرین دیوبند ۱۵۲

- ۶۱= اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ اور تعلق ارواح بالابدان کا مسئلہ..... ۱۵۷
- ۶۲= دفع الشبہ..... ۱۵۷
- ۶۳= لطیفہ..... ۱۶۰
- ۶۴= اخبار آحاد سے عقائد کی گاڑی نہیں چلتی، تصریحات اکابرین..... ۱۶۲
- ۶۵= اہل سنت والجماعت کے کتابوں کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے اصول..... ۱۶۵
- ۶۶= عبارات اکابرین میں فیصلہ کن ضابطہ..... ۱۶۹
- ۶۷= التفریعات علی ہذہ الضابطہ..... ۱۷۱
- ۶۸= مبتدعین کے عقائد قاسدہ، اور اعمال کا سدہ کا اجمالی فہرست..... ۱۷۷
- ۶۹= آخری القاس اور گزارش..... ۱۸۲

کلمات تشکر

بندہ ناچیز کئی سالوں سے اس فکر میں تھا کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے، جس میں مبتدعین کی اصل عقائد اور نظریات کو منصفہ شہود پر لایا جائے، کیونکہ مبتدعین کا معاملہ عوام الناس کے ساتھ اس مثل مشہور کے ہیں۔

کہ ہاتھی کے کھانے کے دانت اور اور دکھانے اور

ظاہر میں دیوبندیت کے دعویدار ہیں، لیکن حقیقت کچھ اور ہے، جو کتاب ہذا میں مذکور ہے، اللہ کے فضل و کرم سے تقریباً ایک مہینہ میں یہ رسالہ مکمل ہوا، رسالہ کی تکمیل میں بندہ مولوی انور تاج صاحب محمد ریاض صاحب کا انتہائی شکر گزار ہے، جنہوں نے کتاب کے تصحیح میں بندہ کی کافی مدد کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو دنیوی اور اخروی نعمتوں سے نوازے۔

تقریظ

امیر جماعت اشاعت التوحید والنسۃ ضلع صوابی حضرت مولانا لیاقت علی

خان صاحب مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بندہ کے پاس کتاب دیوبندی لبادہ بریلوی نظریات کا مسودہ پہنچا، اس کے بعض مقامات کو خود پڑھا، جس میں مصنف حضرت مولانا صدیق اکبر بن شیر افسر کالو خانی صاحب نے مسائل مختلف فیہا کو وقت کے تقاضے کے موافق ایک نرالے اور بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔ ان مسائل کو مذکورہ طرز پر درج کرنا، مصنف کی خصوصیت ہے، اگرچہ ان مسائل پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، لیکن مصنف کا طرز بیان قوت استدلال لینی مثال آپ ہے، اس پر میں مصنف کو بدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، اور علماء و طلباء کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کتاب کو ضرور مطالعہ کریں، اور اس سے ضرور فائدہ حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے التجا ہے! کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے، اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائیں، اور اس کتاب کے مصنف اور دیگر مصنفین موحدین کو اپنے سایہ رحمت میں رکھے،۔ آمین۔

از لیاقت علی امیر ضلع صوابی بمطابق ۱۳ دسمبر ۲۰۱۶

افتتاحیہ اور باعث تالیف

الحمد لله الذي بدأ بالنعمة قبل استحقاقها وخص من شاء بمعرفة الاسماء واذواقها، والصلوة والسلام على سيدنا المتحلي بتيجان الكرامات واطواقها، وعلى آله واصحابه الذين بهم قامت الملة العوجاء وراجت اسواقها،

قارئین کرام شیخ القرآن امام محمد طاہر رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کاملہ سابقۃ کی ڈائری کے مطابق ان کی کتاب البصائر للمتوسلین باہل المقابر جمادی الثانیۃ ۱۳۷۸ھ مطابق جنوری ۱۹۵۹ عیسوی کو طبع ہوئی، جو کہ قبوری شریکیات کی تردید میں لکھا گیا ہے۔

(بقیۃ الآثار من الحیاۃ المستعار ص ۸۸)

ان کی اس کتاب کی تردید میں مولوی حمد اللہ جان صاحب داجوی نے البصائر لسنکری التوسل باہل المقابر کے نام سے ۲۰۸ صفحات پر مشتمل کتاب لکھی، جو پہلی بار ۱۹۶۳ میں طبع ہوئی اور اس کے بعد کئی بار استنبول ترکی سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہوئی۔

یہ دونوں کتابیں عربی زبان میں تھیں، اس لئے شمس المحدثین حضرت علامہ خان بادشاہ صاحب مدظلہ العالی نے

البصائر لسنکری التوسل باہل المقابر کا ارشاد الناظر فیما افتری بہ القوی الفاجر علی الائمة الاکابر نامی کتاب سے جواب لکھا، جو قطر میں ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۳ کو شائع ہوئی۔

اسی طرح شیخ مذکور مدظلہ العالی نے مولوی حمد اللہ جان صاحب کی کتاب کی تردید الصواعق المرسلۃ علی الملا الداجوی واتباع الطاغیۃ نامی کتاب سے کیا، جو کہ ۵۰۲ صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔

البصائر للتوسلین باہل المقابر کے جواب میں حافظ کفایت اللہ صاحب نے پشتو زبان میں الذخائر لایل البصائر کے نام سے، ۶۴ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا۔

حافظ کفایت اللہ صاحب نے البصائر لمنکر التوسل باہل المقابر کا پشتو میں ترجمہ کر کے، حاشیہ لکھ کر، ۴۶۴ صفحات پر مشتمل کتاب تسہیل البصائر کے نام سے، مظہری کتب خانہ ڈاگئی سے شائع کیا، اس کے بعد مولوی سید محمد منور شاہ صاحب سواتی (جو کہ پیر سیف الرحمان بریلوی صاحب کا سچا معتقد اور پکا مرید ہے) نے پشتو سے اردو میں منتقل کر کے حاشیہ لکھ کر، ۲۶۵ صفحات پر مشتمل کتاب کو شائع کیا۔ تو علامہ ڈاکٹر ابوسلمان سراج الاسلام حنیف صاحب مدظلہ العالی نے اردو زبان میں

البصائر لمنکر التوسل باہل المقابر کا تحقیقی جائزہ

نامی کتاب سے تردید کیا۔ اسی طرح ہمارے جماعتی مشن توحید و سنت کو نشانہ تنقید بنا کر، داجوی صاحب اینڈ کمپنی نے، بہت سارے کتابیں لکھیں، من جملہ ان میں سے عداء حق ڈاکٹر مظہر شاہ صاحب ساکن اسماعیلہ، عقائد المسلمین، مولوی سید احمد علی صاحب

(ذیوہو مسکو تذکرہ) مولوی سید عنایت الرحمان صاحب، امام الزنادقہ ابن تیمیہ،
علماء حقانی صوبہ سرحد، (لعنة الله على الكاذبين)

البيان في اظهار بعض نقائص التبيان قاضی حبیب اللہ فرمولوی صاحب، السیف البیر مولوی
حمد اللہ جان صاحب، الدر المنظم فی حل مشکلات القرآن العظیم من فیوضات مولوی نادر شاہ
صاحب، ضرب شمشیر مولوی غریب اللہ غریب صاحب، مقالات فریدیہ مفتی محمد فرید
صاحب، غوث العباد بیان الرشاد، مصطفیٰ ابو یوسف الحمای ہیں۔

ان ساری کتابوں میں خصوصاً بصائر مولوی حمد اللہ جان صاحب اور ذخائر مولوی
کفایت اللہ صاحب، میں سوائے شرکیات، کفریات بدعات، خرافات، واہیات
کے کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ ان کتابوں میں ایسے گندے اور بیہودہ قسم
کے عقائد کو شریعت کا حصہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

جن کی تردید کے لئے، قرآن کریم اور شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیة)
وقف ہے۔ خرافات اور واہیات تو ان کتابوں میں لاتعداد لا تحصى (بے شمار ہیں)
لیکن ہم ان مسائل کو عوام الناس کے سامنے رکھتے ہیں جن کا تعلق عقیدہ کے
ساتھ ہے۔ کیونکہ یہ لوگ فروعی مسائل کو مجالس عامہ و خاصہ میں چھیڑ چھیڑ کر،
جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کو بدنام کرتے ہیں۔

اور پھر تقیہ کر کے عوام الناس کے سامنے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا جھگڑا اور
اختلاف اشاعت والوں سے فروعی مسائل میں ہے، اور ہم بھی اہل السنۃ



والجماعت میں شامل ہے۔ البصائر لسکری التوسل باهل المقابر لمولوی حمد اللہ جان صاحب کی کتاب پر تو الحمد للہ ہمارے مشائخ نے ایسی ضربیں لگائی ہیں،، کہ قیامت کی صبح تک، ان شاء اللہ مخالفین، دوبارہ سر نہیں اٹھائیں گے، لیکن ان ساری کتابوں میں مجموعہ طریقے سے جو شرکیات اور کفریات اور گندے قسم کے عقائد تھے، ان کو منصفہ شہود پر لانے کے لئے ایک کتاب کی ضرورت تھی جس سے مہتدیین کی اصل صورت ظاہر ہو جائے، اسی بنیاد پر ہم نے ان حضرات کے چند فاسد عقائد کو ان کی کتابوں کی وساطت سے عوام الناس اور بعض خواص کے سامنے رکھ کر، اس راز کی افشا کرنا چاہتے ہیں کہ ان باطل پرست مولویوں سے اگرچہ ہمارا فروغی مسائل میں بھی اختلاف ہے، لیکن اولاً بالذات اختلاف اور جھگڑا، ہمارا ان سے باب عقائد میں ہیں، اور یہ لوگ قطعاً اہل السنۃ والجماعۃ نہیں ہیں۔ شیخ القرآن کی کتاب البصائر عربی زبان میں تھا، جس کا تعلق صرف علماء کرام سے تھا، مولوی حمد اللہ جان صاحب کی اصل کتاب بھی عربی میں تھا، لیکن بعد میں اس کا ترجمہ اردو اور پشتو میں ہوا، جو عوام الناس کے حلقوں میں آگیا اسی وجہ سے ہم نے اردو زبان میں ان کتابوں کا جائزہ لینا مناسب سمجھا۔ تاکہ عوام الناس اس کی حقیقت واقف ہو جائیں۔

مکتبہ دیوبند، دیوبند، پاکستان

•

فائدہ

اسی مختصر رسالہ میں ہم ان لوگوں کی کتابوں سے، ۱۸۰ ایسے گندے عقائد بیان کریں گے، جن میں اکثر شرک اور بعض موہم شرک ہیں۔ اسی وجہ سے یہ رسالہ آٹھ فصول پر مشتمل ہوا

ہر فصل میں ایک عقیدے کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور قرآن و سنت اور اجماع امت اور عبارات فقہاء و متکلمین کی روشنی میں اس پر کلام کی گئی ہے۔ رسالہ کے آخر میں ہم نے ان لوگوں کی عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ کا اجمالی فہرست دیا ہے۔

بریلوی مزاج قسم مبتدعین کے عقائد فاسدہ کا اجمالی خاکہ

- ۱۔ عقیدۃ الاستمداد من الاموات
- ۲۔ عقیدۃ تصرفات الاموات فی الدنیا
- ۳۔ عقیدۃ علم الغیب لغیر اللہ
- ۴۔ عقیدۃ الحاضر والناظر
- ۵۔ عقیدۃ سماع الاموات من قریب وبعید
- ۶۔ عقیدۃ النذر لغیر اللہ
- ۷۔ عمل الطواف من القبور
- ۸۔ عقیدۃ حیاۃ الاموات الدنویۃ المجدیۃ العنصریۃ مع الاستمداد والاستشفاع والمعرفۃ والرویۃ والخروج من القبر وتولید الولد

الفصل الاول فی عقیدۃ الاستمداد من الاموات

تنقیح عقیدہ مخالفین

بریلوی مزاج قسم کے مبتدعین حضرات کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو بعد الموت اپنی مشکلات میں پکارنا، اور ان سے حاجات میں مدد طلب کرنا صرف جائز نہیں، بلکہ امور مستحسنہ میں سے ہے۔

ماخذ نمبر ۱۔ مولوی حمد اللہ جان صاحب لکھتے ہیں،

یا محمد بطریق الاستعانة جائز

ترجمہ،۔ محمد ﷺ کو بعد الموت یا محمد سے ندا کرنا، بایں معنی کہ حضرت میری مدد فرمائے جائز ہے۔ (البصائر ۲۲۱)

ماخذ نمبر ۲۔ اسی طرح لکھتے ہیں۔

فعلم من كلام هذا المحدث الاقادة والاستفادة والاشغال، والاعانة، من الاولياء المدفونين في المقابر

ترجمہ اس محدث کے کلام سے مردوں کو فائدہ دینے اور ان سے فائدہ اور نفع حاصل کرنے، اور مدد مانگنے کی جواز معلوم ہو گئی

۔ (البصائر ۶۱)

ماخذ نمبر ۳۔ شیخ عبد القادر جیلانی پر افتراء کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ وہ فرماتے ہیں

من استغاث لی فی کربة کشف عنہ

ترجمہ۔ جو بھی مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرے وہ مصیبت اس سے دور ہو جائی گی، (البصائر ص ۷۳)

ماخذ نمبر ۴۔ اسی طرح لکھتے ہیں۔

ومثلہ من یکر الاولیاء اوزیارة قبور ہم والا ستمداد منہم

ترجمہ۔ اولیاء کرام اور ان کی قبروں کی زیارت اور ان سے بعد الموت مدد طلب کرنے، سے منکر شیطان کی طرح ہے۔ (البصائر ص ۶۰)

ماخذ نمبر ۵۔ اسی طرح لکھتے ہیں جب کسی سے کوئی چیز گم ہو جائے، تو بغداد کی طرف ۷۰ قدم اٹھائے اور کہے۔

یا احمد ابن علوان رد علی ضالیتی والا اخرجک من دیوان الاولیاء

ترجمہ۔ اے احمد ابن علوان میری گم شدہ چیز واپس کرو، ورنہ میں تجھے اولیاء کی دفتر سے نکال دوں گا۔ (البصائر ص ۱۱۲)

ماخذ نمبر ۶۔

من یستمد فی حیاتیہ یستمد بعد مماتیہ

ترجمہ۔ جس سے دنیا میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے، اس سے بعد الموت بھی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ (تہذیب البصائر ص ۶۳)

ماخذ نمبر ۷۔ اسی طرح ایک شعر بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں، کہ مردوں سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

مشوبہ مرگ ز امداد اہل دل نو امید
کہ خواب مردم آگاہ عین بیداریست
ترجمہ۔ اہل دل کی مدد سے موت کی وجہ سے ناامید نہ ہو، کیونکہ بیدار شخص کی نیند عین بیداری ہے۔ البصائر ۶۰

ماخذ نمبر ۸۔ اسی طرح لکھتے ہیں۔

ان للاولیاء بعد الوفاۃ مدد ارواحانیا (البصائر ۱۲)

ترجمہ۔ بیشک اولیاء کرام کے لئے بعد الوفات روحانی مدد ثابت ہے۔
اس جیسے بے شمار شرکی اور کفری عبارات ان حضرات کی کتابوں میں موجود ہیں۔
بطور مشتم نمونہ از خروارے خوف طوالت کی وجہ سے چند کتابوں کی صفحات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱۔ الذخائر لاهل البصائر (۲۶، ۲)

۲۔ نداء الحق (ص ۷۷، ۸۱، ۸۲، ۹۸، ۹۳)

۳۔ البیان فی اظہار بعض نقائص التبیان (ص ۳۹)

۴۔ عقائد السلسلین (ص ۱۶)

۵۔ غوث العباد (ص ۳۰۹، ۳۱۳، ۳۱۴)

ان عبارات کا خلاصہ اور لب لباب یہ نکلا، کہ مردوں سے خواہ وہ انبیاء ہو یا اولیاء کرام ہو، مافوق الاسباب امور میں مدد طلب کرنا جائز ہے

تقابل

بعینہ یہ عقیدہ بریلوی حضرات کا ہے، جیسے اعلیٰ احمد رضا خان بریلوی رقم طراز ہیں۔ استغاثہ، واستعانت، حضور سید عالم ﷺ، و حضور سیدنا غوث اعظمؒ، برابر جاری ہے۔ (بعض مکاتیب حضرت مجدد ص ۱۶)

دوسری کتاب میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں، جس سے اس کی زندگی میں مدد لی جاسکتی ہے اس سے اس کے مرنے کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔ (انوار الانبیاہ فی حل نداء یارسول اللہ (مجموعۃ الرسائل اعلیٰ حضرت ص ۱۶۵)

اعلیٰ حضرت صاحب نے برکات الامداد لاهل الاستمداد میں اس عقیدے کو خوب چھیڑا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ صاحب بصائر و ذخائر و غیرہا نے انہی دو کتابوں انوار الانبیاہ اور برکات الامداد سے اسی عقیدہ کو لیا ہے۔ اور دلائل کی مدار بھی انہی دو کتابوں کے عبارات کو بنایا ہے۔

تیری بزم میں اور بھی گل کھلیں گے
اگر رنگ یاران محفل یہی ہے

اور شیعہ غالبہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

شیعہ کے مشہور اور محقق عالم سید ظفر احسن لکھتے ہیں، ہمارا عقیدہ ہے، کہ جب ہم اپنے ائمہ علیہم السلام کو اپنی مدد کے لئے بلاتے ہیں وہ ضرور آتے ہیں اور وہ ہر عمل کو دیکھتے، اور ہر پکارنے والے کی آواز سنتے ہیں۔ (عقائد الشیعہ ص ۱۰۵)

عقیدہ اسلامیہ دربار استمداد من الاموات

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، کہ مردوں سے حالات اور مشکلات میں مدد طلب کرنا، اور انہیں پکارنا، خواہ مستعان بہ (یعنی جس سے مدد طلب کی جاتی ہے) کوئی بھی ہو، نبی ہو، یا ولی ہو، پیر ہو، یا فقیر ہو، جن ہو، یا فرشتہ ہونا جائز ہے، بلکہ ما فوق الاسباب امور میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا، شرک جلی اور کفر بواح ہے۔

حکم۔ جس کا یہ عقیدہ ہو، کہ مردے میری پکار اور فریاد کو سنتے ہیں، اور حاجات و مشکلات میں میری مدد کرتے ہیں، تو وہ پکا مشرک اور ملت اسلام سے خارج ہے۔

اور یہ حکم قرآن و سنت و اجماع امت اور تصریحات اکابرین سے ثابت ہے۔

الآیات البینات علی نفی الاستمداد ما فوق الاسباب من

الاحیاء والاموات

دلائل شرع چونکہ مرتب ہیں اسی لئے اس میں ترتیب کا لحاظ کرنا، انتہائی ضروری ہے۔ سب سے پہلی مرتبہ قرآن کریم کا ہے، دوسری مرتبہ سنت رسول کا ہے،

اور تیسری مرتبہ اجماع امت کا ہے، اور چوتھی مرتبہ قیاس مجتہد کا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ عقیدہ کا ہے، اس لئے قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ہم بغیر قیاس کے قرآن و سنت اور اجماع امت و تعامل سلف کو استناد کریں گے۔ اور تائید اکابرین امت اور متکلمین اسلام کے حوالہ جات عرض کریں گے۔ چونکہ ہمارا اصل استدلال قرآن کریم کی آیات مبارکہ سے ہے، اسی وجہ سے ہم سب سے پہلے اپنے عقیدے پر، قرآن کریم کی آیات بینات قطعیات، کو بطور دلائل پیش کر رہے ہیں۔ لیکن ہم صرف دو آیتوں میں بطور اجراء طریقہ استدلال بتاتے ہیں۔ اور چند تفسیری حوالہ جات کو بطور شاہد پیش کرتے ہیں۔ باقی آیات بینات میں طریقہ استدلال اور اس پر حوالہ جات ذکر کرنے سے، ہم خوف طوالت کی وجہ سے معذرت خواہ ہیں، لہذا قارئین کرام خود ان آیتوں کے تحت معتبر تفاسیر اور کتب اکابرین کی طرف مراجعت فرمائیں۔

دانا کے لئے صرف بس ہے فقط ایک اشارہ

متدل نمبر ۱۔ ان تدعوهم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرکم الایۃ (الفاطر ۱۳)

ترجمہ۔ اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں تمہاری پکار، اور اگر سنیں پہنچے نہیں تمہاری کام پر اور قیامت کے دن منکر ہوں گے، تمہارے شریک ٹہرانے سے۔

مقام استدلال ویوم القیامۃ یکفرون بشرکم

طرز استدلال۔

اسی آیت کریمہ میں دعا و نداء غیر اللہ کا تذکرہ ہے، کہ غیر اللہ خواہ کوئی بھی ہو، خاص کر ذوی العقول (کیونکہ ضمیر (ہم) داد، اور داد، نون، کے ساتھ جمع ذوی العقول کے لئے آتا ہے)۔ آپ لوگوں کا غائبانہ پکار اور فریاد نہیں سنتے، اور اگر بالفرض والجمال والتقدیر سے بھی، تو پھر تمہارے مشکلات اور حاجات کو حل نہیں کر سکتے، اور آیت کریمہ میں رب کائنات، اس دعائے عبادت دعاء المسئلہ دعاء الاستعانت نہ کہ دعائے عادت، پر شرک کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

و یوم القیامۃ یکفرون بشرکم ولانہنک مثل خبیر

اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کی پکار اور ان سے مدد طلب کرنا معمولی چیز نہیں، بلکہ تمام نیکیوں کو برباد کرنے والا شرک صریح ہے۔ بعض مبتدعین حضرات کا کہنا ہے کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور فوت شدہ انبیاء اور اولیاء کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس اعتراض کا تفصیلی جواب ان شاء اللہ عنقریب آرہا ہے۔ لیکن یہاں پر اجمالاً اس آیت کے تحت اجمالاً چند معتبر مشاہیر اور مسلم مفسرین حضرات کے حوالوں کی نشاندہی کرتے ہیں، تاکہ پتہ چل جائے، کہ یہ حضرات اس آیت کا محمل کیا بتاتے ہیں۔

۱۔ بیان القرآن للرشید التھانویؒ جلد ۳ ص ۲۲۲، (۲)۔ الجامع لاحکام القرآن لابن عبد اللہ القرطبیؒ جلد ۳ ص ۳۳۶ (۳)۔ روح المعانی للعلامة الآلوسیؒ ج ۸ ص ۱۸۲ (۴) تفسیری مظہری

للقاضی ثناء اللہ پانی پتی ج ۸ ص ۵۰ (۵) السراج المنیر للخطیب الشربینی ج ۳ ص ۳۹۳ (۶) بلغة الحیران للعلاء حسین علی الوائی ج ۱ ص ۲۰۹ (۷) تفسیر بے نظیر ص ۱۳۶ ایضاً

یہ سارے مفسرین اس آیت کی عموم اور اطلاق سے استدلال کرتے ہوئے، انبیاء اولیائی، بت، بلکہ ہر قسم کے مخلوق کو اس آیت کے تحت داخل کرتے ہیں
مستدل نمبر ۲۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین (البقرة ۲) ترجمہ۔ اور ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

مقام استدلال ایاک نستعین طرز استدلال۔

ایاک نستعین میں رب ذوالجلال نے مفعول بہ کو مقدم کیا ہے جو کہ بناء بر قاعدہ مشہورہ معروفہ،

التقديم لما حقه التأخير يفيد الحصر والاختصاص

حصر اور اختصاص کا فائدہ دیتا ہے، اور حصر اور اختصاص میں نفی اور اثبات دونوں نسبتیں موجود ہوتے ہیں۔ تو آیت کا ماحصل یہ نکلا، کہ مافوق الاسباب امور میں استعانت اور استمداد صرف رب کائنات کے ساتھ خاص ہے اور کسی دوسری ہستی سے اس طرح کا استعانت اور استمداد ناجائز ہے۔ اور یہ آیت اپنی مدلول میں قطعی الثبوت قطعی الدلالت ہے اور اسی معنی اور مقصد کو سارے مفسرین کرام نے فہم کیا ہے۔ چند حوالہ جات مشت نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)۔ بیان القرآن للرشد التحانوی تحت هذه الآية (۲)۔ السراج المنیر تحت هذه الآية (۳)۔
 مظہری تحت هذه الآية (۴)۔ تفسیر مدارک تحت هذه الآية (۵)۔ تفسیر عثمانی لشیر احمد
 عثمانی (۶)۔ التفسیر القيم ص ۵۳، ۵۴، (۷)۔ تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۹ (۸)۔ تفسیر مراغی ۹
 جلا لیں ۱۰، تفسیر ماجدی ۱۱، التسهیل لابن جزی، ۱۲ تفسیر حقانی، ۱۳، تفسیر عزیزی، ۱۴، روح
 المعانی، ۱۵ حجة الله البالغة، ۱۶، ابن کثیر

مختصر یہ کہ جو بھی تفسیر آپ اٹھائیں گے اسی معنی اور مقصد کو پاؤ گے۔

باقی آیات پینات

المومن ۱۴، الرعد ۱۴، الفاطر ۱۳، الاعراف ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۷، سورت سبا ۲۲،
 فاطر ۴۰، حج ۷۳، احقاف ۴، انعام ۷۱، نحل ۲۰، ۲۱، انعام ۴۰، ۴۱، انعام ۲۳، ۲۴
 یونس ۱۰۶، المومنون ۱۱،

وہ کیا ہے جو نہیں ملا خدا سے،

جسے تم مانگتے ہوں اولیاء سے

کشف الشبهات

شبهہ ۱۔ بریلوی مزاج قسم کے مبتدعین حضرات کہتے اور لکھتے ہیں کہ جتنی آیات

کریمات اشاعة التوحید والسنة والے اپنی مدعی پر پیش کرتے ہیں، تو ان میں اکثر

آیات کریمات میں (من دون اللہ) کا لفظ ذکر ہے، اور من دون اللہ سے مراد اصنام اور اوثان یعنی بت مراد ہیں۔ تو پرانے مشرکین اور کفار اسی وجہ سے مشرک اور کافر تھے، کہ وہ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، اور حاجات و مشکلات میں ان سے مدد طلب کرتے تھے۔ اور ہم تو اسی طرح کام نہیں کرتے بلکہ ہم تو مرے ہوئے انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں سے استعانت اور استمداد کرتے ہیں (یعنی مدد طلب کرتے ہیں)، اور ان آیات کریمات میں اس فعل کی شرک ہونے کی طرف اشارہ تک موجود نہیں، تصریح تو درکنار، لہذا اشاعت والے بتوں کی آیتیں اولیاء پر چسپان کرتے ہیں، اور مشرکین مکہ کی آیتیں مسلمانوں پر حمل کرتے ہیں۔ (البصائر ۱۲۳)

الجواب بعون الملک الوہاب۔

جواب سے پہلے ایک اہم انکشاف

حقیقت یہ ہے کہ یہ اعتراض موجودہ مہتد عین کے بریلویت اور رضا خانیت کو ثابت کرنے کے لئے ٹھوس اور زندہ ثبوت ہے۔ کیونکہ بعینہ من و عن سے یہ اعتراض بریلوی علماء نے علماء دیوبند پر کیا ہے۔ جیسا کہ بریلوی مناظر مولوی اشرف سیالوی علماء دیوبند پر برستے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ من دون اللہ اور ہے اور نبی اللہ اور رسول اللہ اور ولی اللہ اور ہے۔ (گلشن توحید و رسالت ج ۲ ص ۱۶۳)

اسی طرح مولوی شفیع اوکاڑوی بریلوی لکھتے ہیں، کہ ہمارا دعویٰ ہے، کہ من دون اللہ سے مراد بت ہے۔ اور کفار اور مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے، ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں نبی ولی یا فرشتے نہیں، تعارف علماء دیوبند ص ۱۱۳

لیکن شاید ان دونوں حضرات اور ان دونوں فریق کو اپنی پیر صاحب احمد رضا کی بات یاد نہ ہو، وہ لکھتے ہیں، یہاں ہمیشہ یہ نکتہ یاد رکھنا چاہئے، کہ جو بات شرک ہو اس کے حکم میں احیاء اور اموات، انس و جن و ملک، وغیرہم تمام مخلوق ابھی یکساں ہے۔

حیاء الاموات ص ۲۵ بحوالہ الترجمان لمدائح التبیان و نقائص البیان للشیخ امداد الحق شیووی حفظہ اللہ، ص ۱۵۳

جواب نمبر ۱۔ من دون اللہ سے مراد صرف بت ہرگز نہیں ہے، بلکہ من دون اللہ مطلق ہے، اور قاعدہ مسلمہ ہے۔
المطلق یجری علی اطلاقہ

یہ قاعدہ مولوی حمد اللہ واجوی صاحب نے بھی ذکر کیا ہے (البصائر ۱۷۸)

جواب نمبر ۲۔ بت من دون اللہ کا نہ لغوی معنی ہے اور نہ عرفی اور نہ شرعی، بلکہ من دون اللہ اپنے عموم کے اعتبار سے ہر نوری تاری خاکی، اور تمام مخلوق کو شامل ہے۔

جواب نمبر ۳۔ ان آیات کریمات میں اللہ رب العزت نے ذوی العقول کے صیغے ذکر کئے ہیں جیسا کہ یسرون۔ مکتون، یسعون، کانوالا یستحبون، اور یہ صریح قرائن ہے کہ ان آیات کریمات کا اولاد بالذات مصداق ذوی العقول یعنی انبیاء اور اولیاء کرام اور فرشتے اور جنات ہیں، اور ثانیاً بالعرض علت تعلیم کی بنیاد پر، اس سے مراد بت بھی ہیں۔

جواب نمبر ۴۔ ان آیات کریمہ میں فظ من اور لفظ ما ذکر ہوا ہے، اور کتب الاصول میں یہ قاعدہ صراحت کے ساتھ مذکور ہے، کہ من اور ما عموم کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ تو یہ آیات کریمات انبیاء اور اولیاء فرشتوں، جنات اور بت سب کو شامل ہے۔

جواب نمبر ۵۔ قرآن کی بہت سی آیتوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مشرکین صرف بتوں سے، مدد طلب نہیں کرتے تھے، بلکہ دوسری مخلوق انبیاء اور جنات فرشتوں وغیرہم سے بھی مدد طلب کرتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے، مشیت نمونہ از خروار چند آیات کریمات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) سورۃ الکہف ۱۰۲ (۲)۔ سورۃ الانعام ۱۹۳ (۳)۔ احقاف ۶ (۴)۔ زخرف ۱۵

(۵)۔ صافات ۱۵۷ (۶)۔ مائدہ ۱۱۶ (۷)۔ نوح ۲۳ (۸)۔ نحل (۹)۔ سورۃ الجن

(۱۰)۔ سورۃ یونس ۴۸

جواب نمبر ۶۔ اس باب میں اعتبار اس زمانے کے خواہش پرست مولویوں کے قول کا نہیں، بلکہ اعتبار ان مفسرین حضرات کے قول کا ہے، جن کی ثقاہت پر ساری امت متفق ہے۔ چند مشاہیر مفسرین و متکلمین کے اقوال کو ملاحظہ فرمائیں
ماخذ نمبر ۱۔ خاتم المفسرین علامہ آلوسی صاحب روح المعانی اپنی مایہ ناز تفسیر میں سورت حج ایت ۷۳، ۷۴ کے تحت فرماتے ہیں۔

وفي قوله تعالى ان الذين تدعون الایة

اشارة الى ذم الغالين في اولياء الله تعالى حيث يستغيثون بهم في الشدة غافلين عن الله تعالى
ونذرون لهم النذور

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام ان الذین۔۔۔ الایة، میں اولیاء اللہ کی شان، میں غالیوں کو مذمت کی طرف اشارہ ہے۔ جب کہ وہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور ان کی نذریں مانتے ہیں۔

ماخذ نمبر ۲۔ اسی طرح علامہ موصوف سورۃ یونس آیہ ۲۲ کے تحت فرماتے ہیں
فسنهم من يدعوا لخضر والياس ومنهم من ينادي ابا النخيس والعباس ومن يستغيث باحد الائمة
ومنهم من يتفرع الى شيخ من مشايخ الامة

ترجمہ۔ ان بشرکوں میں سے بعض حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام کو پکارتے ہیں، اور ان میں سے بعض ابوالنخیس اور حضرت عباسؓ کو پکارتے ہیں اور امداد کے لئے فریادے کرتے ہیں اور بعض ان میں سے ائمہ کرام (یعنی بارہ اماموں) کو

پکارتے ہیں، اور بعض ان میں سے مشائخ امت میں سے کسی شیخ (شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ) کو پکارنے لگتے ہیں۔

ماخذ نمبر ۳۔ اسی طرح علامہ موصوف سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۶ کے تحت فرماتے ہیں۔

اما ان کان من ذوی العقول فان کان من المقبولین المقربین عند اللہ تعالیٰ فلا اشتغالہ عن ذلک بما هو فیہ من الخیر او کونہ فی محل لیس من شأنہ الذی فیہ یسمع الداعی البدع کعسی الیوم ترجمہ۔ اگر وہ اللہ کے مقبول اور مقرب ذوی العقول بندے ہیں تو وہ برزخی نعمتوں میں ان کی پکار سے بے خبر ہیں یا وہ حضرات ایسی جگہ میں ہیں کہ وہ وہاں پر بدعی پکار کو نہیں سن سکتے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام

ماخذ نمبر ۴۔ اسی طرح سورۃ الفاطر آیت نمبر ۱۳ کے تحت فرماتے ہیں،

و یحتمل ان یکون الملئکۃ و عیسیٰ و غیر ہم من المقربین

ترجمہ۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد فرشتے اور عیسیٰ وغیرہم مقربین ہو،

ماخذ نمبر ۵۔ علامہ قرطبی اپنی عمدہ تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں سورۃ الفاطر

آیت نمبر ۱۳ کے تحت فرماتے ہیں۔

ثم یجوز ان یرجع هذا الی المعبودین من یعقل کالملائکۃ والجن والانبیاء والشیاطین

ترجمہ۔ اور یہ بھی جائز ہے، کہ ضمیر معبودین ذوی العقول کی طرف راجع ہو جائے

، جیسے فرشتے جنات، انبیاء اور شیاطین۔

ماخذ نمبر ۶۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی اپنی مایہ ناز تفسیر تفسیر مظہری میں سورۃ الاحقاف آیہ ۵ کے تحت فرماتے ہیں۔

لانہا اما جمادات لا یسمع ولا یعقل واما عباد مسخرون مشغولون باحوالہم کعسی و عزیر والملکۃ ترجمہ۔ کیونکہ یا تو یہ جمادات ہیں کہ نہ سنتے ہیں اور نہ عقل رکھتے ہیں، اور یا اللہ کے تابعدار بندے ہیں جو کہ اپنے احوال میں مشغول ہیں جیسے عیسیٰ اور عزیر اور فرشتے

ماخذ نمبر ۷۔ علامہ خطیب شربنی اپنی بے نظیر تفسیر السراج المنیر میں سورۃ الفاطر ۱۳ کے تحت فرماتے ہیں

من دونہ ای غیرہ وہم الاصنام وغیرہا وکل شیء دونہا ترجمہ۔ یعنی اللہ کے علاوہ اور وہ بت ہے، اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ ہے۔

ماخذ نمبر ۸۔ عظیم مفسر علامہ مراغی اپنی بے مثال تفسیر میں سورت یونس آیت ۱۰۶ کے تحت فرماتے ہیں۔

وفیہا نعی علی الذین ہجروا تدبر القرآن وملتقوا عقائدہم من الآباء والمعاشرین الامیین الجاحلین فتوجہوا الی القبر و فریخوا بالسرچ والصانع و دعوا من دون اللہ و تقرّبوا الیہا بالہدایا والندور ککشف عنہم الضر و تعظیم مایرجون من النفع و یأولون هذه الآیات الکثیرة فیزعمون انہا خاصۃ بعبادۃ الاصنام والندور للاوثان والتعظیم للصلبان کان الشکر باللہ جائز من بعض المخلوقین دون بعض

ترجمہ۔ اور اس آیت میں ماتم ہے ان لوگوں پر جنہوں نے قرآن میں غور اور فکر چھوڑ دیا ہے، اور جنہوں نے اپنے عقیدے اپنے ان پڑھ جاہل ماں باپ اور برادری سے حاصل کئے ہیں، جس کی وجہ سے وہ قبور (انبیاء و صلحاء و غیر ہم) کی طرف متوجہ ہوئے، اور انہیں چراغوں کے ساتھ مزین کیا گیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا، اور ہدایہ اور منتوں کے ذریعے ان کی قرب کے طلبگار ہوئے تاکہ وہ ان سے نقصان دفع کر سکے اور انہیں وہ نفع دے، جس کی وہ امید رکھتے ہیں۔ اور ان آیات کثیرہ کی تاویل کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیات بتوں کی عبادت ان کی منتوں اور صلیبوں کی تعظیم کے ساتھ خاص ہے، گویا شرک باللہ ان کے نزدیک بعض مخلوق سے جائز اور بعض سے ناجائز ہے۔

ماخذ نمبر ۹۔ شاہ عبد القادر رائے پوریؒ اپنی تفسیر موضح القرآن میں سورۃ النحل آیت نمبر ۲۱ کے تحت فرماتے ہیں۔

کہ یہ ان لوگوں کو فرمایا جو مرے ہوئے بزرگوں کو پکارتے ہیں۔

ماخذ نمبر ۱۰۔ حکیم الامت مرشد تھانویؒ اپنی تفسیر لاثنانی بیان القرآن میں سورۃ الفاطر ۱۴ کے تحت فرماتے ہیں۔

اگر تم ان کو پکارو گے، تو وہ تمہارے اول تو سنیں گے نہیں، جمادات بوجہ عدم قوت سامعہ، اور ذوات الارواح باین معنی کہ جیسے سماع کے کفار معتقد تھے، کہ سماع لازم و دائم ہے۔ وہ منفی ہے۔

ماخذ نمبر ۱۱۔ اسی طرح سورۃ الرعد ۱۴ کے تحت فرماتے ہیں کہ اس سے غیر اللہ احیاء اور اموات سے استغاثہ کرنے والوں کا خسران معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بلا کثرت سے پھیل گئی۔

ماخذ نمبر ۱۲۔ امام رازیؒ اپنی تفسیر لاجواب التفسیر الکبیر میں سورۃ یونس آیت نمبر ۱۸ کے تحت فرماتے ہیں۔

انہم وضعوا هذه الاصنام والاوثان علی صور انبیائہم واکابرہم وزعموا انہم متی اشتغلوا بعبادة هذه التماثل فان اولئک الاکابر یکونون شفعاء لہم عند اللہ ونظیرہ فی هذا الزمان اشتغال کثیر من المخلوق بتعظیم قبور الاکابر علی اعتقاد انہم اذا عظموا قبورہم فانہم یکونون شفعاء لہم عند اللہ۔

ترجمہ۔ ان مشرکوں نے یہ اصنام اور اوثان اپنے پیغمبروں اور اکابر کی صورتوں پر بنائے تھے، اور انہوں نے یہ عقیدہ رکھا تھا۔ کہ جب وہ ان مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اکابر اور بزرگ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرتے ہیں اور اس کی نظیر اس زمانے میں یہ ہے کہ بہت سے لوگ بزرگوں کے قبروں کی اس اعتقاد کے ساتھ تعظیم کرتے ہیں، کہ اس طریقے سے وہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کرتے ہیں۔

اس جیسی عبارت علامہ موصوف سورۃ البقرۃ فلا تجعلوا اللہ۔۔۔ اور سورۃ نوح و قالوا لا تذرن۔۔۔ کے تحت بھی لکھے ہیں۔

ماخذ نمبر ۱۳۔ شاہ ولی اللہؒ جن کو مولوی حمد اللہ جان صاحب نے فخر المحدثین اور سند المفسرین جیسے القاب سے ملقب کیا ہے۔ وہ سورۃ الاحقاف کے آیت نمبر ۵، ۶ کے تحت فرماتے ہیں، خواہ انبیاء باشند یا اولیاء۔۔ محض بے خبر انداز دعائے داعیان (البلاغ المبین)

ترجمہ۔ یعنی جو لوگ اللہ کے علاوہ انبیاء اور اولیاء سے، بعد الوفا دعائے دعا کرتے ہیں اور مدد طلب کرتے ہیں تو وہ انبیاء اور اولیاء ان لوگوں کی پکار سے بالکل بے خبر ہے۔

ماخذ نمبر ۱۴۔ مولانا احمد الدین بگویؒ ترمیذ شاہ محمد اسحاق اپنی شہرہ آفاق تصنیف دلیل المشرکین ص ۶۶ میں لکھتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے، کہ یہ آیات عام ہیں، ان کی فقط بتوں کے ساتھ خصوصیت کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ان کی تفسیر اور تشریح کے ضمن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، اس میں ملائکہ، انبیاء اولیاء جنات، اصنام اوثان، وغیرہ سب شامل ہے۔ دوسرا یہ کہ اصلاً اصول یہی ہے، کہ حقیقی اعتبار الفاظ کی عمومیت کا ہوتا ہے اور اگر قرآن کو صرف خاص کر لیا جائے (حصران لیا جائے) تو قرآنی تعلیمات کی عمومیت اور تاقیامت رہنمائی کیسے ممکن ہو سکے گا۔

ماخذ نمبر ۱۵۔ علامہ عبد الماجد دریا آبادی اپنی ممتاز تفسیر تفسیر ماجدی میں سورۃ النمل آیت نمبر ۶۲ کے تحت فرماتے ہیں۔

اس میں مخاطبت خصوصی مسیح پرستوں اور ہر قسم کی ذی روح پرستوں سے ہے۔

ماخذ نمبر ۱۶۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنی تفسیر میں سورۃ النمل آیت

۲۰ کے تحت فرماتے ہیں، یعنی جن چیزوں کے سوا پوجتے ہیں سب مردے بے

جان ہیں خواہ دواما مثلاًبت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے

جم غفر مفسرین کی تصریحات سے یہ بات بالکل آفتاب نیم روز کی طرح واضح

ہو گئی، کہ ان آیات کریمات کی مصداق عام ہے، اور من دون اللہ کا تخصیص

نبیوں کے ساتھ کرنا خالص تحریف ہے۔

پکڑ کر لایا ہوں میں شعر تحقیق

تم اپنے نفل معنی کو نکالو!

جواب نمبر ۱۔ بالفرض والحال والتقدیر من دون اللہ سے مراد بت ہیں، لیکن

پھر بھی قاعدہ مسلمہ ہے۔

العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب

کہ عبرت الفاظ کی عموم کا ہے، خصوصیت سبب کا نہیں۔ (الاتقان فی علوم

القرآن جلد ۱ ص ۶۱)

علامہ محمد صابونی فرماتے ہیں،۔

فجہور العلماء یذہبون الی ان العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب وهذا هو الصحیح ترجمہ۔ جمہور علماء کا مذہب ہے کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہے، خصوصیت سبب کا نہیں۔ اور یہ قول صحیح ہے،۔ (التبیان فی علوم القرآن ص ۲۹)

تنبیہ

التبیان وہ کتاب ہے، جو وفاق المدارس کی درس نظامی میں داخل ہے، لہذا سب کے نزدیک مسلم ہے۔

اور اگر قرآنی تعلیمات کو خاص کیا جائے، تو پھر قرآن صرف مشرکین مکہ اور ان کے شرک کا رد کرتا ہے، تو آج جو شرک کرتے ہیں اور غیر اللہ کو پکارتے ہیں تو ان پر کس آسمانی کتاب سے حکم لگایا جائے گا۔ جب کہ قرآنی حکم (بزعم ان کے) ان پر ناجائز ہے۔

جواب نمبر ۸۔ اللہ اور من دون اللہ منطقی رو سے نقیضین ہیں اور قانون منطقی یہ ہے کہ نقیضین سے بوجہ استحالہ ارتقاع نقیضین کوئی چیز خارج نہیں، لہذا من دون اللہ، اللہ کے علاوہ ہر چیز، خواہ ذی روح ہو یا غیر ذی روح، ذی روح میں، نبی ہو، ولی ہو، امام ہو، پیر ہو، فقیر ہو، جن ہو، فرشتہ ہو، سب کو شامل ہے، ورنہ پھر ارتقاع نقیضین لازم آئے گا۔ وہ باطل بدایہ

تنبیہ۔ مبتدعین حضرات کا دعویٰ بلا دلیل ہے کہ ہم معقولات میں محدب فلک الافلاک تک پہنچ گئے ہیں۔ لیکن جب عقیدہ کی بات چل پڑی، تو خدا کی شان ہے یہ حضرات محدب فلک الافلاک سے گر کر تحت الثریٰ پہنچ گئے۔

جواب نمبر ۹۔ علماء کرام، اور متکلمین اسلام نے شرک کی تعریف یوں کی ہے

الشُرک ان یثبغ لغير الله من الصفات المختصة به تعالیٰ (الفوز الکبیر ص ۱۶)

ترجمہ۔ شرک یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی صفات مخصوصہ کو غیر اللہ کے لئے ثابت کرے،

اسی طرح حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں۔

شرک شریعت میں غیر خدا کو خدا کی ذات یا صفاتِ مختصہ یا عبادت میں خدا کا شریک بنانے کو کہتے ہیں۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی ج ۱ ص ۲۷

اسی طرح حضرت مولانا حضرت مفتی کفایت اللہؒ فرماتے ہیں۔

خدا کی صفت کی طرح کسی دوسرے کے لئے کوئی صفت ثابت کرنا شرک ہے

۔ (تعلیم الاسلام ص ۱۲۳)

تو اگر یہاں پر غیر اللہ (من دون اللہ) سے مراد بت لیا جائے، تو کیا مطلب کہ

بتوں کو اللہ کی صفات دینا، اور ان سے استمداد مافوق الاسباب شرک ہے

۔ اودوسری

مخلوق انبیاء، اولیاء، فرشتوں، جنات کو دینا خالص توحید ہے۔

توحید کو سمجھتا نہیں مفتی بنا تو کیا ہوا

شرک سے بیزاری نہیں صوفی بنا تو کیا ہوا

جواب نمبر ۱۰۔ بعض مشرکین اگرچہ بتوں کی عبادت اور پوجا پاٹھ کرتے تھے ، اور ان سے حاجات اور مشکلات میں مدد طلب کرتے تھے لیکن یہ عبادت اور استمداد بت من حیث البت سے نہیں تھا۔ کیونکہ دنیا میں ایسا احمق ، بے وقوف کوئی نہیں گزرا، کہ وہ صرف پتھروں کی عبادت کرے ، یا ان سے مدد طلب کرے ، یا ان کو ہفارش بنائے ، بلکہ یہ اصنام ، واوثان ، اور بت انہوں نے بمنزلہ قبلہ کے ٹہرائے تھے ، اور ان کا عقیدہ تھا کہ ان مجسمات کو انبیائی اور اولیائے کرام کے ارواح حاضر ہوتے ہیں ، اور ہم حقیقت میں ان سے استمداد اور استشفاع کرتے ہیں۔ اور اس توجیہ پر بہت سارے اکابرین و علمائے متکلمین کی صریح عبارات موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں

ماخذ نمبر ۱۔ علامہ ابوالسعود حنفی سورت یونس آیت نمبر ۱۸ کے تحت رقم طراز ہے۔

انہم وضعوا هذه الاصنام على صور انبياء هم و اکابرهم و زعموا انهم متى اشتغلوا بعبادة هذه التماثيل
فادلک الاکابر یشفعون لهم عند اللہ

ترجمہ۔ انہوں نے یہ بت اپنے انبیاء اور بزرگوں کی شکلوں پر تراشے تھے ، اور یہ کہتے تھے کہ جب ہم ان کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرتے ہیں (ہمارے کام اللہ سے کرواتے ہیں)

ماخذ نمبر ۲۔ علامہ آلوسی حنفیؒ بھی سورت یونس آیت نمبر ۱۸ کے تحت لکھتے ہیں وضعوها علیٰ صور رجال صالحین ذوی خطر عندہم وزعموا انہم متی اشتغلوا بعبادتہا فادلک الرجال۔ یشفعون لہم

ترجمہ۔ انہوں نے اپنے عالی مقام اور ذی قدر صلحاء کی صورتوں پر ان بتوں کو بنا رکھا تھا، اور ان کا خیال یہ تھا، جب وہ ان بتوں کی عبادت میں مشغول ہونگے، تو وہ نیک بندے اولیاء اللہ ان کی سفارش کریں گے۔ یعنی ان کے کام اللہ سے کروادیں گے۔

ماخذ نمبر ۳۔ علامہ موصوف سورۃ زمر آیت نمبر ۲۳ کے تحت لکھتے ہیں۔

ان الشفعاء لیست الا صنم انفسہا بل اشخاص مقربون ہی تماثلہم
ترجمہ۔ شفعاء سے بعینہ بت مراد نہیں بلکہ ان سے ان کی مراد وہ مقرب بندے ہیں جن کے وہ مجسمیں ہیں۔

ماخذ نمبر ۴۔ علامہ سید شریف البحر جانی الحنفیؒ فرماتے ہیں۔

فانہم لا یقولون بوجود النہم واجب الوجود ولا یصفون الاوٹان بصفات اللوہیۃ وان اطلقوا علیہم اسم الآلہۃ بل اتخذوها علیٰ انہا تماثل الانبیاء والزہاد والملکۃ والکواکب واشتغلوا بتعظیمہا علی وجہ العبادۃ تو صلابہا الی ماحوالہ حقیقۃ (شرح المواقف ص ۵۸۰)

ترجمہ۔ بت پرست دو واجب الوجود الہوں کے قائل نہیں، اور نہ وہ اوٹان کو الوہیت سے متصف مانتے ہیں اگرچہ وہ ان پر الہ کا اطلاق کرتے تھے بلکہ انہوں

نے تو انبیاء یا نیک بندوں یا فرشتوں یا ستاروں کی تصویریں اور فوٹوں بنا کر عبادت کے طور پر، ان کی تعظیم کرنا شروع کر دی۔ تاکہ وہ اس طریقہ سے الہ حقیقی تک رسائی حاصل کر سکے۔

ماخذ نمبر ۵۔ امام المتکلمین امام رازیؒ کی عبارت جو انہوں نے سورت یونس کی آیت نمبر ۱۸ کے تحت لکھی ہے۔ پچھلی صفحہ میں گزر گئی۔

ماخذ نمبر ۶۔ خاتم المحدثین علامہ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں،

وكانوا ينحتون من الحجر والصفر وغير ذلك صوراً تتخذونها قبلة التوجه الى تلك الارواح (الفوز الکبیر ۱۷)

ترجمہ۔ اور مشرک لوگ پتھر اور چیل وغیرہ کی مورتیاں بھی تراشتے تھے، مگر ان کو نیک لوگوں کی ارواح کی توجہ کا قبلہ سمجھتے تھے۔

ماخذ نمبر ۷۔ اسی طرح علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

وقالوا هؤلاء يسعون ويبرون ويشفعون لعبادهم ويدبرون امورهم وينصرونهم فنحتوا على اسمائهم احواراً وجعلوها قبلة عند تو جهيم الى هؤلاء (حجة الله البالغة ۱۳۹)

ترجمہ۔ اور مشرکین کہتے تھے کہ وہ صالحین اب بھی سنتے اور دیکھتے ہیں اور اپنی عبادت کرنے والوں کی سفارش کرتے ہیں اور ان کی کاموں کی تدبیر اور ان کی

نصرت کرتے ہیں۔ پھر ان صالحین کے ناموں پر انہوں نے پتھروں کے بت بنائے، اور صالحین کی طرف توجہ کرتے وقت ان کی بتوں کو توجہ قبلہ بنایا۔

ماخذ نمبر ۸۔ علامہ عماد الدین حافظ ابن کثیر سورۃ الزمر آیت ۳ کے تحت لکھتے

ہیں۔

انما یحلم علی عباد تمہم لہم انہم عمدوا الی اصنام اتخذوها علی صور الملائکۃ المقربین فی زعمہم فعبدوا
تلك الصور تنزیلاً لذلک منزلة عباد تمہم الملائکۃ لیسفَعُوا لہم عند اللہ فی نصرہم ورزقہم وما ینوبہم

من امر الدنیا

ترجمہ۔ ان کی عبادت کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی خیال میں فرشتوں کے شکل پر بت بنائے تھے، تو ان بتوں کی پرستش فرشتوں کی عبادت سمجھتے تھے، اس لئے کہ یہ مقہرب فرشتے ان کے لئے روزی اور دنیوی امور میں اللہ کے ہاں سفارش کرتے ہیں۔

ماخذ نمبر ۹۔ علامہ شہرستانی لکھتے ہیں۔

وبالجملة وضع الاصنام حیثما قدر وہ انما هو علی شکل معبود غائب حتی یكون الصنم المعبول علی
صورته وشکلہ وھیئۃ ناسباً منابہ وقائماً مقامہ والا فنعلم قطعاً ان عاقلاً مالاً یخط جسماً بیدہ ویصورہ
صورۃ ثم یعتقدوا انہ الہہ وخالقہ والہ الکل وخالق الکل اذ کان وجودہ مسبوقاً بوجود صانعہ وشکلہ
یخط بصفة تاحۃ (الملل والنحل للعلامہ شہرستانی ج ۲ ص ۲۶۷)

ترجمہ۔ حاصل یہ کہ مشرکین نے اصنام اور بتوں کا تقرر معبودان غائبہ کی جگہ پر کیا تھا، کہ یہ معبودان غائبہ کے قائم مقام اور نائب ہو جائے، یعنی اصل مقصود وہ معبودان غائبہ تھے، ورنہ کوئی عقل مند انسان کبھی بھی اپنے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی صورت اور شکل کی عبادت نہیں کرتا، اور قطعاً یہ عقیدہ نہیں رکھتا، کہ یہ شکل اور بت میرا اور ساری مخلوق کا الہ اور خالق ہے، کیونکہ یہ تو ابھی انہوں نے، اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

ماخذ نمبر ۱۰۔ مولوی حمد اللہ جان صاحب کے مسلم شخصیت امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں
فوضع الصنم انما كان في الاصل على شكل معبود غائب فجعلوا الصنم على شكله وهيئته ليكون نائباً
منابه وقائماً مقامه والافسن المعلوم ان عاقلاً لا يخط خشبة او حجراً بیده ثم يعتقد انه الہ و معبودہ (۱۸۱ ص ۲)
اغاثہ اللہ فان من مصائد الشیطان ج ۲ ص ۱۸۱) ترجمہ واضح ہے۔

ماخذ ۱۱۔ شیخ الاسلام محسود الزمان حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔
واكثر الشرك في بني آدم من اصلين اولهما تعظيم قبور الصالحين وتصوير تماثيلهم للشرك بها
،وهذا هو اول الاسباب التي ابتدع بها الاديون الشرك وهو شرك قوم نوح (كتاب الرد
على المنطقيين)

ترجمہ۔ بنی آدم کا اکثر شرک دو اصلوں کی وجہ سے ہیں، پہلا تعظیم قبور اولیاء اور
تبرک کے لئے ان کی تصاویر بنانا، یہ ان اسباب میں سے اول ہے، جس کے
ذریعے آدمیوں نے شرک شروع کیا، اور یہ قوم نوح کا شرک ہے۔

ماخذ نمبر ۱۳۔ عظیم مفسر علامہ نیشاپوریؒ فرماتے ہیں۔

حاصل الکلام یہ ہو گیا کہ لفظ من دون اللہ اپنی عموم کی اعتبار سے۔ ہر ناری نوری
خاکی، بلکہ ساری مخلوق کو شامل ہے اور دنیائے عالم میں بت من حیث البت سے
استمداد اور ان کی عبادت کسی احمق بے وقوف نے نہیں کیا بلکہ پتھر اولیاء کرام کی
شکل پر تراشتے تھے اور ان کی محبت کی تصور سے ان کی نذر و نیاز، طواف، سجدے
پکار، استمداد، کیا کرتے تھے، جیسا کہ صراحة ان تمام مشاہیر مفسرین اور علمائے
متکلمین سے واضح ہوئی۔

اکشاف علامہ دوست محمد قریشی صاحب کے نزدیک من دون اللہ کا اطلاق انبیاء اور اولیاء پر درست نہ سمجھنے والا بدعتی ہے۔ (براہین اہل سنت ص ۲۳۷)

سید نور حسن شاہ بخاری صاحب کے نزدیک من دون اللہ کا اطلاق انبیاء اور اولیاء پر درست نہ سمجھ لینے والا، ضال و مضل ہے، (توحید اور شرک کی حقیقت ص ۱۴۳)

اور مولانا سر فراز خان صفدر صاحب کے نزدیک کلمہ گو مشرک اور محرف قرآن ہے، (اتمام البرہان ص ۵۲۲)

شبہ نمبر ۲۔ بریلوی مزاج قسم کے مبتدعین کا کہنا ہے کہ بعض مفسرین کرام جیسے صاحب جلالین وغیرہ نے، اسی قسم کے آیات کا مصداق اصنام، یعنی بت متعین کیا ہے، کہ اس سے مراد بت ہیں۔ لہذا اولیاء کرام وغیرہم اس سے مراد نہیں ہیں۔ (البصائر للذاجوی ص ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۳۰)

الجواب بعون الملک الوہاب

جواب نمبر ۱۔ یہ بات محل نظر ہے کہ جلالین اسی قسم کے آیات کا مصداق صرف اصنام متعین کرتے ہیں کیونکہ صاحب جلالین، بعض مقامات پر اسی قسم کے آیات میں فرشتوں، عزیر اور عیسیٰ کو بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۰۲

میں من عبادی کا معنی کرتے ہیں۔ اے ملائکتی و عیسیٰ و عزیر
یعنی من عبادی سے مراد یہاں مقرب فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ صاحب جلالین وغیرہ مفسرین ایسی مقامات پر اگرچہ اصنام یعنی بت ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ بطور حصر ذکر نہیں کرتے کہ بس اسی قسم کی آیات بتوں میں منحصر ہیں بلکہ وہ حضرات اس کی مصداق کا ایک فرد متعین کرتے ہیں ایسی وجہ سے ایک مفسر ایک فرد ذکر کرتا ہے اور دوسرا مفسر دوسرا فرد ذکر کرتا ہے، جیسا کہ حوالہ جات بالا سے ظاہر ہے۔

جواب نمبر ۳۔ اگر صاحب جلالین وغیرہ کا مقصد حصر فی الاصنام والاوثان ہو، تو پھر پچھلے حوالہ جات کا کیا مقصد ہے۔ کیا یہ مفسرین غلط لکھتے ہیں، تعصب کی پٹیاں ذرا آنکھوں سے ہٹانا چاہئے ایک مفسر کی بات کو ماننا اور بے شمار مفسرین کی بات کو چھوڑنا دین کی کون سی خدمت ہے۔

تعصب کی نگاہوں میں نہ یوسف بھی حسین ٹھہرے

محبت کی نگاہوں میں زنجی بھی ماجین ٹھہرے

جواب نمبر ۴۔ صاحب جلالین وغیرہ نے یہاں پر لفظ اصنام کو ایضاح الکی بالجزئی الاضافی کے طور پر یا تشریح بالمثال کے طور پر ذکر کیا ہے، باقی یہ آیات کریمات اپنی عموم کے لحاظ سے ہر قسم کے مخلوق کو شامل ہے۔

گھر کی شہادت

یہ جواب مولوی حمد اللہ صاحب اینڈ کمپنی کے نزدیک مسلم شخصیت مولوی شمس الحق افغانی صاحبؒ نے کیا ہے۔ دیکھو حیدۃ الاسقاط لریاض الدین مہمند ص ۱۱۵ اور صحیح مسلک از مولوی شمس الحق افغانی صاحب ص ۲۹

شبہ نمبر ۳۔ بریلوی مزاج قسم کے مبتدعین حضرات کا کہنا ہے کہ جماعت اشاعۃ التوحید والسنة والے جن آیات کریمات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں تو ان آیات سے ان کا استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان آیات کریمات میں یدعون، تدعون، یدعوا، ولا تدعوا، ولا تدع جیسے الفاظ ذکر ہے۔ جس کا معنی یعبدون، تعبدون، یعبدوا ولا تعبدوا، ولا تعبد ہیں۔

یعنی یہاں پر دعا بمعنی عبادت ہے جیسا کہ صاحب جلالین علامہ سیوطیؒ وغیرہ نے اسی قسم کے آیات میں یہ معنی ذکر کرتے ہیں۔ تو ان آیات کریمات میں عبادت غیر اللہ سے منع آیا ہے۔ اور عبادت غیر اللہ پر شرک کا فتویٰ لگایا گیا ہے، باقی نفس دعا ونداء جو غیر اللہ کی طرف کی جاتی ہے تو اس کی تردید یہاں پر نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تردید کا اشارہ تک یہاں موجود نہیں ہے، اسی وجہ سے ہماری دعا ونداء بطور استعانت و استمداد شرک نہیں، بلکہ ایک جائز اور مستحسن امر ہے۔

(الصارح ص ۲۵۱، ۱۱۸، ۱۳۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جواب نمبر ۱۔ دعا ونداء یعنی پکار غیر اللہ کی طرف بطور طلب اعانت اور استمداد مافوق الاسباب غیر اللہ کی عبادت ہے۔ (صغریٰ) اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے (کبریٰ) نتیجہ دعا اور نداء غیر اللہ مافوق الاسباب شرک ہے،۔ دلیل صغریٰ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔ الدعاء هو العبادۃ۔ دعا ہی عبادت ہے۔ (ترمذی)

دلیل کبریٰ کیونکہ عبادت کرنا اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اس کا کوئی خاصہ غیر اللہ کو دینا شرک ہے۔

جواب نمبر ۲۔ واقعی صاحب جلالین وغیرہ نے دعا کا معنی عبادت کے ساتھ کیا ہے لیکن یہ ہمارے لئے دلیل بنتی ہے نہ آپ حضرات کے لئے، کیونکہ صاحب جلالین کو معلوم ہے کہ دعا یعنی پکار عبادت ہے، بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ الدعاء مخ العبادۃ (ترمذی)

تو اسی وجہ سے صاحب جلالین وغیرہ نے دعا کا معنی عبادت سے کیا، کہ غیر کی طرف پکار عبادت ہے، اور غیر کی عبادت شرک ہے اس لئے غیر کی پکار سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

یہ دونوں جواب تسلیمی ہیں۔

جواب نمبر ۳۔ دعا کا حقیقی معنی خواستن ہے جیسا کہ مولوی حمد اللہ صاحب نے البصائر ص ۷۸ پر ذکر کیا ہے۔ یعنی حاجت مانگنا اور دعا اور نداء ایک چیز ہے جیسا کہ امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے، الدعاء والنداء واحد [مفردات القرآن ص ۱۸۶، ۱۸۷]

اور عبادت دعا کا حقیقی معنی نہ لغت میں ہے اور نہ اصطلاح شرع میں اور کہیں دعا کا اطلاق عبادت پر ثابت ہو جائے، تو یہ اطلاق مجازی ہوگی۔

ماخذ نمبر ۱۔ شیخ محمد بشیر احمد السہسوانی لکھتے ہیں۔

اقول الدعاء كونه في الاصل بمعنى النداء والطلب مما لا مزية فيه ولما كونه بمعنى العبادة فلم يثبت بعد حقيقة، لالغة ولا شرعا فان ثبت اطلاقه فانما يكون مجازا (صيانة الانسان عن وسوسة الشیخ دحلان ص ۳۲۸)

ترجمہ۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا کا حقیقی معنی پکارنا، اللہ طلب کرنا ہے، اور دعا کا حقیقی معنی عبادت ہونا نہ لغت ثابت ہے اور نہ شرعا اور اگر کہیں دعا کا اطلاق عبادت پر ثابت ہو جائے بھی تو یہ اطلاق مجازی ہوگی۔

ماخذ نمبر ۲۔ شاہ ولی اللہ اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں۔

ولیس المراد من الدعاء العبادة كما قاله المفسرون بل هو الاستعانة لقوله تعالى بل اياه تدعون فيكشف ما تدعون اليه (التوبة ۳۱، حجة اللہ البالغہ ص ۱۳۵)

ترجمہ۔ اور دعا سے مراد عبادت نہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے بلکہ دعا سے مراد استعانت، مدد طلب کرنا، ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کی یہ قول ہے۔
فیکشف ما تدعون الیہ۔۔۔۔۔

لہذا جب ثابت ہوا کہ دعا کا حقیقی معنی خواستن مدد طلب کرنا ہے اور عبادت دعا کا معنی مجازی ہے اور معنی حقیقی متعذر بھی نہیں ہے، تو کیا ضرورت ہے کہ معنی مجازی کی طرف ضرورت کی جائے، اور غیر اصل کو مقابلہ اصل میں لیا جائے۔
فائدہ۔ اگر کسی مبتدع بریلوی رضا خانی نے دعا کا معنی حقیقی عبادت ثابت کیا، تو جتنا انعام چاہے انشاء اللہ ہم دیں گے۔

اگر کوئی بریلوی نمابہ عتی یہ اعتراض کرے کہ جب دعا کا معنی حقیقی مدد طلب کرنا تھا۔ تو پھر صاحب جلالین وغیرہ پر، کونسی بات باعث بنی، کہ انہوں نے معنی مجازی کو اختیار کیا، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ مافوق الاسباب امور میں مدد طلب کرنا عبادت ہے تو صاحب جلالین مجازی معنی کر کے اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔
جواب مذکور بزبان شاہ ولی اللہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

مفسرین حاصل معنی بطریق افہامی کند مردمان ناواقف گمان سے کند کہ لفظی معنی کردند، دعا بمعنی مطلق خواند، کسے راہ منع نیست، مراد خواندن کے را، در غائبانہ حاجات است لحاظ مفسرین تفسیر عبادت می کند۔

ترجمہ۔ الفوز الکبیر فارسی بحوالہ شیخ القرآن غلام اللہ خان "سورة الفاتحه ص ۱۱"

ترجمہ۔ مفسرین کبھی کبار مخاطبین کو سمجھانے کے لئے حاصل معنی (مجازی) کرتے ہیں تو ناواقف لوگ (مبتدعین بریلوی) گمان کرتے ہیں کہ یہ انہوں نے لفظی معنی (حقیقی معنی) کیا۔ چونکہ مطلق خواستن یعنی کسی سے طلب کرنا (ماحت الاسباب) کسی کے نزدیک بھی ممنوع نہیں ہے، بلکہ مردوں سے غائبانہ حاجات طلب کرنا مراد ہے، تو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مفسرین نے دعا کا معنی عبادت سے کیا۔

جواب نمبر ۴۔ اگر یدعون تدعون کا معنی حقیقی عبادت لیا جائے تو قرآن کریم کی بہت سی آیات مہمل اور بے معنی ہو جائیں گے، (و نعوذ باللہ من ذلک) جیسا کہ سورۃ الفاطر ۱۴ ان تدعوہم لا یسموا دعاء کم۔۔۔۔۔

اگر کسی میں تھوڑی سی بھی عقل ہو، تو چلو وہ تدعوہم کا معنی تعبد و ہم سے کرائے، اور پھر لا یسموا دعاء کم جو کہ جزا ہے، کا ترتب شرط پہ کرائے، لا یسموا دعاء کم جزا کا ترتب ان تدعوہم۔۔۔ شرط پر تب بھی صحیح ہے، کہ دعا کا معنی حقیقی استعانت مدد طلب کرنا، نداء کرنا آواز کرنا لیا جائے، ورنہ عبادت جو کہ پکار سے خالی ہو کسی طرح بھی مسموعات سے نہیں ہے۔ دوسری آیت جس سے شاہ ولی اللہ نے استدلال کیا،

بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء

یہاں پر بھی جبے معنی دعا کا نداء اور پکار لیا جائے تب کام چلے گے، ورنہ آیت مہمل اور بے معنی ہو جائے گا، اسی طرح بہت سارے آیات موجود ہے،

و کم من غائب قولا صحیحا

و آتہ من الغیب السقیم

شبہ نمبر ۴۔ بریلوی مزاج قسم مبتدعین حضرات کا کہنا ہے، کہ ہم انبیائے کرام اور اولیائے عظام، کو نداء بطور استعانت و استمداد کرتے ہیں اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیکشا اللہ (الذخائر ص ۲۶)

اور یا احمد بن علوان رد علی ضالسی۔۔۔ (البصائر ۱۱۲) اور یا محمد استعانت کے طور پر (البصائر ۲۲۱) کے نعرے لگاتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ حضرات بالذات استقلالاً سنتے ہیں۔ بلکہ ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید وہ حضرات ہمارا کراہتے سنے گا، اور ہمارے فریاد کو سن کر اللہ کی دربار میں پیش کرے گا۔

خدا کی قسم یہ شبہ میں نے ان حضرات سے اپنی کانوں سے سنا ہے، اور ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے، (الذخائر ۲۶)

الجواب بعون الملک الوہاب

جواب نمبر ۱۔ قرآن کریم نے مطلقاً مردوں کی پکار پر شرک کا فتویٰ لگایا ہے۔۔

ان تدعون۔۔۔ سورۃ الفاطر (۱۳) اس میں کراہت کی قید نہیں ہے،

یہ عقیدے کا مسئلہ ہے۔ لہذا کرامت کی بنیاد پر استمداد کی ثبوت کیلئے نص قطعی کی ضرورت ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اسی قسم ورد اور نداء کرنے والے پر فقہائے کرام نے بھی کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

ماخذ مولانا احمد الدین بگویی تلمیذ شاہ محمد اسحاقؒ لکھتے ہیں۔ در مختار میں الوہابیہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے، کہ اس طرح کہنے پر یعنی یا عبد القادر جیلانی شینا اللہ بعض علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، (اصلاح المسلمین اردو ترجمہ دلیل الشرکین ص ۱۸۲)

موجودہ مبتدعین بریلوی اور اہل تشیع بھائی بھائی ہے۔ کیونکہ وہ حضرات یہ نعرے لگاتے ہیں کہ یا علی مشکل کشا اور یا علی مدد

نعرہ شیعہ مدد کن یا پنج تن

نعرہ سنی (بریلوی) مدد کن یا بابائے من

جواب نمبر ۳۔ اس شبہ شرکیہ کی بنیاد کرامت بعد الموت پر ہے حالانکہ بعد الموت کرامت (اصطلاحی) ثابت نہیں اگرچہ کرامت لغوی (اثر کرامت) اصل ولایت اور ولی کا درجہ بعد الموت برقرار رہتا ہے۔ لیکن صدور کرامت اصطلاحی بمعنی ظہور امر خارقہ للعادۃ علی ید مدعی الاسلام غیر مدعی النبوة المعروض عن اللذات السہک فی الطاعات، (البصائر للدا جوی ص ۱۰) محققین علماء کے نزدیک ثابت نہیں۔

ماخذ نمبر ۱۔ صاحب بدء الامالی اپنی مایہ ناز منظومہ فی علم العقائد میں رقم طراز

ہے

کرامات الولی بدار دنیا
لھا کون فہم اهل النوال

ترجمہ۔ ولی کی کرامت اس دار دنیا میں ہے، کیونکہ وہ اہل عطا ہوئے ہیں۔

ماخذ نمبر ۲۔ علامہ معصومی حنفی لکھتے ہیں۔

واما ان ادعی انه یسمع کراۃ وخرقا للعادة فنقول ان الکراۃ لا تكون دائمة بل قد تصدر احيانا فی
حال حیاة الولی فقط واما بعد الموت فلا (حکم اللہ الواحد الصمد فی حکم الطالب من المیت المدد ۱۰)
(المجموع المفید لتقص القوریة ونصرة التوحید ص ۳۱۵)

ترجمہ۔ اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مردہ بطور کرامت اور خرق عادت سنتا ہے
، پس ہم کہتے ہیں کہ یقیناً کرامت کا صادر ہونا ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتا بلکہ کبھی
کبھی فقط نیک بندہ کی زندگی میں صادر ہوتا ہے۔ اور ہر کہ موت کے بعد پس صادر
نہیں ہوتی۔

ماخذ نمبر ۳۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی شیخ سہروردی کا یہ قول نقل کرتے

ہیں۔ کرامت کا مطلب یہ ہے کہ جو اسے دیکھے تو ایمان میں زیادتی آجائے، اور
ترہید عن الدنیا پیدا ہو جائے، جب کہ کرامت کا حکمت معلوم ہوا کہ کرامت

بعد المات نہیں ہے، کیونکہ بعد المات زیادتی یقین کا مطلب نہیں، (مجموعۃ

الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۸ م

اخذ نمبر ۴۔ سید الطائفہ مجدد الف ثانی نفحات کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

والایۃ جمیع الاولیاء تسلب بعد الموت قلت المراد بالولایۃ التصرفات و ظہور الکرامات لا اصل
الولایۃ الہی صی عبارۃ عن قرب الہی

ترجمہ۔ تمام اولیاء اللہ کی ولایت ان کی موت کے بعد سلب کر دی جاتی ہے، میں
شیخ احمد سرہندی کہتا ہوں کہ مراد ولایت سے تصرفات اور کرامات کا ظہور ہے
(کہ یہ تصرفات اور کرامات ظاہر نہیں ہوتے بلکہ سلب کئے جاتے ہیں) نہ کہ
اصل ولایت جو کہ قرب الہی سے عبارت ہے (وہ برقرار رہتا ہے) (مکتوبات ج
۱ ص ۲۳۶)

ماخذ نمبر ۵۔ مولانا احمد الدین بگوی فرماتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کی کرامات فقط حیات دنیا تک ہے، موت کے بعد
نہیں (اصلاح المسلمین اردو ترجمہ دلیل المشرکین ص ۱۱۹)

ماخذ نمبر ۶۔ محمد بن عبد الرحمان النخیس مولانا عبد الحمیدی سے نقل کرتے ہوئے
لکھتے ہیں۔

و کرامات دلی بعد موتہ غیر ثابت است (المجموع المفید ص ۳۱۹)

کرامت بعد الموت میں نزاع لفظی

جن علماء کرام نے کرامت بعد الموت کا اثبات کیا ہے تو وہ کرامت لغوی ہے اور جن علماء کرام نے کرامت بعد الموت کی نفی کی ہے تو وہ کرامت اصطلاحی بمعنی ظہور امر خارق للعادة ہے۔ باقی کرامت لغوی جو آثار کرامت ہے بعد الموت بھی ہے اور وہ تقویٰ کے مرتبے کی مقدار پر ہوتی ہے اور یہ عبارت ہے قرب الہی سے۔

خلاصہ ماسبق یہ ہے کہ بعد الموت کرامت کے آثار ہوتے ہیں صدور کرامت نہیں ہوتا، اس لئے کہ صدور تصرف کو متضمن ہوتا ہے، اور بعد الموت تصرف منفی ہے، اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہاں قصے کہانیاں حکایات اور منامات، الگ چیزیں ہیں جن پر کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ تو مبتدعین حضرات کا استمداد من الاموات میں کرامت بعد الموت کو تکیہ لگانا، بے سود ہے۔

جواب نمبر ۴۔ کرامت صاحب کرامت کے اختیار میں نہیں ہوتا، تو غیر اختیاری چیز کو عقیدے کا مدار اور محور بنانا خالص بے وقوفی، اور حماقت ہے۔

ماخذ نمبر ۱۔ اخون درویشہ بابا لکھتے ہیں۔

اتفاقی است کہ ارادہ ایشاں بارادہ باری تعالیٰ کے افتد و اگر ایشاں را تصرف بودی خود را بمر دن

نداری

(تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۱۳۵)

ترجمہ۔ اتفاقیات میں سے ہے کہ ان کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کے موافق ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تصرف کی توفیق عنایت فرماتے ہیں ورنہ خود ان کا اختیار نہیں۔

ماخذ نمبر ۲۔ مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں، اولیاء اللہ سے کرامات ظاہر ہونا حق ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بندے سے کوئی ایسا کام کرا دیتا ہے یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف ہوتی ہے، اس میں اس شخص کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام مشہور کرامتیں درست اور صحیح ہیں جو لوگوں نے گھر گھر کر، اولیاء کی طرف منسوب کر رکھے ہیں۔ کفایت المفتی ج ۱ ص ۷۷

ماخذ نمبر ۳۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں جس طرح معجزے میں اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا اسی طرح کرامت میں بھی اسباب طبعیہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا، براہ راست حق تعالیٰ کی طرف کوئی کام ہو جاتا ہے۔ معجزہ اور کرامت دونوں خود صاحب معجزہ اور کرامت کے اختیار میں نہیں ہوتے۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۵۸۵)

جواب نمبر ۵۔ مبتدعین حضرات کہتے اور لکھتے ہیں کہ منادی (مدد طلب

کرنے والا) یہ خیال کرے گا، کہ شاید یہ اولیائے کرام بطور کرامت سنے،۔

حالانکہ یہ مسئلہ عقیدے کا ہے اور عقیدہ قطعی ہوتا ہے اس میں خیالات نہیں چلتے

جواب نمبر ۶۔ بالفرض والہمال والتقدیر اگر وہ کرامت سنے بھی تو سننے کا فائدہ

کیا؟ کیا وہ خدا ہے کہ تیری حاجت وغیرہ کو سنے تو پورہ کرے، کما قال اللہ تعالیٰ

ولو سمعوا ما استجابوا لکم۔۔۔ الفاطر ۱۴

اگر کوئی مبتدع کہے کہ ہم بالذات اور استقلالاً اس سے نہیں مانگتے بلکہ ان کو اللہ

کی دربار میں بطور شفاعت کے پیش کرتے ہیں (البصائر ۷، ۲۰) تو اس کا جواب

یہ ہے کہ کسی بھی مشرک ابو جہل ابو لہب عتبہ شیبہ وغیرہ نے کسی بھی مخلوق

سے بالذات نہیں مانگا تھا۔ بلکہ وہ یہی کہتے تھے، کہ ہولاء شفعاءنا عند اللہ، کما قال

تبارک وتعالیٰ فی سورۃ یونس ۱۸،

شبہ نمبر ۶۔ مبتدعین حضرات کہتے ہیں کہ ہم جب کہتے ہیں کہ

اشف مریضی یا فلان یا احمد ابن علوان،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیم اللہ،

انہم یصرون اولیاء ہم وید مرون اعداء ہم یا دافع البلاء والوباء والقحط والالم

تو اسی قسم کے کلام میں استعانت و استمداد مدد طلب کرنا، غیر اللہ سے نہیں ہے،

بلکہ اس میں استعانت اور استمداد بسبب غیر اللہ ہے۔ کیونکہ یہ کلام مجاز عقلی پر

محمول ہے۔ کیونکہ یہ مشہور قاعدہ ہے کہ جب مومن کے کلام میں کسی چیز کی

نسبت غیر اللہ کی طرف ہو جائے، تو یہ واجب ہے کہ اسے مجاز عقلی پر محمول کیا جائے، اس لئے کہ عاقل بالغ مومن کا کلام محمل صحیحہ پر حمل ہو جائے۔ تو یہاں پر ان مقولات کا حاصل یہ ہوا،

کن سببالشفاء مر یعنی یا فلان

کن سببالاغاثی یا فلان

کن سببالردضالتی یا احمد بن علوان

کن سببالقضاء حاجتی یا شیخ عبد القادر جیلانی

کن سببالدفع البلاء والوباء والقحط والالیم یا رسول اللہ (البصائر ص ۱۶)

یہ شبہ بصائر مولوی حمد اللہ جان اور ذخائر مولوی کفایت اللہ صاحب نے متعدد مقام پر کیا ہے۔

الجواب بعون الملک الوہاب

جواب نمبر ۱۔ اگر اسی قسم مقولات کو مجاز عقلی پر حمل کیا جائے، اور اسے شرک کی بجائی خالص توحید ٹھہرایا جائے، تو پھر دنیا سے شرک بالکل ختم ہو جائے گا، ابو جہل ابو لہب، وعتبہ وشیبہ وغیرہم خالص موحد بن جائیں گے،۔ کیونکہ اسی قسم کے کلام میں حقیقت عقلی پر تو ابو جہل اور ابو لہب بھی قائل نہیں، وہ بھی تلبیہ میں کہتے تھے،۔

لا شریک لک لیک الا شریکاً تملک واملک

اسی طرح مشرکین کہتے تھے، حواء شفاء، تا عند اللہ (یونس ۱۸)

لہذا فوق الاسباب استعانت اور استمداد من غیر اللہ، خواہ اس کو مجاز عقلی پر حمل کیا جائے، یا حقیقت عقلی متصور کی جائے، خالص شرک ہے۔

ایک ہی نکتے سے ہے دونوں کا ظہور

خائے خر سے خارجی اور رائے خر سے رافضی

جواب نمبر ۲۔ مطلقاً مجاز عقلی کا انکار بھی صحیح نہیں ہے، اور مطلقاً اس کا اثبات کرنا بھی صحیح نہیں ہے، بلکہ اس میں تفصیل ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

جب بھی مومن کے کلام میں کسی چیز کا اسناد غیر اللہ کی طرف ہو جائے، اور وہ چیز مقدور غیر اللہ ہو، یعنی اس کے قدرت کے تحت داخل ہو، تو اسے حقیقت عقلی پر حمل کرنا واجب ہے جیسے اکٹنا و شر بنا و غیر ہا (لہذا معترض کا لائعمی کا مطلقاً یہ کہنا، کہ جب بھی مومن کے کلام میں کسی چیز کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو جائے تو اسے مجاز عقلی پر حمل کرنا واجب ہے، غلط ہے۔

اور اگر مقدور عبد نہ ہو، جیسے فلان شافی اور فلان رزقنی تو پھر اسے مجاز عقلی پر حمل کیا جائے۔ لیکن یہ بھی مطلقاً نہیں بلکہ اس میں شرط یہ ہے کہ منسوب الیہ (شافی، رازق، زندہ ہو، اور متکلم سے اقوال اور افعال شرکیہ، کا صدور نہیں ہوا ہو، لیکن پھر بھی اسی قسم کی اسناد واجب الترمک ہے، کیونکہ یہ مومن اسناد حقیقی کی ہے، اور وہ شرک ہے۔

اور اگر منسوب الیہ میت ہو، اور یا متکلم سے دوسرے اقوال اور افعال شرکیہ کا صدور ہو، تو پھر یہ خواہ حقیقت پر حمل کیا جائے، یا مجاز عقلی متصور کیا جائے، ہر صورت میں شرک ہے۔

بالفاظ دیگر۔

اگر اس مقولات مذکورہ میں اسناد حقیقی مراد ہو، تو یہ تو بلا شک و تردد، شرک جلی اور کفر بواح ہے۔ اور اس کا قائل مشرک اور کافر باتفاق اہل سنت والجماعت ہے، اور اس کے قائل کی کفر میں اگر کسی نے شک کیا، تو وہ بھی اس جیسا ہے۔

من لم یکفر الشرکین ادشک فی کفرہم او صحیح مذہبہم فقد کفر اجماعاً (العقیدۃ الصمیۃ وایضاد حاص ۲۸)

اور اگر اسناد مجازی پر حمل کیا جائے، تو پھر یہ مدعو اور مستعان بہ منسوب الیہ تین حال سے خالی نہیں ہوگا۔ زندہ حاضر ہوگا، یا زندہ غیر حاضر ہوگا، یا میت ہوگا، اگر زندہ حاضر ہو اور اسی قسم کلام کو اس کی طرف بطور مجاز عقلی کے متوجہ کیا گیا ہو، اور وہ فعل اس کے قدرت کے تحت داخل نہ ہو، تو یہ شرک نہیں ہے، لیکن موہم اسناد حقیقی کی ہے جو کہ شرک ہے، اس لئے یہ صورت واجب الترمک ہے۔ اور اسی کے اختیار کرنے میں گناہ ہے، اور اگر مدعو زندہ غیر حاضر یعنی غائب یا میت ہو، اور ایسا کلام اسی کی طرف متوجہ کیا ہو، جو اس کی قدرت کے تحت داخل

نہ ہو بطور اسناد مجاز عقلی کے، تو یہ شرک ہے، کیونکہ اس میں غیر اللہ کے لئے علم الغیب کا اثبات کرنا ہے، جو کہ باری تعالیٰ کے صفات مختصہ میں سے ہے۔

الاحادیث علی نفی الاستعانة والاستمداد ما فوق الاسباب

ہمارا اصل استدلال قرآن کریم کی آیات بینات قطعیات سے ہے لیکن اس کی تائید کے لئے ہم بطور شاہد ذخیرہ احادیث سے چند احادیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں۔

عن ابن عباس قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا غلام..... واذا سئلت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله۔۔۔ الحديث (الترمذی ج ۲ ص ۷۸ باب القيامة، مسند الامام احمد ۳۹۳، ۳۰۷، ۳۰۳)

حدیث نمبر ۲۔

عن خذيفة بن اليمان قال ما منعني ان اشهد بدرا الا اني خرجت انا وابي حسيل قال فاخذنا كفار قریش قالوا انکم تريدون محمد قلنا ما نريده، ما نريد الا المدينة فاخذوا منا عهد الله ويثاقه، لنسفرن الى المدينة ولا نقاتل معه فاتيئنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرناه الخبر فقال انصرفا نفي لهم بعهدهم ونستعين الله عليهم۔۔۔۔۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۰۶، كتاب الجهاد باب الوفاء بالعهد،)

۳۔ عن سليمان بن بريدة عن ابيه قال كان رسول الله عليه وسلم اذا امر امير على الجيش..... واذا لقيت عدوك من المشركين فادعهم الى ثلاث خصال..... ادعهم الى الاسلام..... فان هم ابوا فسلكهم الجزية..... فان هم ابوا فاستغن بالله وقا تلهم۔۔۔ الحديث

(مسلم ج ۲ ص ۸۲ كتاب الجهاد باب تأمير الامراء على الجوث ووصية اياهم)

۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ المؤمن القوی خیر وأحب الی اللہ من المؤمن الضعیف وفي کل خیر احرص علی ما نفع واستغن بالله الحدیث (مسلم ج ۲ ص ۳۳۸، کتاب القدر باب فی الامر بالقوة وترك المعجز والاستعانة بالله وتفويض المقادير لله)

۵۔ عن مسروق قال سئلت ام رومان وى ام عائشة عما قيل فيهما قيل --- فخرت معشياً عليهما فلما افاقت الا وعليها حمى بنافض --- فقعدت فقالت والله لئن حلفت لا تعذر قونى ولكن اعذرت لا تعذر ونى فشلى و معكم كمثل يعقوب وبنيه والله المستعان على ما تصفون -- الحدیث (بخاری ج ۱ ص ۴۷۹، ۴۸۰ کتاب الانبياء باب قول الله عز وجل لقد كان في يوسف واخوته آيات للسالمين)

۶۔ عن ابی موسى الاشعري قال كنت مع النبی ﷺ فی حائط من حیطان المدینة فجاء رجل فاستفتح فقال النبی ﷺ افتح له وبشره بالجنة --- ثم استفتح رجل فقال افتح له وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه فاذا عثمان فاخبرته بما قال رسول الله ﷺ فحمد الله ثم قال الله المستعان (بخاری ج ۱ ص ۵۲۲، کتاب المناقب، مناقب عمر)

۷۔ عن ابی امامة قال دعا رسول الله ﷺ بدعاء كثير لم نحفظ منه شيئاً قلنا يا رسول الله دعوت بدعاء كثير لم نحفظ منه شيئاً قال الا ادلكم على ما يجمع ذلك كله تقول اللهم انا نسلك من خیر ما سلك منه نبيك محمد ﷺ ونعوذ بك من شر ما استعاذ منه نبيك محمد ﷺ وانت المستعان وعليك البلاغ ولا حول ولا قوة الا بالله -- الحدیث (الترمذی ج ۲ ص ۱۹۲ کتاب الدعوات باب ۹۱)

۸۔ عن امرأة من بني نجار قالت كانت بنتي من أطول البيت حول المسجد فكان بلال يؤذن عليه الفجر فيأتي بسحر فيجلس على البيت تنظر إلى الفجر فإذا راه تمطى ثم قال اللهم اني احمدك استعينك على قرئش ان يقيموا دينك قال ثم يؤذن قالت والله ما علمت كانت تركها ليلة واحدة هذه الكلمات الحديث (ابوداود ج ۱ ص ۸۴ كتاب الصلوة باب الاذان فوق المنارة

۹۔ عن جابر قال كان رسول الله ﷺ يعلننا الاستخارة -- اللهم اني استخيرك بعلمك واستعينك بقدرتك، الحديث (النسائي ج ۲ ص ۷۵، كتاب الزكاح باب كيف الاستخارة)

حديث نمبر ۱۰۔ عن علي ابن ابي رباح -- يقول خرج رسول الله ﷺ فقال ابو بكر قوموا نستغيث برسول الله من هذا المنافق فقال رسول الله ﷺ لا يقيم لي انما يقيم الله تبارك وتعالى (مسند الامام احمد ج ۵ ص ۳۱۷، روح المعاني ۱۲۹، ۱۲۸،

حديث نمبر ۱۱۔ كان في زمن النبي ﷺ منافق يوذى المؤمنين فقال ابو بكر قوموا بنا نستغيث برسول الله ﷺ من هذا المنافق فقال عليه السلام انه لا يستغاث بي وانما يستغاث بالله (المعجم الكبير للطبراني)

الاجماع على ان الاستمدا من غير الله فوق الاسباب كفر

من جعل بينه وبين الله وسائط يدعوهم ويستعينهم ويستكلم الشفاعة كفر اجماعا لان ذلك كفضل عابد الاصنام (الاقناع ج ۳ ص ۲۸۵، مجموعة الفتاوى ج ۱ ص ۱۲۴، اللجنة الدائمة ج ۱ ص، المجموع المفيد في نقض القبورية ونصرة التوحيد ۳۳۲، زيارة القبور الشرعية والشرعية للعلامة محي الدين البركوي الخفي ص ۲۱، ۲۰، ۱۹، الصارم السكي

في الرد على السكي ص ۳۸، ۱۳۶)

ایات قطعیات احادیث الرسول اور اجماع قطعی کے بعد سلف یا خلف میں کسی عالم کا قول نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن تائید اچند اکابرین امت کے اقوال پیش کرتے ہے۔

شعر

اولک آبائی فجسنى بمثلهم

اذا جمعنا یا جریر الجامع

تصریحات اکابرین

۱۔ قال استعانة من الاموات واهل القبور والاهواء والارواح اى كان المستعان به ولو نبيا من شعائر المشركين من المجوس والبراهمة والبوزيين والصابية والنجميين، (حكم الله الواحد الصمد في حكم الطالب من الميت المدد، للعلامة العسوى الخنفي ص ۸)

۲۔ ولا شك ان طلب الاستعانة من ارواح الاموات كفر وشرك (ايضا ص ۱۹)

۳۔ ان الاستمداد من النزارات واصحاب الضرائح والقبب والنظر اليها عبث وشرك (ايضا ص ۱۹)

۴۔ فان من استغاث بالاموات او طلب منهم ما لا يقدر عليه الا الله فقد نزلهم منزلة الآلهة التي كان المشركون يفعلون لها هذه الافعال (ايضا ص ۲۳)

۵۔ الاستعانة بالاموات ومناداهم لقضاء الحاجات كفر مصراح وشرك وضاح

(الدر النقيذ للشوكاني ص ۸۷)

۶۔ طلب الحوائج منها اثبات الألوية لها (الملك والتحل للعلامة شہرستانی ج ۵ ص ۱۹۱)

۷۔ من دعا غیر اللہ فهو کافر (فتح المبین شرح الاربعین للعلامة ابن حجر ص ۱۷۴)

۸۔ ولا شک ان هذا الفعل کفر صریح سواء قدر ان المیت یسمع الخطاب من قریب او بعید (کتاب

الاستغاثۃ المعروف بکتاب الرد علی البکری للعلامة ابن تیمیة ج ۱ ص ۱۹۳)

۹۔ وقد انفق جمیع ائمة المسلمین علی انه لا یتغاث بالخلق فی کل ما یتغاث اللہ فیہ (ایضا)

۱۰۔ ان من انواع الشریک طلب الحوائج من الموتی والاستغاثۃ بهم والتوجه الیهم وهذا اصل

شرک العالم (مدارج السالکین للعلامة ابن القیم ج ۱ ص ۳۶۴)

۱۱۔ قال الامام ابو الوفاء علی ابن العقیل الحنبلی

من دعا میتا وطلب قضاء الحوائج منهم فهو کافر (حکم اللہ الواحد الصمد ص ۲۶)

۱۲۔ قال ابو یزید البسطامی

استغاثۃ الخلق بالخلق کاستغاثۃ الغریق بالغریق وقال الشیخ عبد اللہ القرشی

استغاثۃ الخلق بالخلق کاستغاثۃ المسجون بالسجون ایضا ۲۳

۱۳۔ ان الاستعانة بالصالحین لا شک فی جوازها اذا کان المطلوب منه حیا واما من یقول ذاک

للغائب او المیت فلا یستریب عالم انه غیر جائز وانه من البدع التي لم یفعلها احد من السلف

(جلاء العینین بمحاكمة احمدین لابن الالوسی البغدادی)

۱۴۔ فان من طلب و سأل حاجة من میت او غائب فقد قارق الاسلام (صيانة الانسان عن

وسوسة الشیخ دحلان محمد بشیر السہوانی البندی ۱۷۷)

۱۵۔ فن جعل الملائكة والانبياء وسائط يدعوهم و یسألهم جلب المنافع و سد الفاقات و تفرج

الکربات فهو کافر باجماع المسلمین (صيانة الانسان ص ۷۹ کذا فی مجموعة الفتاوی للشیخ الاسلام ج ۱ ص ۱۲۳)

۱۶۔ من دعا غیر اللہ من الاموات و طلب قضاء الحوائج منهم و اعتقد انه یعلم الغیب فقد کفر

(اغلة اللہان ص ۱۷)

۱۷۔ فالسف کلہم مستقون علی ان الزائر لا یسلہ شیئا (الصارم السکی ص ۳۸)

۱۸۔ کل من ذہب الی بلدۃ اجمیر اوالی قبر سالار مسعود اوماضاہا بالاجل حاجۃ یطلبہا فانہ اثم اثما اکبر من القتل والزنا (التقہیمات الالہیۃ ج ۲ ص ۳۵)

۱۹۔ الاستغاثۃ بالاموات اوالغائبین شرک اکبر یخرج من فعل ذالک من الاسلام (اللجنة الدائمة ج ۱ ص ۱۰۲)

۲۰۔ من یثبت لہ یک انہ یتغیث باصحاب القبور او یذکر لہم فلا یجوز ان تعلی خلفہ لانہ مشرک ایضاً (ص ۱۱۳، ۱۱۰)

۲۱۔ اما الاستغاثۃ بالاموات من الانبیاء وغیرہم فلا تجوز بل ہی من الشرک الاکبر ایضاً (ص ۱۰۶)

۲۲۔ کفر اللہ سبحانہ مشرکی مکۃ بقولہم لرجل سخی کان یلت السویق للحجاج انہ نصب من الالویۃ فجعلوا یتعینونہ عند الشداکد (البدور البازغہ للشاہ ولی اللہ ص ۱۲۶)

۲۳۔ واعلم ان طلب الحوائج من الموتی عالمابانہ سبب لانجاہا کفر۔ بحسب الاعتراض عنہ تحریرہ ہذہ الکلمۃ (ای کلمۃ الشہادۃ) والناس الیوم فیہا مستہمکون (الخیر الکثیر للشاہ ولی اللہ ص ۱۰۵)

۲۴۔ من قصد زیارۃ قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورہم ویدعوا عندہا ویسکلم الحوائج وہذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستغاثۃ حق اللہ وحدہ (مجمع البحار للشیخ محمد طاہر القسنی ج ۱ ص ۲۳)

۲۵۔ فلا تری صنفا من مشرکی العالم الا وقد جعلوا وساخط بینہم و بین اللہ فی انجاہ الحاجات والا فکلہم مقرون بالخالق الواحد (البدور المازنۃ ص ۸۸۱)

۲۶۔ من ظن ان المیت يتصرف فی الامور واعتقاد هذا کفر (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۲۰، کذا فی البزایة والدرد الخار والنهر الفائق)

۲۷۔ زیارت بزرگوں کی درست ہے، مگر بطریق سنت کی جائے، اور مدد مانگنا اولیاء سے حرام ہے،۔ مدد حق تعالیٰ سے مانگنی چاہئے، سوائے حق تعالیٰ سے مدد کی طاقت نہیں رکھتا، سو غیر اللہ سے مدد مانگنا، اگرچہ ولی ہو، یا نبی شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۰، ۲۵۱)

۲۸۔ قادر، متصرف علی الاطلاق حقیقتاً حق تعالیٰ ہے۔ کسی کے لئے اولیاء میں سے یہ صفت ثابت کرنا عین شرک ہے۔ آیات واحادیث اس میں بکثرت ہے، پس اولیاء اللہ سے مراد یں مانگنا، اور ان سے مدد مانگنا اور ان کو متصرف جاننا، سب دام شیطان اور بدعت اور شرک ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص ۱۰۷)

۲۹۔ استعانت واستمداد از اہل قبور بہر نہج کہ باشد جائز نیست چنانچہ شیخ عبدالحق الخ وحق آنست کہ انکار فقہاء عام است از آنکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشان ہمہ جائز نیست (مسائل اربعین للشاہ محمد اسحاق ص ۴۷)

۳۰۔ من عرف بدعاء الاموات والاستعانة بهم والنذر لهم ونحو ذلك من انواع العبادة فهو مشرک کافر لا تجوز منا کتہم الخ (فتاویٰ فی العقیدۃ لعبد العزیز بن عبد اللہ ابن باز ص ۱۳) مزید تفصیل کے لئے حکم اللہ الواحد الصمد للعلة العصور الخفی کتاب الاستغاثۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ، صیانة الانسان لمحمد بشیر السہسانی، اغلیۃ اللہان لامام ابن القیم، کشف السور ایضاً، جلاء العینین بحاکمۃ الاحمد بن لابن الآلوسی، غایۃ الامانی فی الرد علی النہبانی للعلاۃ

ابی العالی محمود آلوسی شکرؒ، زیارة القبور الشرعیة والشریة للعلاۃ محی الدین البرکوی، سبیل السداد فی مسنة التوسل والاستمداد لابن شیر خذ العلاۃ مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، ازبارة الاشتباه عن خبریا عماد اللہ للعلامہ انیلوی الشہید، البصائر للشیخ القرآن محسود الزمان علامہ محمد طاہر علیہ العفران (دیکھئے)

تلبیس الحق بالباطل

واجوبی صاحب اینڈ کمپنی اکثر مقامات پر، ذکر توسل کا کرتے ہیں، لیکن پھر عبارات و اقوال ایسے لاتے ہیں جن سے دلالت مطابقی کے طور پر استمداد من غیر اللہ، فہم میں آتا ہے، جیسے یا محمد بطریقۃ الاستعانة جائز۔۔۔ یا احمد ابن علوان رد علی ضائتی والا اخرجک من دیوان الاولیاء

من۔۔۔ استمد فی حیاتہ۔۔۔ استمد بعد مماتہ۔۔۔ اذا عینکم الامور فعلمکم باصحاب القبور وغیرہا۔۔۔ پس معلوم ہوا کہ ان حضرات کا توسل بالاموات بھی استمداد من الاموات ہے، اور کبھی کبار استمداد اور استشفاع کو خلط ملط کر کے عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ ہم شفاعت کے قائل ہیں اور اشاعت التوحید والسنة والے شفاعت کے منکر ہیں۔ استمداد کی تفصیل تو گذر چکی ہے، یہ حضرات کس نوع کی استمداد کے قائل ہیں۔ لیکن استشفاع اور شفاعت کی ذرا تفصیل کرتے ہیں۔

ہماری جماعت اشاعت التوحید والسنة کا عقیدہ یہ ہے کہ شفاعت اذنیہ حق ہے، قیامت کے دن اللہ بعض جہنیوں کو رسول پاک ﷺ، حفاظ کرام، شہداء، اور

معصوم اولاد کی سفارش پر جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کریں گے، حضرت عمران بن حصینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک قوم میری ایسی شفاعت پر جہنم سے نکلے گی، جسے جہنمی کہا جائے گا، مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، اور اسی طرح اور نیک بندوں کے علاوہ بعض نیک اعمال بھی شفاعت کریں گے۔ شفاعت سے بعض بدعتی، خوارج، معتزلہ، اور شیعوں کی ایک جماعت منکر ہے، قلعنہم اللہ۔

قارئین کرام، شفاعت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ شفاعت قہریہ ۲۔ شفاعت اذنیہ

۱۔ اول الذکر نہایت قبیح ہے، اور قرآن کریم نے اس پر سخت رد کیا ہے، جب کہ موخر الذکر مقبول اور مشروع ہے، اور قرآن و سنت سے ثابت ہے، شفاعت قہریہ یہ ہے، کہ بغیر اذن خداوندی کوئی شخص کسی مجرم کے لئے سفارش کرے، اور اسے چھڑائے، یہ عند اللہ مذموم، ناجائز اور غیر ثابت ہے، (بقرہ ۲۵۲، ۴۸، ۱۲۳)

دوم شفاعت اذنیہ ہے، جو روز محشر میں انبیاء اولیاء حفاظ، اور صلحاء کے لئے ثابت ہے، بشرط یہ کہ جس بندے کے لئے، سفارش کی جا رہی ہے، اس کا عقیدہ شرک و کفر سے پاک ہو، اور کسی اور جرم میں جہنم کا مستوجب ہو چکا ہو، یہ شفاعت سب سے پہلے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، شروع کریں گے۔

ارشاد نبوی ہے، انا اول من یشفع ایک اور ارشاد ہے۔
ارفع راسک و سل تعط، و اشفع تشفع،

ایک اور ارشاد نبوی ہے، شفاعتی لابل الکبار
اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے،

ولا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا (مریم ۸۷)

عہد اکا معنی جلالین نے یہ کیا ہے، ای شہادۃ ان لا الہ الا اللہ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، یعنی
یہ شفاعت موحدین کے لئے ہوگی۔ یا یہ شفاعت موحدین کرے گا، بناء بر
توجیہ استثناء الشافعیین یا مشفوعین

سورۃ الانبیاء ۲۸، سورۃ طہ ۱۰۹، سورۃ زخرف ۸۶، اور سورۃ نجم ۲۶ میں بھی یہ
مضمون ہے۔

شفاعت مشرکوں اور کافروں کے حق میں لغوہ اور بے کار ہے، فرمان الہی ہے،
فاستفعم شفاعة الشافعين (مدثر ۴۸)

والظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع (سورۃ موسیٰ ۱۸)

قارئین کرام یہ تھی شفاعت اخروی کی دو قسمیں، ایک قہریہ، اور دوم اذنیہ، اب
شفاعت دنیوی کی تین قسمیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ زندہ کی زندہ کے لئے شفاعت،

۲۔ زندہ کی مردہ کے لئے شفاعت،

۳۔ مردہ کی زندہ کے لئے شفاعت

اول الزکر دونوں اقسام جائز ہیں، پہلی قسم کے لئے دلیل قالوا ادع لنا ربک۔۔ الآیۃ بقرۃ ۶۸، اور عکاشہ بن محسنؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں۔

ادع اللہ ان یجعلنی منہم

اور دوسری قسم کے لئے دلیل، والذین جاءوا من بعد ہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان (الآیۃ حشر ۱۰)

یا نماز جنازہ جو زندہ کامردوں کے لئے سفارش ہے۔

تیسری اور آخری قسم جو ناجائز اور فتنج بدعت ہے، وہ یہ ہے، کہ کوئی زندہ کسی مردے کو سفارشی بنالے، جیسے آج کل لوگ انبیاء اور اولیاء کے قبور پر حاضری دے کر انہیں سفارشی بنا لیتے ہیں۔ اور یہ حضرات موخر الذکر سفارش اور استشفاع کے قائل ہیں۔ جس کے ہم قطعاً قائل نہیں، قرآن و سنت اور اجماع امت میں اس کا نام و نشان تک نہیں، بلکہ بہت سے اکابرین علماء کرام نے اسی قسم کے استشفاع کو بدعت ضلالہ کہا ہے۔

چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ زیارة القبور الشرعیہ، والشرعیۃ لعلامہ البرکوی الخفی ص ۳۴، ص ۳۵،

۲۔ حکم اللہ الواحد الصمد بحوالہ المجموع المفید ص ۳۱۴

۳۔ المشاہدات المعصومیۃ (ص ۲۵۹)،

۴۔ بیان الشریک ووسائلہ عندائتہ الخفیۃ (المجموع المفید ص ۳۳۷، ۳۲۹)،

۵۔ بیان الشریک ووسائلہ عند علماء المالکیۃ (المجموع المفید، ص ۳۵۹)،

۶۔ بیان الشکر ووسائلہ عند علماء الخلیفۃ، (المجموع المفید ص ۵۳۶)

۷۔ بیان الشکر ووسائلہ عند علماء الشافعیہ (المجموع المفید ص ۵۰۷)

۸۔ اعلیٰ اللہ خان ص ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۵،

۹۔ صیانہ الانسان ۱۲۵، ۱۸۰، ۱۸۳،

۱۰۔ فتاویٰ فی العقیدہ ص ۸

۱۱۔ التحقيق والایضاح ۶۵، ۶۳، ۶۳،

۱۲۔ تطہیر الاعتقاد ص ۱۰، ۱۱،

۱۳۔ اوضح الاشارة ۲۸۳،

۱۴۔ القول الفصل التفسیر ۱۸، ۳۸،

۱۵۔ اللجنة الدائمة ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵،

۱۶۔ قاعدہ جلیلیہ ۶۵، ۶۰،

۱۷۔ مالا بد منه ۶۸

۱۸۔ فتاویٰ البلد الحرم ۶۳، ۶۰،

۱۹۔ امداد الاحکام ج ۱ ص ۲۰۰

۲۰۔ سیف یمانی بر فرق رضا خانی ۱۰۰،

۲۱۔ توحید وشرک کی حقیقت ۲۸۶،

۲۲۔ مسائل اربعین ص ۴۸، ۴۷،

اور جن آیات سے یہ حضرات استدلال کرتے ہیں، یا کوئی اور موضوعی اور ضعیف

قسم کے روایات کو پیش کرتے ہیں، تو ان کی تردید کے لئے ہمارے مشائخ کرام

اور دیگر اکابرین امت کی ان کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں، جن کے حوالہ جات ہم نے استمداد من الاموات کے ضمن میں دئے تھے۔

الفصل الثانی فی عقیدۃ تصرفات الاموات

تنقیح عقیدہ مخالفین

بریلوی مزاج قسم کے مبتدعین حضرات کا عقیدہ ہے، کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے لئے بعد الموت دنیا میں تصرف کرنا ثابت ہیں، مثلاً اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں،۔

ماخذ نمبر ۱۔ مولوی حمد اللہ جان صاحب داجوی لکھتے ہیں،

وقد تواتر عن کثیر من الاولیاء انہم یصرّون اولیاء ہم وید مرون اعداء ہم (البصائر ص ۱۶)
ترجمہ۔ اور تواتر کے ساتھ اولیاء کرام سے یہ بات منقول ہے کہ اولیائے کرام اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں،۔

ماخذ نمبر ۲۔ اسی طرح لکھتے ہیں۔

فہذا ایضاً صریح فی ابقاء التصرف لخواص الاولیاء

ترجمہ۔ اس عبارت سے بھی خواص اولیائے کرام کے لئے بھی تصرف بعد

الموت صراحۃ ثابت ہوتا ہے۔ (البصائر ص ۶۲)

ماخذ نمبر ۳۔ اسی طرح لکھتے ہیں۔

وکیف یغرون عن المدد الروحانی والحال ان اثر ہذا المدد یوجد فی الخارج ویشاہد

ترجمہ۔ اور مخالفین اولیاء کرام کی مدد روحانی کا انکار کس طرح کرتے ہیں، حالانکہ ان کی مدد روحانی کا اثر دنیا میں پایا جاتا ہے، اور زیر مشاہدہ بھی ہے،۔ (البصائر ص ۶۳)

ماخذ نمبر ۴۔ اسی طرح لکھتے ہیں۔

الولی فی الدنیا کالسیف فی غمدہ فاذا مات تجرد عنه فیکون اقویٰ فی التصرف (البصائر ص ۱۶۶، السیف المبیر ص ۱۰۰)

ترجمہ۔ ولی اللہ دنیا میں تلوار کی طرح ہے جو نیام میں ہے اور وفات کے بعد گویا کہ تلوار نیام سے نکل آئی ہو، پس ولی اللہ تصرف کرنے میں قوی ہو جاتے ہیں۔ (البصائر ۱۶۶، السیف المبیر ص ۱۰۰)

ماخذ نمبر ۵۔ ڈاکٹر مطہر شاہ آف اسماعیلہ لکھتے ہیں، چار مشائخ عظام ہیں جو اپنی حیات بابرکات میں جس طرح سے تصرف کرتے تھے، اسی طرح وہ اپنی قبور میں بھی تصرف کرتے ہیں، اور وہ مشائخ عظام یہ ہے،

۱۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ ۲۔ حضرت شیخ معروف الکرخیؒ ۳۔ حضرت شیخ المنہجیؒ ۴۔ حضرت شیخ حیات بن قیسؒ الحرانی (نداء الحق ص ۸۲)

خوف طوالت کی وجہ سے اسی ہی پر اکتفاء کرتے ہیں، ورنہ البصائر لمولوی حمد اللہ جان صاحب اور الذخائر لمولوی کفایت اللہ صاحب اور السیف المبیر لمولوی حمد

اللہ جان صاحب، اور نداء الحق لمولوی ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب اسی قسم کے عبارات سے بھری پڑی ہے،

تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ

ستعرف قدرہ ان فتح فاہ

یہی عقیدہ بریلویہ غالیہ کا بھی ہے، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں
اولیاء کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ (الامن والعلیٰ ص ۴۳)
دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ بحمد اللہ اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے
ہیں (الامن والعلیٰ ص ۴۴)
اسی طرح اعلیٰ صاحب لکھتے ہیں،

ذی تصرف بھی ماذون بھی، مختار بھی،

کار عالم کا مدیر بھی ہے عبدالقادر

(مدائق بخشش حصہ دوم ص ۱۹)

یہی عقیدہ ابوالصابر سواتی صاحب کے پیر، پیر سیف الرحمان صاحب کا بھی ہے،
وہ لکھتے ہیں حضور اقدس ﷺ اور دیگر تمام انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں
اور اصحاب تصرف ہیں۔ (تشریحات میائے علی جوابات سیفیہ ص ۲۱۶، فتاویٰ

عقیدہ اسلامیہ دربار تصرفات

تمام تصرفات و اختیارات مافوق الاسباب مثلاً کسی کا مدد کرنا کسی کو ہلاک کرنا، کسی کو جلانا، کسی کو صحت اور بیماری دینا، کسی کو فتح و شکست دینا، کسی کی مرادیں پوری کرنا، کسی کی حاجت برلانا، کسی کا مشکل میں دستگیری کرنا، سب کے سب اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور مخلوقات کی کوئی ہستی پیر، فقیر، امام، ولی، نبی، نوری ناری، خاکی، اللہ تعالیٰ کی ان اختیارات اور تصرفات میں کسی طرح ذاتاً یا عطا، قدیم یا احد و ثامستقل، یا اشتراکاً، ہرگز ہرگز شریک نہیں خواہ قبل الموت ہو، یا بعد الموت۔

حکم۔

جو شخص خواص تصرفیہ الہیہ یعنی تصرف اور اختیار کے وہ درجات جو شرعاً و عقلاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ مخلوق کی کسی ہستی پیر، فقیر، امام، ولی، نبی، نوری ناری، خاکی، میں مانے، وہ شرک کا مرتکب ہو کر ملت اسلامیہ سے خارج ہو جائے گا۔

اور یہ حکم قرآن و سنت اور تصریحات متکلمین اور اکابرین سے ثابت ہے۔

الآیات الہیات علی نفی التصرف مافوق الاسباب من الاحیاء والاموات

ہمارا استدلال اولاً کتاب اللہ سے ہوتا ہے، اسی بنیاد پر ہم چند آیات کریمات مشتمل نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں اور پہلی کی طرح بعض آیات میں طریقہ استدلال بتاتے ہیں اور چند تفسیری حوالہ جات بطور شاہد پیش کرتے ہیں بعد میں تائیداً تصریحات اکابرین امت پیش کریں گے۔

۱۔ واللہ ملک السموات والارض (الجمیۃ ۲)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کاراج ہے اسمانوں اور زمینوں میں۔

طرز استدلال۔

کلمہ اللہ کی تقدیم حصر کے لئے ہے، اور اللہ کا لام تخصیص کے لئے ہے، ملک سے مراد بادشاہی اور حکومت ہے، اور قرآنی اصطلاح میں بادشاہی سے مراد یہ ہے، کہ تمام ملک میں مدبر اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور اس کے تمام تصرفات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حکم جاری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوئی مشیر وزیر، اور شریک نہیں، جس کا حکم اور تصرف ملک میں جاری ہو۔

تفسیری حوالہ جات

ماخذ نمبر ۱۔ علامہ سید محمود آلوسی

بیان للاختصاص المطلق والتصرف الکل فیما بینہما اللہ عزوجل (روح المعانی)

یعنی آیت کا بیان اس بات کا ہے، کہ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان تصرف کلی اور مطلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

ماخذ نمبر ۲۔ علامہ خطیب شربینیؒ فرماتے ہیں۔

وللہ ای وحدہ (السراج المنیر)

ترجمہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اکیلے کے لئے ہے، بادشاہی اسمانوں اور زمین کی۔

ماخذ نمبر ۳۔ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں۔

ای ہو السعف فیما وحدہ لای شار کہ احد من عبادہ (فتح القدیر)

ترجمہ۔ یعنی ان دونوں میں وحی اکیلا ہی متصرف ہے، اس کے بندوں میں کوئی ایک بھی تصرف میں اس کا شریک نہیں۔

ماخذ نمبر ۴۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں۔

وللہ سلطان السموات السبع والارض دون ماتدعون لہ شریکا و تعبدونہ من دونہ والذی تدعون من دونہ من الآلہ والانداد فی ملکہ وسلطانہ جار علیہ حکمہ (تفسیر ابن جریر)

ترجمہ۔ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی اور تصرف سات اور زمین کی نہ ان ہستیوں کے لئے جن کو تم پکارتے ہو، اللہ تعالیٰ کے لئے شریک اور عبادت کرتے ہو ان کی اللہ تعالیٰ کے سوا اور وہی معبود اور شریک جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، اس کے ملک اور سلطنت میں اس کا حکم جاری ہے۔

آیت نمبر ۲۔ وللہ ما فی السموات والارض آل عمران ۱۲۹

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمیں میں ہے، طرز استدلال، اللہ کی لام اختصاص کے لئے ہے، اللہ کی ظرف کی تقدیم حصر کے لئے ہے، اور حصر بھی کسی خاص مخلوق کے اعتبار سے نہیں، بلکہ ہر ماسوی اللہ کے اعتبار سے ہے، اس لئے کوئی مخلوق اس حصر سے خارج نہیں، اور جملہ اسمیہ، دوام اور استمرار پر دلالت کر رہا ہے، اور جملہ خبریہ ہے، ہر قسم کے نسخہ اور ترمیم سے پاک ہے، اور کلمہ ما اپنی عالمگیر عموم پر واقع ہے، کوئی شرعی دلیل ایسی نہیں جو کلمہ ما کی عموم کی تخصیص کر دے، تو حاصل یہ نکلا، کہ تمام تصرفات مافوق الاسباب، چھوٹے یا بڑے ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ کسی مخلوق پیر، فقیر، امام ولی وغیرہم کے لئے کسی وقت بھی کسی طرح ثابت نہیں۔

نوٹ۔

اس مضمون کے تمام آیات میں یہ ضوابط جاری ہونگے۔

آیت نمبر ۳۔ بل انتم بشر من خلق المائدہ ۱۸

ترجمہ۔ بلکہ تم بشر ہو، اس کی مخلوق سے بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے، اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی،

تفسیری حوالہ جات

ماخذ نمبر ۱۔ مفسر ابن جریر فرماتے ہیں۔

یقول اللہ تدبیر مافی السموات وما فی الارض وما بینہما وتصریفہ دبیدہ امرہ ولہ ملکہ یصرفہ کیف یشاء ویدبرہ کیف احبہ لا شریک لہ فی شئ منہ، وللا احد معہ فیہ ملک (ابن جریر)

ماخذ نمبر ۲۔ مفسر بیضاوی فرماتے ہیں کلہا سواک فی کونہا خلقا و ملکالہ، (تفسیر بیضاوی)
مفسر ابوالسعود فرماتے ہیں

ای لہ تعالیٰ وحدہ ملک جمیع الموجودات والتصرف المطلق فیہا ایجاد واعداد ما و احیاء اولیئہ لا لاحد سواہ استقلالاً ولا اشتراكاً (ابوالسعود)

ماخذ نمبر ۳۔ مفسر مراغی فرماتے ہیں۔

ای انہ تعالیٰ الخالق ذو التصرف المطلق فی کل شئ بمقتضیٰ علمہ وحکمتہ وعدلہ وفضلہ
نیز فرماتے ہیں۔

فہو صاحب الملک المطلق والتصرف فی السموات والارض وما بینہما (تفسیر مراغی)

ماخذ نمبر ۵۔ مفسر زحیلی فرماتے ہیں۔

واللہ المالك المطلق والتصرف المطلق فی السموات والارض وما بینہما و جمیع المخلوقات عبیدہ وہم
ملکہ، وتحت قہرہ وسلطانہ (التفسیر المنیر)

باقی آیات بینات قطعیات

۱۔ انعام ۱۷ (۲)۔ یونس ۱۰۷ (۳)۔ جن ۲۱ (۴)۔ اعراف ۱۸۸ (۵)۔ فاطر

۲ (۶)۔ فاطر ۱۵ اور ۱۷ (۷)۔ فرقان ۲، ۳ (۸)۔ یس ۴۳ (۹)۔ فاطر

۱۳ (۱۰) انعام ۳۶، ۳۵،

مذکور الصدر تمام آیات کریمات توحید فی التصرف پر قطعی اور صریحی دلالت کرتی ہے۔ اور ان سب آیات کریمات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ہر قسم کے تصرفات مافوق الاسباب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

لہذا مولوی حمد اللہ جان صاحب اینڈ کمپنی کا یہ کہنا کہ انبیاء اولیاء و صلحاء، اور بزرگوں کے لئے، موت کے بعد دنیا میں تصرفات ثابت ہے، اور ولی اللہ دنیا میں تکوار کی طرح ہے، جو نیام میں ہے، اور وفات کے بعد گویا کہ تکوار نیام سے نکل آئی، پس ولی اللہ تصرف میں قوی ہو جاتے ہیں۔ صریح کذب بیانی دجل اور افتراء کے ساتھ ساتھ، بریلویت کی ڈگر پر قدم رکھنا ہے۔

ہمارا مطالبہ

ہم سارے مبتدعین کو سکھلے طور پر چیلنج کرتے ہیں کہ اپنے مذہب و عقیدے یعنی تصرفات الاموات، کی اثبات کے لئے ایک آیت قرآنی۔۔ اگر نہ ہو سکے تو ایک صحیح حدیث، پیش فرمائیں ورنہ، اپنی اس کفریہ عقیدے سے، توبہ کا اعلان فرمائیں کیونکہ عقائد کی باب میں ہر قسم کے رطب یا بس، کہانیوں اور کہاوتوں سے کام نہیں چلتا، بلکہ ٹھوس دلائل اور قطعی نصوص درکار ہیں۔

والد عادی مالم یقیمو علیہا

پینات ابنہما دعیاء

فقہاء کرام اور اکابرین دیوبند کے نزدیک تصرف بعد الموت کی حقیقت اور اس کے معتقد کا حکم

ماخذ نمبر ۱۔ علامہ ابو حنیفہ ثانی، علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں،۔

ومنہا ان ظن ان المیت يتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ فاعتقاده ذلک کفر، (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۸، کتاب الصوم)

ترجمہ۔ اور اس میں یہ عقیدہ بھی ہے، کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا مردہ معاملات میں تصرف کرتا ہے یہ عقیدہ کفریہ ہے اسی عبارت کو خاتم المحققین السید محمد امین بن عابدین شامی نے رد المختار ج ۲ ص ۱۳۹ اور علامہ مفتی الثقلین خیر الدین ربلی نے اپنے فتاویٰ میں اور صاحب فتاویٰ بزازیہ، اور صاحب در المختار علامہ صنع اللہ الجلبی اور علامہ برکوی صاحب الطریقۃ الحمدیۃ اور مولوی عبدالحی لکھنویؒ نے بھی نقل کیا ہے۔

ماخذ نمبر ۲۔ مفتی اول دارالعلوم دیوبند علامہ مفتی عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں۔
باقی یہ کہ تصرفات کرتے ہیں یا نہیں اور ان کو کچھ اختیار دیا گیا ہے یا نہیں اس میں عقیدہ صحیح رکھنا لازم ہے، متصرف عالم میں سوائے اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ کے کوئی نہیں ایک ذرہ بدون اس کے حکم اور ارادہ کے حرکت نہیں کر سکتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لئے مقدر فرما دیا ہے وہی ہوتا ہے، اس کے خلاف

کچھ نہیں ہو سکتا اس کی خدائی میں کوئی اس کا شریک نہیں اور کسی کو کچھ اختیار نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵، ۴۱۱)

ماخذ نمبر ۳۔ مفتی اعظم ہند علامہ کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں،۔

شرک فی قدرت

یعنی خدا تعالیٰ کی طرح صفت قدرت کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا، یعنی یہ سمجھنا کہ فلان پیغمبر یا ولی یا شہید، پانی برسا سکتا ہے، یا بیٹا بیٹی دے سکتا ہے، اور یا مرادیں پوری کر سکتا ہے، یا روزی دے سکتا ہے، یا مارنا جلانا اس کے قبضے میں ہے، یا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں، یہ تمام باتیں شرک ہے۔ تعلیم

الاسلام ص ۱۲۴

ماخذ نمبر ۴۔ امام المجاہدین علامہ شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں کائنات میں ارادے سے تصرف اختیار کرنا حکم چلانا، خواہش سے مارنا اور زندہ کرنا، فراخی اور تنگی، تندرستی اور بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار، مرادیں برلانا، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دستگیری کرنا، اور وقت پڑنے میں مدد کرنا، یہ سب کچھ اللہ ہی کی شان ہے، کسی غیر اللہ کی یہ شان نہیں، خواہ وہ کتنا ہی بڑا انسان یا فرشتہ کیوں نہ ہو، پھر جو شخص اللہ کی بجائے کسی اور میں ایسا تصرف ثابت کرے، اس سے مرادیں مانگے اور اسی عرض سے اس کے نام منت مانے، قربانی کرنے، اور مصیبت کے وقت اسی کو پکارے، کہ وہ اس کی بلائیں ٹال دے، ایسا شخص مشرک ہے اور اس کو

شرک فی التصرف کہا جاتا ہے۔ یعنی اللہ کا ساتھ تصرف غیر اللہ میں مان لینا شرک ہے، خواہ وہ ذاتی مانا جائے، یا اللہ کا دیا ہوا ہر صورت میں یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔
(تقویۃ الایمان ص ۳۸)

ماخذ نمبر ۵۔ علماء سعودیہ کثر ہم اللہ اپنی متفق علیہا فتادی میں لکھتے ہیں۔
لیس للاولیاء تصرف فی احد ولا یجوز الذحاب الیہا بل هذا شرک اکبر (المبین الدائم ج ۱ ص ۱۰۳)

ترجمہ۔ اولیاء کرام کا کسی میں تصرف اور اختیار نہیں اور ان کی قبروں کی زیارت کے لئے اسی عقیدے پر جانا جائز نہیں، بلکہ یہ عقیدہ رکھنا شرک اکبر ہے۔
ماخذ نمبر ۶۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ترجمہ ارشاد الطالبین میں لکھا ہے۔
کہ جاہل جو یہ کہتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعہ اللہ

یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی، شیعہ اللہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر حضرت شیخ کی روح کو امور میں متصرف اعتقاد رکھے تو یہ دوسرا کفر ہے، (تالیفات رشیدیہ ۷۷)

نوٹ

حضرت مولوی کفایت اللہ صاحب الذخائر لکھتے ہیں، شیخ عبد القادر جیلانی شیعہ اللہ کا ورد اور وظیفہ جائز ہیں۔ (الذخائر ص ۲۶)

ماخذ نمبر ۷۔ علماء حقانی ایک سوال کے جواب میں رقم طراز ہے، مصائب اور مشکلات میں غیر اللہ سے استمداد اور اعانت ناجائز اور حرام ہے، اور ایسا عقیدہ

رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فوت شدہ نبی یا ولی، دنیا میں بندوں کے امور میں مداخلت اور تصرف کر سکتے ہیں اور لوگوں کی مشکلات حل کرتے ہیں یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۱۹۰ کتاب العقائد والایمانیاں)

فائدہ۔

حضرات ناظرین کرام اللہ کو حاضر ناظر جان کر تعصب کی پٹھلیوں کو ذرا آنکھوں سے ہٹا کر علماء حقانی جو کہ عندالخصم بھی مسلم ہیں، کے مذکورہ عبارت اور مولوی حمد اللہ جان صاحب اینڈ کمپنی کی عبارات میں ذرا غور کر کے، فیصلہ آپ خود ہی فرمائیں۔

ضرب شمشیر

مولوی حمد اللہ صاحب اثبات تصرف بعد الموت میں جگہ جگہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالے دیتے ہیں۔ آئیں دیکھئے کہ محدث دہلوی تصرف بعد الموت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

ماخذ نمبر ۸۔ لیس الفاعل والقادر والسرف الا ہو یعنی اللہ تعالیٰ واولیاء اللہ تعالیٰ ہم القانون الہا لکون فی فعلہ تعالیٰ وقد رتہ وسطوتہ لا فعل لہ ولا قدرة ولا تصرف لا الآن ولا حین کانوا احياء فی دار الدنیا (لمعات شرح مشکوٰۃ بحوالہ تالیفات رشیدیہ ص ۵۹)

ترجمہ۔ فاعل، قادر، متصرف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں اور اولیاء اللہ فانی اور گم ہے، اللہ کے فعل میں اور اس کی قدرت اور غلبہ میں نہ ان کا کوئی فعل ہے نہ قدرت اور نہ تصرف، نہ اب (عالم برزخ میں) اور نہ جب کہ وہ زندہ تھے دنیا میں ماخذ نمبر ۹۔

علامہ شیخ صنع اللہ الجلبی الحنفیؒ لکھتے ہیں۔

وانہ قد حضر الآن فیما بین المسلمین جماعات یدعون لاولیاء اللہ تصرفات بحیاتہم وبعدهم ماتہم وبتغاث بہم فی الشہائد والبلیات فیاتون قبورہم وینادونہم فی قضاء الحاجات مستدلیین ان ذلک منہم الکرامات وہذا کلام فیہ تفریط وافرراط بل فیہ الہلاک الابدی والہلاک السرمدی لمانیہ من روائج الشرک المحقق ومصارعة الکتاب ومخالفة عقائد الائمة وما اجتمعت علیہ الامة۔

ترجمہ۔ اور مسلمانوں میں ایسی جماعتیں پیدا ہو چکی ہیں، جو اولیاء کے لئے ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد تصرفات کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ لوگ تکالیف میں اولیاء سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ان کے قبروں پر جاتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں، اس دلیل کے ساتھ کہ یہ ان کے کرامات ہیں اور یہ ایسی بات ہے جس میں افراط اور تفریط ہے اور اس میں ابدی ہلاکت اور ہمیشہ عذاب ہے کیونکہ اس میں شرک کی بوہے، اور یہ عقیدہ قرآن و سنت اور امت کے متفقہ عقیدے کے خلاف ہے۔

(فتح المجید بحوالہ الصاعقة المحرقة لقائد الشبان الشیخ مصباح الدین الشہید)

ماخذ نمبر ۱۰۔ مولوی حمد اللہ جان سے کے معتمد علیہ شخصیت امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

مرادیں مانگے اور اس کی غنتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے وہ شرک ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ (توحید اور شرک کی حقیقت ص ۳۱۸)

ماخذ نمبر ۱۳۔ علامہ احمد الدین بگوی تلمیذ شاہ محمد اسحاق لکھتے ہیں۔
زاد اللیب میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ میت معاملات میں اللہ کے علاوہ تصرف کرتا ہے، تو وہ شخص کافر ہے، (اصلاح المسلمین اردو ترجمہ دلیل المشرکین ص ۵۲)

ماخذ نمبر ۱۴۔ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز لکھتے ہیں۔
ومن العقائد المضادة للحق ما يعتقد به بعض الباطنية وبعض المتصوفة من ان بعض من يسوئهم بالاولياء يشاركون الله في التدبير ويتصرفون في شؤون العالم ويسوئهم بالاقطاب والاولياء والاغواث وغير ذلك من الاسماء التي اخترعوها لالهتهم وهذا من ارجح الشرك (العقيدة الصحيحة وما يضادها ونواقض الاسلام، ۵۰، ۴۹)

ترجمہ۔ حق سے مخالف ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ بعض باطنیہ اور بعض باطل پرست متصوف یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بعض اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفت تدبیر اور تصرف میں شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرح عالم میں تدبیر و تصرف کرتے ہیں، ان کو اقطاب اوتاد، اغواث، وغیرہ کے ناموں سے جو انہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے، یاد کرتے ہیں اور یہ بدترین قسم کا شرک ہے۔

مولوی حمد اللہ صاحب کے مفتری علیہ شخصیت سید الطائفة شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

لا کر لہ لی ان اکون فی شیء من تدابیرہ و تصاریفہ (الفتح الربانی ص ۱۲)
ترجمہ۔ میرے لئے ایسی کوئی کرامت نہیں جس میں میں عالم میں تدبیر اور تصرف کر سکوں۔

اعتذار

خوف طوالت کی وجہ سے اسی ہی پر اکتفاء کرتے ہیں، ورنہ اسی باب میں الحمد للہ حوالہ جات کی انبار موجود ہیں۔

ان القطرة لتدل علی البحر وللعقل کفیه الاشارة

تنبیہ۔ ہم نے اکثر علماء دیوبند کثر ہم اللہ کی حوالہ جات کو سامنے رکھا، کیونکہ مبتدعین حضرات بھی دیوبندیت کے صرف دعوے دار نہیں بلکہ ٹھیکیدار ہیں۔ لہذا انہیں چاہیے کہ یہ حوالہ جات سامنے رکھے اور ترنم کے ساتھ پڑھئے۔

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

التماس۔

خدا را انصاف کرو، علماء دیوبند کی مرام اور مقصود شریکیات اور بدعات کا خاتمہ کرنا تھا اور وہ اسی قسم کے خرافات کے بالکل قائل نہیں، اور ان کی دامن ایسے بکواسات سے بالکل صاف ہے۔

چیلنج

اگر کسی بدعتی بریلوی خواہ سرحدی ہو یا پنجابی، سندی ہو یا بلوچی، بحری ہو، یا بری، ہماری پیش کردہ دلائل اور عبارات میں کسی قسم کا شک اور شبہ رکھتے ہو، تو ان سب کو اذن عام ہے۔

اجمعا شرکاء کم

سب اکٹھے ہو کر صرف ایک ہی نص قطعی الثبوت قطعی الدلالت اپنے عقیدہ تصرفات الاموات پر پیش کرےں ہم بطور پیش گوئی یہ عرض کرتے ہیں کہ دنیائے رضا خانیت میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اس بے بنیاد دعوے کو نص قطعی سے درکنار، کسی خبر واحد صحیح یا قول صحابی، تابعی، سے جو صحیح سند کے ساتھ منقول ہو، ثابت کرے۔

الفصل الثالث فی عقیدہ علم الغیب لغیر اللہ

تنقیح عقیدہ مخالفین

مولوی حمد اللہ صاحب نے علم غیب کے بارے میں اپنے عقیدے کو صحیح طریقے سے ظاہر نہیں کیا، بلکہ بات کو گول مول کر کے، کبھی سلب عموم اور عموم سلب کی گیت گائی، اور کبھی سلب جزئی اور ایجاب جزئی کی رٹ لگائی، بات کو ادھر ادم کر کے، صحیح عقیدہ اہل سنت والجماعت کہ علم غیب بس خاصہ رب کائنات کا ہے، اور کوئی بھی ہستی، خواہ پیر ہو، فقیر ہو، ولی ہو، جن ہو فرشتہ ہو، اس صفت خاصہ میں اللہ وحدہ لا شریک کا شریک نہیں، درمیان سے نکال کر قطعاً ظاہر نہیں کیا۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عقیدہ علم غیب میں مولوی صاحب کی تعبیرات نہایت خطرناک ہیں کیونکہ اس نے اطلاع الغیب اخبار الغیب انباء الغیب، جو کہ تعبیرات اہل سنت والجماعت ہے کی بجائے علم غیب کی تعبیر غیر اللہ کے لئے استعمال کیا، اور غیر اللہ پر علم غیب کا اطلاق کرنا بقول گنگوہی ”ایہام شرک“ سے خالی نہیں، (تالیفات رشیدیہ ص ۹۹)

علیٰ ہذا ان حضرات کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کے لئے جزوی علم غیب ثابت ہے جو کہ سراسر قرآنی نصوص سے خلاف ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (الایۃ النمل ۶۵)

مولوی کفایت اللہ صاحب، (مترجم و محشی البصائر) نے اپنی جماعت کے اصل عقیدہ کو علی الاعلان بیان کر کے، بریلویوں سے بھی چند قدم آگے جانے کی شرف حاصل کی، وہ لکھتے ہیں۔

زہ کڑہ دا خبرہ جی علم غیب ثابت دے نبی کریم ﷺ لہ او اولیائے کرام لہ بلکہ عامو مسلمانانو لہ (الذخائر لابل البصائر ص ۳۷)

ترجمہ۔ جان لو یہ بات کہ علم غیب نبی کریم ﷺ اولیائے کرام بلکہ عام مسلمانوں کے لئے ثابت ہے۔

فائدہ۔ تقریباً اکثر بریلوی حضرات صرف نبی کریم ﷺ کے لئے علم غیب کے قائل ہیں۔ اور مولوی صاحب نے ترقی کر کے اولیائے کرام اور عام مسلمانوں کو بھی یہ اعزاز دیا۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں،

اوپہ اولیائے کرامو کنسی جی علم پہ لوح محفوظ در کڑے شوے دے اولانو حفظہ شیخ محی الدین ابن عربی دے۔ (الذخائر ص ۳۹)

ترجمہ۔ اور اولیائے کرام میں سب سے پہلے سارے لوح محفوظ کا علم شیخ محی الدین ابن عربی کو دیا گیا ہے۔

جمعیت علماء اسلام کا ایک کارکن مولوی سید احمد علی صاحب فاضل دارالعلوم اکوڑہ خشک لکھتے ہیں۔

زمونہ ذہل سنت و الجماعت و اعقیدہ وہی اللہ تعالیٰ خو عالم الغیب بالذات دے او حضرات انبیاء او اولیائے کرامو لرہائے علم غیب عطائی ور کڑے دے (عقائد المسلمین ص ۱۶، جو حقیقت میں عقائد المشرکین و المبتدعین ہے)۔

ترجمہ۔ اور ہمارے اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب بالذات ہے، اور انبیائے کرام اور اولیائے کرام کو علم غیب عطائی دیا گیا ہے۔

انکشاف

یہ وہی سید احمد علی صاحب ہے، جس کو مولوی حمد اللہ جان صاحب کی کتاب البصائر سے ثقاہت کی ڈگری حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ محشی البصائر سید منور شاہ سواتی سیفی صاحب نے، البصائر کے حاشیہ پر ص ۱۸۷ ان کی دو کتابوں میں مانوار الانبیاہ اور الدر الحجیۃ جو کہ نداء یارسول اللہ کے اثبات پر لکھے گئے ہیں، تائید احوالہ دیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب اسماعیلہ لکھتے ہیں۔ کوئی چیز بھی اولیاء کی نظر سے غائب نہیں، (نداء الحق ص ۶۰) دوسری جگہ ایک موضوعی روایت کا سہارا لے کر لکھتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس دنیا کو اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کے ہتھیلی کو دیکھتا ہوں، (نداء الحق

تنبیہ - بعینہ یہ موضوعی روایت اعلیٰ حضرت احمد رضا نے ملفوظات حصہ اول ۴۷، ۴۶، پر ذکر کیا ہے۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں۔

انبیاء کی علم غیب کو معجزہ اور اولیائے کرام کی علم غیب کو کرامت کہتے ہیں۔ (نداء الحق ص ۵۳)

ہوشیار نداء الحق وہ کتاب ہے، جو کہ مولوی حمد اللہ صاحب کی مفید مشوروں کے مطابق لکھی گئی ہے، جیسا کہ اس کتاب کی صفحہ ۹ پر مذکور ہے۔

تقابل

قارئین کرام اب ہم ذرا بریلوی عجائب گھر کی طرف کوچ کرتے ہیں اور ان حضرات کے چند عبارات عقیدہ علم غیب کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔

پھر تقابل آپ ہی کیجئے، کہ دونوں فریق میں کچھ فرق مخصوص ہوتا ہے، یا دونوں شبر ابشر اور اعاذ راع ایک ہی صف میں کھڑے ہیں۔

بریلوی حکیم الامت احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں۔ اس آیت اور ان تفسیر سے معلوم ہوا کہ خدائے قدوس کا خاص علم غیب حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی حضور ﷺ کو عطا فرمایا گیا ہے۔ اب کیا شے ہے جو علم مصطفیٰ سے باقی رہ گئی؟

(جاء الحق ص ۶۰)

تنبیہ - خیر سے واجوی صاحب بھی لکھتے ہیں اسی طرح اس دن یعنی جمعہ کے دن میت کو آخرت کا علم بھی حاصل ہوتا ہے، اور باقی دنوں میں بھی حاصل ہوتا ہے۔ (بصار ص ۲۶، اور تسہیل البصار ص ۲۸)

حکیم الامت صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے، مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بے طائے الہی ضرور تمام انبیاء کرام کے لئے ثابت ہیں۔ انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت سے ہی منکر ہوتا ہے۔ (جاء الحق ص ۸۵)

بریلوی مناظر مولوی محمد عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں۔

از ابتدائے آفرینش حضور ﷺ کو قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی، اور جنت و دوزخ کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں سے بالاتر ہیں۔ آپ ﷺ کی شان نبوت کو حاصل ہے، (مقیاس حنفیت ص ۲۹۱)

اسی طرح اعلیٰ حضرت صاحب رقم طراز ہیں کہ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کی اختیار میں دے دی ہے۔
پیر سیف الرحمان صاحب بھی لکھتے ہیں،

علم غیب عطائی حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام اور نیز اولیائے کرام کے لئے ثابت ہے۔ (ماہ نامہ السیف الصارم ص ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۹۶، رجب المرجب ۱۴۱۷ھ شمارہ نمبر ۱۹)

شیعہ حضرات کا بھی یہ عقیدہ ہے، دیکھو اصول کافی ليعقوب کلینی ج ۱، ۳۸۸، جلاء العیون ص ۶۹ مذہب شیعہ ص ۱۳۶، غنیۃ الطالبین للشیخ عبد القادر جیلانیؒ الخبلی ج ۱ ص ۹۸)

لمہ فکریہ!

جن لوگوں کا عقیدہ بریلویوں اور شیعہ حضرات سے ملتی جلتی ہے، ان کا اہل سنت والجماعت اور علماء دیوبند سے کیا نسبت ہے۔

آپ ہی اپنے اداوں پہ ذرا غور کرے

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

عقیدہ اسلامیہ دربارہ علم غیب

یہ عقیدہ رکھنا ضروریات دین سے ہے، کہ علیم بکل شی عالم الغیب، علیم بذات الصدور ہونا، علم جمیع ماکان مایکون، کائنات ارضی سماوی کا علم محیط، تمام احوال خلق کا علم محیط، اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ہے، اور مخلوق کی کوئی ہستی حیر

فقیر ولی، امام، اور نبی مکرم، کسی طرح ذاتی یا عطائی طور پر، اللہ کی ان خواص علیہ میں ہرگز شریک نہیں۔

حکم۔

خواص علیہ باری تعالیٰ یعنی علم غیب کے وہ درجات، جو شرعاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ جو شخص ان میں سے کسی خاصہ میں مخلوق کی کسی ہستی، پیر، فقیر، امام، نبی، ولی، فرشتہ مقرب کو کسی طرح ذاتی یا عطائی طور پر شریک ٹھہرائے وہ شخص شرک کا مرتکب ہے۔

عالم الغیب ہونا اور علم غیب جانتا، اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ہے، مخلوق کی کوئی ہستی کسی طرح ذاتی یا عطائی طور پر عالم الغیب نہیں ہے۔

اولاً ہم مشت نمونے از خردارے چند آیات کریمات قطعیات کے نمبرات ذکر کرتے ہیں، جس سے قطعی طور پر صراحت معلوم ہوتا ہے، کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے، بعد میں ہم ذخیرہ احادیث سے چند روایات، اور چند فقہائے کرام کی تصریحات پیش کریں گے۔

الآیات البینات علی ان علم الغیب من صفات اللہ المختصات

نمل ۶۵ حجرات ۱۸، ہود ۱۲۲، نحل ۷۷، فاطر ۳۸، بقرہ ۳۳، انعام ۱۵۹، اعراف

۱۸۸، یونس ۲۰، ہود ۳۱، کہف ۲۶، سبا ۳، توبہ ۹۳، جمعہ ۷، رعد ۸، ۹، السجدہ ۶،

زم ۴۶،

الاحادیث

۱۔۔۔۔۔ عن ابن عباسؓ۔۔۔۔۔ فاقول یارب اصیحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک
۔۔۔۔۔ بخاری ج ۲ ص ۶۶۵، ۶۹۳، ۹۶۶، مسلم ج ۱ ص ۱۷۲، ترمذی ج ۲ ص ۲۸، نسائی
ج ۱، ص ۱۳۳، ۲۹۵، ۲۹۶ (

۲۔۔۔۔۔ عن مسروق قال قلت لعائشة۔۔۔۔۔ ومن حدیثک انه یعلم ما فی غد فقد
کذب۔۔۔۔۔ بخاری ج ۱، ص ۷۲۰، ترمذی ج ۲، ص ۱۳۷ (

۳۔۔۔۔۔ عن ربیع بنت معوذ دخل علی النبی ﷺ غداة بنی علی۔۔۔۔۔ حتی قالت
جاریة وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال النبی ﷺ لا تقولی هكذا وقولی ما کنت تقولین۔۔۔۔۔ ترمذی
ج ۱ ص ۱۰۷، کتاب النکاح باب ما جاء فی اعلان النکاح، ابوداود ج ۲ ص ۳۲۶ کتاب الادب با
ب فی الغناء (

۴۔۔۔۔۔ عن ابی امامة قال مر النبی ﷺ۔۔۔۔۔ اذا بقبرین۔۔۔۔۔ قال انهما یعذبان
۔۔۔۔۔ قالوا یا نبی اللہ وحتی متی یعذب بهما اللہ قال غیب لا یعلم الا اللہ

۵۔۔۔۔۔ عن ابی ہریرہ۔۔۔۔۔ قال متی الساعة قال ما لمسؤل عنها باعلم من السائل
(بخاری ج ۱، ص ۱۲ کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ ج ۲ ص ۷۰۳ کتاب
التفسیر سورة لقمان، مسلم ج ۱ ص ۲۹، ۲۷، کتاب الایمان)

عبارات الفقهاء الکرام

۱۔ و ذکر الخفیة تصریحا بالتفسیر باعتقاد ان النبی ﷺ یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالی
قل لا یعلم۔۔۔۔۔ کذا فی المسائرہ، شرح الفقه الاکبر ص ۱۸۵ و کذا نقل السید عبد الوہاب
الساکی فی کتابہ ہدایة الابرار الی طریق الاخیار ص ۷۶ و کذا فی احسن الفتاوی ج ۱ ص ۳۳۸،

مستفاد ہے، مثلاً یا احمد بن علوان رد علی ضالیتی والا اخرجک من دیوان الاولیاء والی عبارت اسی طرف مشیر ہے، جیسا کہ شیخ خان بادشاہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

ولا یحقی ان ہذا الشخص یعتقدہ حاضر او ناظر الان ینادیہ لرد الضایۃ حتی ان لم یرد علیہ فیخرجہ عن دیوان الاولیاء فان لم یعتقدہ حاضر او ناظر ا فکیف ینادیہ ولما ذانیخونہ بالاخراج عن دیوان الاولیاء فہذا دلیل علی انہ یعتقدہ حاضر و ناظر (ارشاد الناظر علی حاشی البصائر ص ۱۰۷)

داجوی صاحب کے دوسرے قول سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ انہوں نے کہا ہے، کہ روح آن واحد میں مقامات متعددہ میں موجود ہو سکتی ہے۔ اور ان کا قول یا محمد بطریق الاستعانۃ جائز اور اشرف علی تھانویؒ کے پرداد کا واقعہ بزم جمشید کے حوالہ سے۔ یا یہ کہ لکھتا ہے،۔ کہ شہداء حضرات نے اپنے ساتھی کا نکاح پڑھایا، یا شہیدوں کے روحمیں جہاں جائیں اللہ کے حکم سے جاتی ہے، اور زمین پر آنے کے لئے ان کو کوئی رکاوٹ نہیں، وغیرہ وغیرہ عبارات کے ساتھ یہ عقیدہ لازم ہے۔ لیکن مولوی صاحب واللہ اعلم کس حکمت اور مصلحت کی بنیاد پر التزام اس عقیدے پر قول نہیں کرتے۔

اگرچہ داجوی صاحب نے صراحة بالعنوان المشہور یہ عقیدہ ذکر نہیں کیا، لیکن مولوی سید منور شاہ سواتی سیفی صاحب محشی البصائر نے، داجوی صاحب کی عبارات سے اس عقیدہ پر استدلال کر کے، داجوی صاحب کو التزام کی حد تک پہنچایا۔

محشی صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

زیر نظر کتاب (البصائر مولوی حمد اللہ جان صاحب) کا مطالعہ اگر نظر انصاف کیا جائے، تو اہل سنت و جماعت (مسلک بریلوی کے تمام عقائد کے دلائل نظر آجائیں گے، مصنف موصوف اگرچہ کہ خود دیوبندی ہے مگر انہوں نے دلائل کی طرف نظر کرتے ہوئے ہر مسئلہ کا ٹھوس جواب دیا، اس دور کے دیوبندی اگر مسلک بریلوی پر ان مسائل (عقائد) کی وجہ سے کفر و شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں، تو اپنے گریبان میں جھانکنے سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ ہم نے اپنے اکابرین دیوبند پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیا، اس دور کے اختلافی مسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کو بریلوی حضرات حاضر و ناظر جانتے ہیں، اس کا جواب اسی کتاب کے دلائل سے مل رہا ہے۔ مثلاً مولانا حمد اللہ مصنف کتاب نے، اشرف علی تھانوی کے پرداد کا واقعہ بزم جمشید کے حوالے سے لکھتا ہے جس میں تھانویؒ کا پرداد شہادت کے بعد بھی ان کی پردادی کے پاس آتے اور بچوں کے لئے مٹھائی دیتے۔

اسی طرح دوسری دلیل جس کو علامہ سیوطیؒ نے شرح الصدور میں ذکر کی ہے۔ کہ شہداء حضرات نے اپنے ساتھی کا نکاح پڑھایا۔

تیسری دلیل جو مصنف موصوف نے تفسیر نیشاپوری کے حوالے سے لکھی ہیں کہ شہیدوں کی روحیں زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں اللہ کے حکم سے جاتی

ہے۔ اس کو مرقات شرح مشکوٰۃ اور مظہری کے حوالے سے بھی مصنف نے لکھا ہے۔ اس کے بعد مصنف خود لکھتے ہیں کہ زمین پر آنے کے لئے ان کو کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس کے بعد شرح الصدور کے حوالے سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے جنازے میں شہیدوں کا حاضر ہونا ذکر ہے۔

اسی کتاب کی چوتھی دلیل یہ ہے جسے مصنف نے ذکر کیا ہے، صاحب حال اور قال کے حوالے سے، کہ

مرا زندہ پندار چوں غویشتن
بجان آمدن اگر تو آئی بہ تن

یعنی اگر تو جسم کے ساتھ آتا ہے تو میں روح کے ساتھ آتا ہوں۔

یہ چند دلائل کتاب البصائر سے اس بات پر ذکر کئے گئے ہیں کہ جس معنی میں مولانا موصوف نے ان عبارتوں کو لیا ہے، اسی معنی پر بریلوی حضرات (اہل السنۃ والجماعت) حضور ﷺ کی روحانیت کے حاضر و ناظر کے ہونے کے قائل ہیں

اگرچہ کہ صاحبان بصیرت اور اولیائے کرام حالت بیداری میں بھی حضور ﷺ کا دیدار کرتے ہیں، جس طرح کہ مولانا موصوف نے علامہ شعرانیؒ کے حوالے سے امام سیوطیؒ کا قول نقل کیا ہے، کہ میں نے حضور ﷺ کا حالت بیداری میں ۷۰ بار سے زیادہ دیدار کیا، اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ دیوبندی نے ۲۲ مرتبہ دیدار

کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴)

اسی معنی میں حاضر ناظر پر کثیر دلائل موجود ہیں، لیکن حیرت اور تعجب کی بات ہے، کہ اس دور کے علمائے دیوبند حضور ﷺ کے متعلق حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنے والے پر فوراً شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں، مگر پتہ نہیں اپنے اسلاف دیوبند کے بارے میں ان کا عقیدہ کیا ہے۔ حالانکہ ان کی کتابیں ان عقائد و مسائل سے بھری پڑی ہیں، مثلاً کلیات امدادیہ، الکشف عن مہمات التصوف، ارواح ثلاثہ، جمال الاولیاء وغیرہ، جن میں علماء دیوبند نے حاضر و ناظر کا ثبوت پیش کیا، تو پھر حضور ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کس طرح شرک ہو سکتا ہے۔؟ (حاشیہ تسہیل البصائر ص ۱۸۷، ۱۸۶)

سیفی صاحب کی عبارت لطیف میں چند اہم نکات

- ۱۔ البصائر لشکری التوسل باہل القابر لمولوی حمد اللہ صاحب میں بریلویوں کے عقائد دلائل کی نظر میں ثابت کئے گئے ہیں۔
- ۲۔ بریلوی اہل السنۃ والجماعت ہیں۔
- ۳۔ مولوی حمد اللہ صاحب اگرچہ خود دیوبندی ہے مگر بعض عقائد میں (جیسے حاضر و ناظر کا عقیدہ وغیرہ) میں بریلویوں کی جانب سے ٹھوس دلائل کی بنیاد پر دیوبندیوں کو جوابات دئے ہیں۔

۴۔ اس دور کے دیوبندی اگر مسلک بریلوی پر ان عقائد یعنی حاضر ناظر وغیرہ کی وجہ سے کفر و شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں تو اپنے گریباں میں جھانکنے سے انہیں

معلوم ہو جائے گا کہ یہ ہم نے اپنے اکابرین دیوبند (جیسے داجوی صاحب وغیرہ) پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا ہے۔ کیونکہ وہ تو بھی حاضر و ناظر کے عقیدے کے قائل ہیں۔

۵۔ نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ اختلافی مسئلہ ہے۔

۶۔ اسی کا جواب یعنی حاضر و ناظر کے عقیدے کا ثبوت اسی کتاب کے دلائل سے مل رہا ہے۔

۷۔ داجوی صاحب نے نبی ﷺ اور اولیائے کرام کے حاضر و ناظر ہونے پر چار دلائل قائم کئے ہیں۔

۸۔ جس معنی میں مولانا محمد اللہ صاحب نے ان عبارتوں کو لیا ہے یعنی اس سے حاضر و ناظر کا عقیدہ ثابت کیا ہے، اسی معنی پر بریلوی حضرات حضور ﷺ کی روحانیت کے حاضر و ناظر کے ہونے کے قائل ہیں۔ طابق النعل بالنعل

۹۔ حاضر و ناظر کے عقیدے پر کثیر دلائل موجود ہیں۔

۱۰۔ اس دور کے علماء دیوبند حضور ﷺ کے متعلق حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھنے

والوں پر شرک و کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں (حق و سچ ہے بازار اتم)

۱۱۔ علماء دیوبند کی کتابیں ان عقائد یعنی حضور ﷺ اور اولیاء کے حاضر و ناظر

ہونے کے عقیدے سے بھری پڑی ہیں (صاف جھوٹ ہے ازرا اتم)

۱۲۔ علماء دیوبند نے اولیاء کے حاضر و ناظر کا ثبوت پیش کیا ہے،۔ (کذب و افتراء ہے ازراقم)۔

۱۳۔ حاضر ناظر کا عقیدہ رکھنے والے پر شرک و کفر کا فتویٰ لگانا تعجب کی بات ہے۔

شعر تمہارے پیامے نے سب را کھولے

خطا اس میں بندے کی سر کا کیا ہے تبصرہ۔

سیفی صاحب نے عقیدہ حاضر و ناظر کو مولوی حمد اللہ جان صاحب کے بہت سے عبارات سے ثابت کیا، اور اسے مولوی صاحب کا عقیدہ ٹھہرا کر، اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار کیا، اور مولوی صاحب اینڈ کمپنی نے اس پر سکوت اختیار کر کے اپنے آپ کو [الساکت والفاعل سویان] کے زمرے میں داخل کیا، اور بقول داجوی صاحب سیفی صاحب کا انہیں ذکر کرنا، اور مولوی حمد اللہ جان صاحب کا اس پر سکوت کرنا اس کی تقریر ہے اور مولوی حمد اللہ جان صاحب کی تقریر ان کی قبعین کے لے حجت ہے، کیونکہ داجوی صاحب نے خود لکھا ہے۔

انہ لما ذکر و سکت علیہ کان تقریر الہ و تقریر العلماء محبة (البصائر ص ۱۳۶)

اور ہم جزم و یقین کے ساتھ کہتے ہیں، کہ داجوی صاحب اینڈ کمپنی اس عقیدے پر راضی ہے کہ کیونکہ سیفی صاحب کی عبارت کی تردید ہم نے ان حضرات سے آج تک نہ تقریر اسنا ہے اور نہ تحریر حالانکہ سیفی صاحب کی اس تحریر کی تقریباً ۷ سال ہو گئے ہیں۔ اور سیفی صاحب کا اس کتاب کی اردو میں ترجمہ کرنا، اور اس پر

حاشیہ لکھنا بھی صاف اس بات کی دلیل ہے کہ مولوی حمد اللہ جان صاحب اینڈ کمپنی کا سیفی بریلویوں کے ساتھ شدید قسم کے قریبی تعلقات ہیں۔

سیفی صاحب حضرت پیر سیف الرحمان کا پکا مرید ہے۔ اور پیر سیف الرحمان کے کفریہ اور شرکیہ عقائد سے واقف ہونے کیلئے ان کی گمراہ کن کتابیں ہدایۃ السالکین، فتاویٰ سیفیہ، سیف المؤمنین، اور سیف الرجال وغیرہ دیکھئے، جو کہ ہر قسم شرکیات و کفریات کی منڈی ہے۔

پیر صاحب سیف الرحمان نبی ﷺ کے حاضر ناظر ہونے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ (السیف الصارم ماہنامہ ج ۱ ص ۱۲۵)

شعر کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

کبوتر با کبوتر باز باباز

لمحہ فکریہ !!

سیفی صاحب کی عبارت آپ نے پڑھ لیا جن میں انہوں نے بریلویوں کو صاف الفاظ میں اہل السنۃ والجماعت کہا ہے۔ اور مولوی حمد اللہ جان صاحب اینڈ کمپنی نے حسب قاعدہ معروفہ عند ہم انہ لماذ کراخ
اس کی تائید کی،

ناظرین کرام آئیے دیکھئے کہ واقعی بریلوی اہل سنت والجماعت ہے ں جیسا کہ مبتدعین کہتے ہیں؟ یا اہل الشُرک والکفر والظلالہ ہے ں۔

بریلویوں کے چند عقائد

۱۔ پیر ہر جگہ حاضر و ناظر ہے حتیٰ کہ مرید کے جماع کے وقت بھی (ملفوظات احمد

رضاج ۲ ص ۵۶) ماہ الاشتراک

۲۔ کافر بھی حاضر و ناظر ہے۔ (حصہ اول ص ۱۱۶، ۱۱۵)

۳۔ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننے والا بے دین ہے۔ (جاء الحق ص ۱۲۳)

۴۔ اولیاء بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (ج ۱ ص ۱۲۸) ماہ الاشتراک

۵۔ تین خدا کا قائل مشرک نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۳۸)

۶۔ اولیاء اللہ غیب دان ہیں۔ الامن والعلیٰ لاحمد رضا ص ۲۰۵) ماہ الاشتراک

۷۔ کن فیکون اولیاء کی شان ہیں۔ (شرح الاستمداد ص ۲۸)

۸۔ ابلیس بھی عالم الغیب ہے۔ (تفسیر نور الفرقان)

لطیفہ۔ مولوی کفایت اللہ صاحب نے بصائر کے حاشیہ میں لکھا ہے، کہ شیطان

سب سے بڑا موحد تھا، کیونکہ انہوں نے آدم کو سجدہ نہیں کیا۔ (حاشیہ تسہیل

البصائر ص ۲۳۳)

۹۔ گدھا بھی غیب جانتا ہے۔ (ملفوظات ج ۳ ص ۱۱، ۱۲) ماہ الاشتراک

۱۰۔ خواجہ اجمیری کے در پر سجدہ جائز ہے۔ (دیوان محمدی ص ۱۳۶)

۱۱۔ نبی ﷺ کو بشر کہنا کفار مکہ کا دستور ہے۔ (کنز الایمان ص ۵ حاشیہ ۱۳)
 ۱۲۔ رسول اللہ ﷺ مختار کل ہے، یعنی ہر چیز کا اختیار اس کے پاس ہے۔ (شان حبیب الرحمن ص ۷۳)

۱۳۔ جادو سیکھنا فرض ہے۔ (جاء الحق ص ۴۴)

۱۴۔ حضور ﷺ وزیر اعظم اور نائب خدا ہے۔ (جاء الحق ص ۸۶)

۱۵۔ ذبیحہ یہودی حلال اور ذبیحہ دیوبندی حرام ہے۔ (احکام شریعت ج ۱ ص ۱۲۱)
 مسلمانوں! خدا را ان ناپاک شیطانی ملعون کلموں کو غور سے پڑھو، پادریوں پنڈتوں،
 دغیر ہم کھلے کافروں اور مشرکوں کی کتابیں دیکھو! ان میں اس کی نظیر نہ پاؤں
 گے۔ ایسی شرکی اور کفری قسم کے عقائد رکھنے والوں کو اہل سنت و الجماعت کہنا
 خود اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کی فہرست سے نکالنا، بلکہ اسلام کی فہرست
 سے نکالنے کی مترادف ہیں۔

استفتائی۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اُس آدمی کے بارے میں جو
 کسی مشرک اور کافر کو، صرف مسلمان نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت گردانتا ہے۔
 الجواب بعون الملک الوہاب۔

من لم یکفر المشرکین او حکک فی کفرہم او سمح مذہبہم کفر اجماعاً (العقیدۃ الصحیحہ وما یضادہا)
 ونواقض الاسلام لعبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (۲۸)

(عقیدہ اہل سنت)

مشرکین کو کفر سے روکنا اور ان کے کفر کو تسلیم نہ کرنا اجماع ہے

درجہ قرآن سے بھی بڑا کر ہے۔ گوزیر بحث عقیدہ میں دیگر حضرات فقہائے کرام (موالک، شوافع، اور حنابلہ) کا وہی فیصلہ ہے جو حضرات فقہائے کرام احناف کا ہے۔ اور ان کا بھی صرف وہی عقیدہ ہے، جو ان کا ہے۔ مگر ہمیں چونکہ ایسے گروہ سے خطاب کرنا ہے، جو خود کو حنفی کہلاتا ہے۔ (بزعم خود حنفیت کا واحد ٹھیکدار ہیں)۔ اس لئے صرف حضرات فقہاء احناف کی چند عبارات اور نقول پر اکتفا کرتے ہیں

۱۔ ابو حنیفہ ثانی علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں۔

قال علماؤنا۔ من قال ان ارواح المشايخ حاضرة تعلم يکفر (بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۳)

ترجمہ۔ ہمارے حضرات علماء احناف نے فرمایا ہے، جس نے کہا کہ بزرگوں کی روحمیں حاضر ہیں اور وہ جانتی ہیں تو ایسا شخص کافر ہے۔
دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا یعتقد النکاح ویکفر لا اعتقاده انه صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب

ترجمہ۔ اگر کسی شخص نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر نکاح کیا، نکاح تو سر سے منعقد نہ ہوگا، اور وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ (البحر الرائق ص ۱۶)

۳۔ حضرت سلطان عالمگیرؒ نے پانچ سو ذمہ دار حضرات فقہاء کرام سے ہندوستان کے لئے جو اسلامی آئین، قانون اور دستور مرتب کیا تھا، اس میں اس کی تصریح

موجود ہے۔ کہ تزوج راجلا امر آة ولم یحضر الشہود و قال خدائے را اور رسول را گواہ کر دیم او قال خدائے را، و فرشتہ گان را گواہ کر دیم یکفر

ترجمہ۔ ایک شخص نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا، اور اس نے یہ کہا، کہ میں خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کو گواہ بناتا ہوں۔ یا اس نے یہ کہا، کہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں، تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۴۱۲)

علاوہ ازیں عظیم الشان فقیہ علی ابن ابی بکر صاحب ہدایہ اپنی کتاب تجنیس ص ۲۹۷، اور علامہ طاہر ابن احمد خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۵۳، اور علامہ بد رالدین عینی النہجی عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۵۲۰، اور ملا علی القاری النہجی شرح فقہ الاکبر ص ۱۸۵، اور علامہ ابن عابدین شامی ج ۲ ص ۳۰۶ میں اور اسی طرح دیگر معتبر اور مستند حضرات فقہاء احناف اس کی تصریح کرتے ہیں، کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو، کہ آنحضرت ﷺ کو علم غیب حاصل تھا، یا وہ حاضر و ناظر تھا، وہ قطعاً کافر اور دائر اسلام سے خارج ہے۔ ناظرین کرام۔

لرزہ خیز انکشاف

اپنے گاؤں میں چند مبتدعین حضرات سے بحث کرنے کا موقع ملا، بحث کے دوران میں نے، ان میں سے ایک صاحب کو بتایا، کہ جو شخص نبی کریم ﷺ اور

اولیاء کرام کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں، تو آپ کے نزدیک اس شخص کا کیا حکم ہے؟ تو اس حضرت نے بتایا، کہ مجھے یہ علم نہیں ہے، میں نے بتایا خدا کے واسطے یہ مسئلہ تو ضروریات دین کا ہے، اس میں تو عام آدمی کا جہل بھی معتبر نہیں ہے۔ اور آپ تو مولوی فاضل ہیں، بار بار میں نے اصرار کیا لیکن ہر بار یہی ایک جواب ملتا تھا۔ کہ مجھے اس کے بارے میں علم نہیں، میں سمجھ گیا کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے وہ طعنے ہم کو دیتے تھے، قصور اپنا نکل آیا

ناظرین کرام، ہم ہر متین سنجیدہ اور باانصاف مسلمان سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ مولوی حمد اللہ جان صاحب سیفی صاحب اور ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب کی عبارات کو غور سے مطالعہ کریں، اور پھر بریلویوں کی عبارات جس کو ہم نے پچھلے صفحوں پر نکل کئے ہیں، سے اس کی تقابل کریں اور متانت اور سنجیدگی اور انصاف کے صاف فیصلہ خود کریں کہ بریلوی مسلک کی آبیاری کون کر رہے ہیں۔

عقیدہ حاضر ناظر کی تفصیل کے لئے الادۃ المنصوصہ فی صفات اللہ المخصوصۃ علایہ نیلوی شہیدؒ اور عقیدہ حاضر ناظر، مولوی اکبر علی خان صاحب کا مطالعہ فرمائیں۔

الفصل الخامس فی عقیدۃ سماع الاموات من قریب وبعید

عقیدہ سماع موتی کا پس منظر

شروع شروع میں ہندوستان میں انگریزوں کا تسلط ہوا، مسلمان مجاہدین نے مقابلہ کیا، انگریز تاب نہ لاسکے، آخر انہوں نے دوسرا حربہ استعمال کیا، کہ ان کو آپس

میں لڑاؤ، ۸۰۰ سال ہند میں مسلمان حکومت کرتے رہے۔ تاریخ میں کہیں نہیں ملتا کہ کہیں ہندو، و مسلم فساد کی تحریک اٹھی ہو، یا سنی شیعہ فساد قائم ہوئی ہو، انگریز آتا گیا، یہ فساد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ مزید برآں گامے اور نورے، اور رضا کو بھی اٹھا کھڑا کیا، یہ پارسائی کے مدعی کیا کیا گل کہلاتے رہے۔ یہ سب فتنے تحریک آزادی کو ختم کرنے کے لئے اٹھائے گئے، عوام جن میں رسم و رواج غلط طریقے سے چلے آرہے تھے۔ اور علماء حق ان کی تبلیغ میں اصلاح کرتے تھے۔ ایسے مولوی پیدا کر کے، شور بپا کیا، جو عوام کی رائے کے موافق مسئلے بتائے، تاکہ عوام علماء حق سے بدظن ہو جائے، اور ان کی بات نہ مانے۔ اور اس عرض سے ان کو کتابیں مہیا کی گئیں۔ ان کو وظیفے دئے گئے، ان کو شمس العلماء امام، وغیرہ کے لقب دئے گئے۔ اور نمک حرامی کرتے ہوئے، انہوں نے علماء کو مسائل میں الجھایا، ان پر مختلف قسم کے الزامات لگائے، اور جہاد کی حرمت پر کتابیں لکھیں، اور کئی طریقوں سے علماء حق آزمائش میں گریں، من جملہ ان کے مسئلہ حیات النبی کی طرح مسئلہ سماع موتی بھی تھا، جس کی ابتدا فضل رسول بدیوانی سے ہوئی، جو بواسطہ نظام دکن کے انگریز کا وظیفہ خوار تھا، اس نے کسی اور آدمی کے ذریعے حضرت امام شاہ محمد اسحاقؒ سے مسئلہ پوچھوایا۔ کہ بھلا اس سے یہ پوچھو، کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں؟

عرض یہ تھی کہ جب وہ جواب دیں گے، تو عوام میں ان کو بدنام کرنے کا ایک حربہ میرے ہاتھ میں آجائے گا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب نے اور مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی بڑی احتیاط سے بتایا، اور اپنے اس مسئلہ کی تائید میں کتابوں کے کچھ حوالے بھی دئے۔ پھر اسی فضل رسول نے، وہی کیا، جو اس کا دلی مقصد تھا۔ عوام میں اس مسئلہ کو اور مسئلوں کی طرح خوب اچھالا۔ اور حضرت شاہ جی کی رد میں ایک مستقل کتاب بنام تصحیح المسائل لکھ کر، شائع کر دی۔ اور کہا کہ شاہ اسحاق حنفی نہیں اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، وہابی بھی ہے، معتزلی ہے، یہ مسئلہ معتزیلوں کا ہے، یہ اکابر اولیاء کا گستاخ ہے۔ پھر اس کے جواب میں علمائے حق میں سے بہتوں نے تسلی بخش جواب دئے، جیسے صاحب سراج الایمان وغیرہ، اور ان میں سے مشہور ترین اور مفید ترین کتاب تفہیم المسائل ہے۔ جو حضرت شاہ حنیفہ رحمہ اللہ نے تصحیح المسائل کی رد میں لکھی، آج سے تقریباً پچاس سال پہلے شیطان نے پھر پاکستان میں پھونک مار کر اس بجھی ہوئی آگ کو سلگایا۔ لیکن ان میں دو قسم کے لوگ تھے، ایک قسم کے لوگوں نے انداز یہ رکھا، کہ اولیاء زائرین کو جانتے پہنچاتے ہیں اور ان کی فریاد قریب اور بعید سے سنتے ہیں اور اللہ سے مرادیں پوری کروادیتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے لوگوں کا بھی یہی عقیدہ تھا، لیکن وہ بعید کا قید حذف کر کے قریب ہی پر اکتفا کرتے تھے۔ چونکہ

ہمارا واسطہ صوبہ خیبر پختون خواہ میں فریق اول کے ساتھ ہیں جو کہ مولوی حمد اللہ جان صاحب اینڈ کمپنی ہے، اس لئے ہم ان ہی کی بات کر رہے ہیں۔

مولوی حمد اللہ جان صاحب نے جس طرح عقیدہ علم غیب اور عقیدہ حاضر و ناظر میں اصل عقیدہ کو گول مول کر کے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں، اسی طرح مسئلہ سماع موتی میں بھی، اصل عقیدہ کو ادھر ادھر کر کے اختیار کر کے کبھی ایسے عبارات نقل کئے جس سے سماع موتی من قریب و بعید (یعنی دور اور نزدیک سے سننا) نکلتا ہے، جیسے یا محمد ابن علوان رد علی ضالسی والا اخرجک من دیوان الاولیائی

اور یا محمد بطریق الاستعانة جائز اور کبھی عوام الناس کو دھوکہ کرنے کے لئے لکھا۔

ولاندعی السماع من ای مکان اور کبھی لکھا مردے زندوں سے زیادہ سنتے ہیں۔ (تہلیل البصائر ص ۲۱)

لیکن مولوی حمد اللہ صاحب کے شاگردوں اور مریدوں نے کمال کر دیا، جس مقام پر داجوی صاحب نے لکھا کہ ہم ہر جگہ سے سماع کا دعویٰ نہیں کرتے، تو اسی مقام کے تحت داجوی صاحب کی کتاب کی محشی اور مترجم، مولوی کفایت اللہ صاحب نے داجوی صاحب کے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا، کہ علامہ حمد اللہ جان صاحب نے ارخاء العنان سے کام لیتے ہوئے یہ کہا، کہ ہم دور سے آواز دینے، (سماع) کا دعویٰ نہیں کرتے، اگرچہ ثابت ہے۔ اور اس سے پہلے مولوی کفایت اللہ صاحب نے اس کی چند نظائر مزعمہ بھی پیش کر کے صراحت

لکھتا ہے، کہ حضور ﷺ دور سے بھی سنتے ہیں۔ (تسہیل البصائر ص ۸۷ حاشیہ نمبر ۱)

داجوی صاحب اینڈ کمپنی نے مولوی کفایت اللہ صاحب کی اس دو ٹھوک عبارت پر سکوت فرما کر اپنے آپ کو الفاعل والساکت سویان کے زمرہ میں داخل کیا، شاید یہ ان حضرات کا عقیدہ ہو گا حسب قاعدہ داجوی صاحب کہ انہ لما ذکر وسکت علیہ کان تقریر الہ و تقریر العلماء حجة (البصائر ص ۱۳۶)

اسی طرح جمیعت علماء اسلام کا ایک ذمہ دار کارکن مولوی کفایت اللہ صاحب محشی البصائر لکھتے ہیں۔

چہ حالت دُقبَر اور دُنیا دُنیا نبی ﷺ برابر دے، نو کہ یو سڑے درود دوائی، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نو نبی ﷺ پے خوہ و نو سرہ اوری۔ (الذخائر لابل البصائر ص ۲۵)

ترجمہ۔ نبی کی حالت قبر اور حالت دنیا دونوں برابر ہیں، یعنی آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی اور بعد الموت زندگی دونوں برابر ہیں، اور جو آدمی آپ پر درود پڑھتا ہے جیسے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، تو آپ ﷺ اسے اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

اودارنگی یو سڑے ولی تہ آواز کوی (کہ دُرے نہ وی او کہ دُزدے نہ وی اودا خیال کوی چہی پہ واسلے ذکر امت نہ سرہ بہ اوری داخل و عادت نہ جائز دہ۔) (الذخائر لائل البصائر ص ۲۶)

ترجمہ۔ اور اسی طرح اگر ایک آدمی ولی کو پکارے، (یہاں پر دور اور نزدیک کا قید نہیں،) اور یہ خیال کریں، کہ شاید وہ بطور کرامت سنے، تو یہ پکار جائز ہے۔ تیسری جگہ لکھتے ہیں۔

نو کہ یو سڑے پہ طور وظیفہ سرہ دا وظیفہ کوی چہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعہ اللہ اقص حاجاتی باذن اللہ اودا خیال کوی چہی ہدائے بہ درتہ دا آواز پہ طریقہ ذکر امت سرہ اور سوی لودا فعل جائز دے،۔ (الذخائر لائل البصائر ص ۲۶)

ترجمہ۔ اگر ایک آدمی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعہ اللہ اقص حاجاتی باذن اللہ کا وظیفہ اس خیال سے کرتے ہیں، کہ یہ آواز اللہ تعالیٰ کرامت اس کو پہنچائے گا، تو یہ فعل جائز ہے،۔

چوتھی جگہ لکھتے ہیں۔

کہ پہ مشرق کی درود اویسے شی خوچی پہ صیفہ خطاب سرہ وی نو نبی ﷺ نے پہ غو؟ و نو مبارک کو سرہ اوری۔

ترجمہ۔ اگر صیفہ خطاب کے ساتھ مشرق میں بھی آپ ﷺ پر درود پڑھا جائے، تو وہ اسے اپنے کانوں مبارک سے سنتے ہیں۔ (الذخائر لائل البصائر ص ۶۷)

اسی طرح ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب اسماعیہ جس کو کتاب لکھتے وقت داجوی صاحب کی مفید مشوروں کی شرف بھی حاصل دئی ہے۔ لکھتے ہیں۔

اس سے حضور ﷺ کا دور سے سننا بھی ثابت ہے۔ (نداء الحق ۹۶) دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

نداء یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبد القادر جیلانی جائز ہے۔ کیونکہ انبیاء بطور معجزہ اور اولیاء بطور کرامت دور کی آواز سنتے ہیں، اور باذن اللہ حتی المقدور مدد بھی فرما سکتے ہیں۔ (نداء الحق ص ۹۳)

تیسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ اس روایت سے دور سے فریاد کرنا، دور سے سننا، اور مدد فرمانا (غیر اللہ کا) تینوں ثابت ہے۔ (نداء الحق ص ۱۰۱)

عقیدہ اسلامیہ دربارہ سماع موتی من قریب وبعید اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے، کہ کوئی میت عادتاً اہل دنیا کا کلام خواہ قبر کے قریب ہو، یا بعید نہیں سنا۔ اور ہر جگہ یعنی قریب اور بعید سے سننا رب کائنات کا خاصہ ہے۔ اور مخلوق کی کوئی ہستی اس صفت خاصہ میں رب کائنات کا شریک نہیں۔

حکم

خواص سمعیہ باری تعالیٰ یعنی سماع کے وہ درجات جو شرعاً اللہ کے خاص ہیں، جو شخص ان میں سے کسی خاصہ میں مخلوق کی کسی ہستی پر، فقیر، لام، ولی، نبی، فرشتہ

کو کسی طرح ذاتی یا عطائی طور پر شریک ٹہرائے، وہ شخص مشرک اور ملت اسلام سے خارج ہے۔

فائدہ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عقیدۃ الاستمداد من الاموات، عقیدہ علم غیب لغیر اللہ، عقیدہ حاضر و ناظر اور سماع موتی من قریب و بعید ایک تھیلے کے چھٹے بٹے ہیں، کیونکہ سماع موتی من قریب و بعید تب ہوگی، جب کہ مردوں کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر مانا جائے، اور امداد ما فوق الاسباب تب کرے گا، کہ سماع من قریب و بعید متحقق ہو جائے۔ لہذا جن دلائل سے ہم نے استمداد من الاموات اور علم غیب لغیر اللہ کی تردید کی ہے، وہی دلائل اس مسئلے میں بھی جاری ہونگے۔ فتدبر و تفکر

البتہ ناظرین کی اطمینان اور تسلی کے لئے ہم علماء دیوبند کی چند عبارات کو پیش کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی قسم کے سماع کو شرک کہتے ہیں۔ تاکہ مسئلہ نور علی نور سونے پر سہاگہ کی درجہ تک پہنچ کر الم نشرح ہو جائے۔ اور مخالفین کو اپنے دعویٰ دیوبندیت کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے،

عبارات اکابرین

ماخذ نمبر ۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔ سوم شرک فی السمع ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح نزدیک اور دور کی بات سنتا ہے، اور کسی اور کو بھی یوں سمجھایوں مشرک ہو گیا۔ (عقائد اسلام حقانی ص ۱۳۲)

فائدہ۔ عقائد اسلام حقانی وہ کتاب ہے جس کی تصدیق علامہ نانوتوی محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیری اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہم اللہ جیسے اکابرین اہل سنت نے کی ہے۔

ماخذ نمبر ۲۔ حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ سوال۔ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جو خیال کرتا ہے کہ اولیاء جانتے ہیں، اور دور و نزدیک سے پکارنے والے کی آواز کو سنتے ہیں، اور ان سے ایسے الفاظ سے مدد مانگتا ہے، جن سے حاضر کو خطاب کرتا ہے، اور ان کے لئے نذریں مانگتا ہے اور کہتے ہیں کہ میں نے ان کے لئے نذر مانی۔ (گویا کہ یہ سوال کسی نے داجوی صاحب اور مولوی کفایت اللہ اور ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب کے بارے میں کیا ہو)۔ جواب۔ ایسے شخص کا عقیدہ فاسد ہے، بلکہ اس کے کفر کا خوف ہے، کیونکہ اولیاء کا ندائے بعید کو سننا ثابت نہیں، اور تمام زمانوں میں تمام جزئیات کا علم کلی اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (حوالہ مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۶، ص ۷۷ کتاب العقائد) ماخذ نمبر ۳۔ دوسری جگہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

سوال۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم کو یہ قوت حاصل ہے کہ جس مقام سے ان کو پکاریں، اس کی ندا وہ سنتے ہیں، اور اس کی حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تو موافق قواعد شرعیہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے؟

گویا کہ یہ سوال بھی مذکورہ تین حضرات کے بارے میں کیا ہے، دیکھو! البصائر ص ۷۳، الذخائر ص ۲۶، نداء الحق ص ۷۷، ص ۱۸، ص ۸۲

جواب۔ یہ عقیدہ خلاف عقائد اہل اسلام بلکہ منجرا الی الشریک، ہر شخص کی نگاہ کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا، پروردگار عالم کے ساتھ خاص ہے، کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں، (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۷۳ کتاب العقائد)

ماخذ نمبر ۴۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ شرک فی السمع والبصر یعنی خدا تعالیٰ کی صفت سمع یا بصر میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، مثلاً یہ اعتقاد رکھنا، کہ فلان پیغمبر یا ولی ہماری تمام باتوں کو دور اور نزدیک سے سن لیتے ہیں۔

یا ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں سب شرک ہیں۔ (تعلیم الاسلام ص ۱۲۴)

ماخذ نمبر ۵۔ مفکر اسلام علامہ مفتی محمود شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان جو کہ مبتدعین حضرات کے نزدیک بھی مسلم ہے ں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت والجماعت مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

۱۔ کیا نبی کریم ﷺ ہمارا درود شریف سننا ہے یا نہیں؟۔۔۔ الخ

جواب۔ ہر وقت ہر بات کا دور سے اور قریب سے سنا، فقط اللہ مجدہ کا خاصہ ہے
، کسی اور کے لئے اس کا ماننا اسلامی عقیدہ نہیں، البتہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی کو
سنائے، تو اس وقت سن سکتا ہے، (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۵۲)

ماخذ نمبر ۶۔ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں، اور انہیں پکار کے، صرف
یہی کہتے ہیں کہ یا حضرت آپ دعا فرمادے کہ حق تعالیٰ ہماری حاجت پوری
کردے، یہ بھی شرک ہے۔

گو وہ اس وجہ سے اس کو شرک نہ سمجھتے ہو، کہ حاجت براری کی دعا تو اللہ ہی سے
کی گئی ہے کیونکہ غائب شخص کو پکارنے کی وجہ سے اس میں شرک آیا۔

کہ ان کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا گیا کہ وہ دور سے اور قریب سے سنتے
ہیں۔ حالانکہ یہ الہی شان ہے اور اس آیت میں (سورۃ الاحقاف ۵) اللہ نے فرمایا
کہ وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ پکارنے والے کی پکار سنتے ہی نہیں، گو وہ
قیامت تک چنختار ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۲)

فائدہ۔ جو لوگ استمداد من السموات اور سماع موتی من قریب وبعید کے قائل
ہیں، وہ ذرا تفکر اور تعمق کی عینک لگا کر اس عبارت میں سوچ اور غور کریں۔ او
ر خط کشیدہ عبارت کو ملحوظ رکھے کہ شاہ صاحب نے ان حضرات پر کس طرح زور
دار فتویٰ لگایا ہے۔

فائدہ۔ ۲۔ کان کھول کر سنئے تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے جس کے بارے میں فقیہ الایۃ ابو حنیفہ ثانی مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں۔

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِ شرک و بدعت میں لا جواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہے، اس کا رکھنا اور پڑھنا، اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے،۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے، اگر اپنی جہل سے اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو یہ اس کا تصور فہم ہے،۔ کتاب اور مولف کتاب کی کیا تقصیر بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا، تو وہ خود ضال اور ضالہ ہے۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۸۵، ۸۴)

ماخذ نمبر ۷۔ حضرت مولانا سر فراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں، اس روایت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دور دراز سے جو لوگ درود و سلام پڑھتے ہیں، آپ تک بتوسط ملائکہ پہنچایا جاتا ہے۔ آپ خود ان کی سماعت نہیں فرماتے جیسا کہ بعض جاہلوں کا خیال ہے۔ (تسکین الصدور ص ۳۲۵)

ماخذ نمبر ۸۔ اسی طرح دوسری جگہ لکھتے ہیں اگر یہ مراد ہے کہ جیسے قریب سے کسی کو پکارنا جائز ہے، اسی طرح بعید سے بھی پکارنا جائز ہے،۔ اور جس طرح قریب سے کوئی سنتا ہے، اسی طرح دور کے مکان اور بعید سے بھی کوئی سنتا ہے۔ اور جس طرح زمانہ حال کے مشاہدہ کئے ہوئے حالات کو کوئی دیکھتا اور جانتا ہے،

اسی طرح وہ آئندہ اور ماضی کے مفصل حالات کو بھی جانتا ہے، تو یہ خالص شرک ہے۔ (اتمام البرہان فی رد تو ضیح البیان ص ۶۳)

ماخذ نمبر ۹۔ مولانا عبد الشکور قاسمی لکھتے ہیں۔

شرک فی السمع یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نزدیک دور، خفی اور جہر اوروں کی بات سنتا ہے کسی نبی یا ولی کو ایسا ہی سننے والا سمجھنا، جب کہ قرآن کریم میں ہے، ان اللہ ہو السمع البصیر سورۃ المؤمن ۲۰ (کفریہ الفاظ اور ان کے احکامات)

ماخذ نمبر ۱۰۔ سید نور الحسن شاہ بخاری صاحب نے تنظیم اہل سنت جمیعت علماء اسلام کے مشورہ پر ایک کتاب لکھی جس کے لئے ضروری کتب اور معلومات وغیرہ مولانا خیر محمد جالندھری صاحب نے مہیا کی، اس کتاب مذکور میں شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

اگر کوئی دور کہیں سے سلام کہے، اور یہ یقین رکھے کہ نبی کریم ﷺ سن رہے ہیں، تو یہ شرک ہے۔ (حیات الاموات ص ۵۸)

ماخذ نمبر ۱۱۔ مفتی محمد طاہر مسعود صاحب لکھتے ہیں۔

شرک فی السمع والبصر۔۔ سمع کا معنی سنا اور بصر کا معنی دیکھنا، اللہ تعالیٰ کے لئے خاص قسم کا سنا اور خاص قسم کا دیکھنا ثابت ہے۔ جس کی تفصیل توحید کے بیان میں آ رہی ہے، ایسا سنا اور ایسا دیکھنا مخلوق میں کسی کے لئے ثابت نہیں، کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھے، کہ میں نبی یا ولی عظمیٰ تمام باتوں کو دور و نزدیک سے سن

لیتے ہیں، ہمیں یا ہمارے تمام کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں شرک فی السمع والبصر ہے۔ (عقائد اہل سنت والجماعت ص ۶۵، ۶۶)

اسی کتاب پر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب اور حضرت مولانا سر فراز خان صفدر صاحب اور حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب وغیرہم کے تقاریظ موجود ہیں۔
ماخذ نمبر ۱۲۔ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں۔

واما السماع فی ای مقام تکلوا من قریب وبعید فہو شرک فی الصفات (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۸۰، سوال نمبر ۹۲۔ تعلق بالاشراک باللہ)

ماخذ نمبر ۱۳۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔ اغثنی یا رسول اللہ کہنا اگر اسی خیال سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں تو شرک ہے، کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۹۶)

اسی فتویٰ کی ذیل میں دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی والے لکھتے ہیں۔

کیونکہ ہر جگہ سے پکار کو سننا اور امداد طلب کرنے والی کی امداد طلب کرنے والے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (حاشیہ کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۹۶)

فائدہ۔ یہ حوالہ جات ہم نے مشت نمونہ از خروارے سماع موتی من قریب وبعید جیسا کہ مخالفین کا عقیدہ ہے، کی تردید میں زیب قرطاس کردی ہے، اور سماع موتی من قریب کی تردید میں ہمارے اکابرینؒ نے مستقل دفاتر لکھے ہیں۔ ان کی طرف

رجوع کرنی چاہیے۔ جیسے نداء الحق، شفاء الصدور للعلامہ بریلویؒ اور کشف
المغالطات وغیرہ وغیرہ۔

پہلے ہم بریلویوں کے اعلیٰ حضرت رضا اور عمرا چھروی اور احمد یار خان کے
کارنامے سنتے اور پڑھتے تھے، کہ یہ حضرات تحریف اور کذب بیانی میں یدِ طولیٰ
رکھتے ہیں، لیکن صاحب بصائر اور صاحب ذخائر اور صاحب نداء الحق وغیرہم کی
زیارت سے ان حضرات بریلویہ غالیہ کی زیارت کا شوق بھی کم ہو جاتا ہو گا۔ معلوم
نہیں کہ ان حضرات نے جھوٹ میں یہ پی ایچ ڈی کی ڈگری کہاں سے لی ہے۔

شعر

آنکھیں اگر بند ہے تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

چیلنج۔

بریلوی مزاج قسم مبتدعین اگر مزمومہ عقیدے پر ایک بھی قطعی دلیل پیش
فرمادے تو ہم بمعہ اپنے احباب کے ان حضرات کا مسلک اختیار کرنے کو تیار ہیں،
اور اگر پیش نہ فرما سکے، اور اگر یقیناً پیش نہیں فرما سکتے، تو خدا را ان کفریات
و کجواسات سے توبہ کا اعلان بر سر عام تقریر او تحریر کر دے۔

الفصل السادس فی عقیدۃ النذر لغير الله

عقیدہ نذر غیر اللہ میں ذرا ان حضرات کے کرشمے دیکھئے۔

ماتن اور محشی کا جھگڑا

داجوی صاحب لکھتے ہیں۔

النذر عبادة (البصائر ص ۲۳۹)

نذر عبادت ہے۔

لیکن مولوی کفایت اللہ صاحب اس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نذر کو محض عبادت کہنا ادلہ اربعہ سے ثابت نہیں۔ یہ محض ان کا اپنا اجتہاد ہے۔ (تسہیل البصائر ص ۲۳۸)

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ نذر کو عبادت کہنا محققین کا قول نہیں۔ (حاشیہ تسہیل البصائر ص ۱۳۲)

۲۔ مولوی حمد اللہ جان صاحب لکھتے ہیں۔

فالنذر لغير الله تعالى حرام (البصائر ص ۲۳۹)

یعنی غیر اللہ کے نام پر نذر کرنا حرام ہے۔ لیکن مولوی کفایت اللہ صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

ولی (غیر اللہ) کے نام پر نذر کرنا ثابت ہے۔ (تسہیل البصائر ص ۲۳۹)

۳۔ داجوی صاحب لکھتے ہیں۔

فالنذر لغير الله تعالى حرام (البصائر ص ۲۳۹)

لیکن مولوی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ مطلقاً نذر جائز ہے خواہ اللہ کی ہو یا غیر اللہ کی ہو۔ کیونکہ فقہاء نے جو غیر اللہ کی نذر کو منع کیا ہے تو وہ جبری نذر تھا۔ (تسہیل البصائر ص ۲۳۹)

لطیفہ۔

نذر غیر اللہ میں یہ تقسیم کہ ایک جبری نذر ہے اور ایک اختیاری ہم نے پہلی مرتبہ مولوی کفایت اللہ صاحب سے سنا۔ لیکن اس میں مولوی صاحب کی گناہ نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے تو ماشاء اللہ نذر غیر اللہ کی باب میں مقیاس حنفیت کی تقریر نقل کی ہے، اور مقیاس حنفیت کٹر لعل پٹہ بریلوی مناظر مولوی محمد عمر اچھروی کی کتاب ہے۔ جو کہ ہر قسم کی کفریات اور شرکیات کی جنرل شور ہے۔

شعر۔

تھے میری اور رقیب کی راہے جدا جدا

آخر کو ہم دونوں در جانان پہ جا ملے

نذر کی ایک دوسری خانہ ساز تقسیم محشی ذخائر مولوی خدائے نظر صاحب نے کی ہے۔ کہ ایک نذر شرعی ہے اور دوسری نذر عرفی عادی ہے۔ دوسری قسم غیر اللہ کے نام پر جائز ہے، فقہاء کرام کی کتابوں میں تصفح اوراق کے بعد ہمیں یہ تقسیم بھی نہ ملی۔ لیکن اس لکیر کے فقیر کو بھی گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی کبھی محشی پر ماتن کا عکس آتا ہے۔

۴۔ داجوی صاحب تفسیر احمدی کی عبارت مدسوسہ کو محمل صحیح پر حمل کرتے ہیں، لیکن مولوی کفایت اللہ صاحب عمراچھروی بریلوی کے حوالے سے مطلقاً اس کی تصحیح اور توثیق کرتے ہیں۔

۵۔ داجوی صاحب لکھتے ہیں۔

والا اعتقاد اصابة الضرر لاجل عدم الوفاء بنذور الاولیاء فشان العوام والعوام لیس من اهل التمسک بافعالہم۔ (البصائر ص ۱۳۳)

ترجمہ۔ رہی بات نقصان دینے کا عقیدہ رکھنے کی کہ نذر کے پورا نہ ہونے کی صورت میں یعنی ولی اللہ کے لئے نذر مانی اور اسے پورا نہ کیا، تو ولی اللہ تکلیف دیں گے، تو یہ عوام کی بات ہے۔ اور عوام کی بات سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن مولوی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ داجوی صاحب کا اپنا خیال ہے اگر یہ نہ ہو تو ولی کی نذر پوری نہ ہونے کی صورت میں نقصان ملتا ہے۔ جیسا کہ یہ واقعہ ہے کہ فرہادیگ نے مشکل وقت میں شاہ ولی اللہؒ کے والد محترم کی نذر مانی تھی کہ اگر میری مشکل حل ہوگئی، تو یہ نذر ادا کروں گا، شاہ صاحب کی والد محترم کے نام کی، اس کے بعد وہ نذر پوری کرنا بھول گیا، تو اس کا گھوڑا بیمار ہو گیا، اور مرنے کے قریب ہو گیا۔ (حاشیہ تسبیل البصائر ص ۱۳۱)

۶۔ واجوی صاحب لکھتے ہیں کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے۔ (البصائر

ص ۲۳۸) جب کہ مولوی کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں، اس سے بھی دوسرے

کے نام پر ذبح کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (تسہیل البصائر ص ۲۳۷)

کچھ مدت پہلے ماتن اور محشی کے اس جھگڑے کی ختم ہونے کا امید تھا لیکن ابھی وہ امید بھی خاک میں مل گئی۔

اب آؤ!! مولوی کفایت اللہ صاحب اپنی مایہ ناز تصنیف الذخائر لاهل البصائر میں کیا گلوکاری کرتے ہیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

یو سڑے یو زیارت دلی تہ لاڑشی، اوپہ قصد ادب او عزت (تعظیم) شکرانہ

او غور زوی پہ قبر باندی نو دیکھی حرج نشہ دے۔ (الذخائر ص ۱۸)

ترجمہ۔ اگر ایک آدمی کسی دلی کی قبر کی زیارت کے لئے جائے، اور بقصد ادب و تعظیم قبر پر شکرانہ یعنی نذر پیش کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

او دارنگ گڈیا چلے یا غوئے شوچی تصدق مقصودوی، یا تحفہ یا ادب، ذ زیارت

مقصودوی نو دا جائز دی۔ (الذخائر ص ۱۲)

ترجمہ۔ اور اسی طرح بھیڑ بکرا یا بیل پیش کرنے میں اگر صدقہ یا تحفہ یا ادب،

زیارت مقصود ہو، تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب لکھتے ہیں، کہ نذر اولیاء تمین وجوہ سے مباح ہے۔
(نداء الحق ص ۱۱۸)

مولوی کفایت اللہ صاحب اور ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب کی فاضلانہ گفتگو سے کالشمس
فی رابعۃ النہار کی طرح واضح ہوا، کہ وہ نذر غیر اللہ کے قائل ہے، اور اسی عقیدہ
میں ان دونوں نے داجوی صاحب کے بعض نظریات پر بھی کلہاڑیاں مارے ہیں
لمحہ فکریہ!

مولوی کفایت اللہ صاحب نے البصائر کے حاشیہ پر جو خرافات درج کئے ہیں، ان
پر داجوی صاحب نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اللہ رب العزت کو علم ہے کہ مولوی
صاحب کی اس سکوت میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ شرکی باتوں کا رد کرنا، ہر عالم کی
فرض منصبی ہے، خصوصاً جب اس کی طرف منسوب ہو جائے۔ لکنہ لما ذکر وسکت
علیہ کان تقریر الہ و تقریر العلماء حجة۔ (البصائر ص ۱۳۶)

عقیدہ اسلامیہ در بارہ نذر

نذر اور منت ماننا، مثلاً بھینس بکری، مرغی، دانے، آٹا، پیسے، رب کائنات کے
ساتھ خاص ہے۔ مخلوق کی کسی بھی ہستی، خواہ پیر ہو، فقیر ہو، نبی ہو، یا ولی ہو،
مقبور ہو، یا غیر مقبور ہو، کیلئے نذر ماننا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اسی طرح منت اور نذر
ماننا بالاجماع باطل ہے۔

حکم۔

جو بھی شخص غیر اللہ کے نام پر نذریں اور منتیں مانگتے ہیں، تو وہ شخص کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے، کیونکہ نذر عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت کفر ہے۔
نذر غیر اللہ کی حرمت اور شرک ہونے پر قرآن کریم کی ۷ آیات مبارکہ موجود ہیں۔

(۱) البقرہ ۱۷۳ (۲)۔ مائدہ ۳ (۳) انعام ۱۴۵ (۴) انعام ۱۲۱ (۵) نحل ۱۱۵ (۶) حج ۳۰ (۷) یونس ۵۹، ۶۰

اور ذخیرہ احادیث میں بے شمار احادیث اس کی حرمت پر موجود ہیں۔

۱۔ اخیرنا ابو الطفیل عامر بن وہبہ قال کنت عند علی ابن ابی طالب فأتاه رجل۔۔۔ قال قال لعن الله من لعن والده ولعن الله من ذبح لغير الله ولعن الله من آوى محدثا ولعن الله من غیر منار الارض۔۔۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۶۰، ۱۶۱، کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغير الله ولعن قاعله، نسائی ج ۲ ص ۲۰۲، کتاب الاضاحی باب من ذبح لغير الله عز وجل، مسند الامام احمد ج ۱ ص ۱۱۸، ۱۲۵)

۲۔ وعن ابن عباس ان النبی ﷺ قال لعن الله من غیر طمخوم الارض ولعن الله من ذبح لغير الله ولعن الله من لعن والده۔۔۔ الحدیث (مسند الامام اعظم ج ۱ ص ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۰۹)
۳۔ عن طارق ابن شهاب ان رسول الله ﷺ قال دخل الجنة رجل فی ذباب ودخل النار رجل فی ذباب قال کیف ذلک یا رسول الله، قال مر رجلان علی صنم لا يجوزہ حتی یقرب لہ شیء و قالوا لا حد ہما قرب قال لیس عندی شیء اقرب قالوا الہ قرب ولو ذبابا فھرب ذبابا فھلوا

سید فذخل النار و قالوا الآخر قرب قال ما كنت لا قرب لاحد شيمأدون الله عزوجل فخر بوا عنقه
فذل الجنة (كتاب الزهد للامام احمد ص ۳۲، ۳۳، حلیۃ الاولیاء ص ۲۶۲، کتاب التوحید
ص ۴۹)

اور اکابرین امت نے اس کی حرمت اور شرک ہونے پر خوب تصریح فرمائی ہے
۔ طالب حقیقت درج ذیل حوالہ جات کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۱) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر سوم ص ۷۰، ۲۔ زواجر ابن حجر المکی
ص ۱۸۳۔ ۳۔ تفہیمات الہیہ ج ۲ ص ۶۳، ۶۴۔ شامی مع در مختار ج ۲ ص ۱۳۱،
آخر کتاب الصوم اور ج ۵ ص ۲۱۷ (۵)۔ غایۃ الاوطار ج ۱ ص ۷۵۳ اور ج ۳۔
۶۔ مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۲۳، ج ۲ ص ۱۱۳۔ ۷۔ بحار الانوار ج ۲ ص ۳۰۸۔
۸۔ فتاویٰ عزیز ج ۱ ص ۹۵ فتاویٰ رشیدیہ ۱۰۔ تفسیر حقانی ۴۳۔ تفسیر بیان القرآن
ج ۹۶۔ تفسیر عثمانی حاشیہ سورۃ البقرہ ۳۱۔ قال الشیخ شاہ منصور بابانی آیۃ سورۃ
البقرۃ انما حرم۔۔۔۔۔ الایۃ

وفیہ داخل المنذورۃ للاولیاء ہی حرام۔۔۔ البرہان ص ۳۴ قال ایضا نذر العباد حرام یعنی یقول
الناس ہذہ البقرۃ و ہذہ الدجاجة نذر تھا باسم فلان ولی اللہ فی حرام فاکہ منہی عنہ۔۔۔۔۔ البرہان
ص ۱۱۱

اگر قرآن کو بچ مانتے ہو تو پھر تم غیر کی ختمیں کیوں مانتے ہو
کبھی مانتے ہو منت نبی کی کہے حسنین کی کہے نبی کی
کہے حدود اور کہے ولی کی کہے سدوئی شیطان کی دسی کی

الفصل السابع فی عمل الطواف من القبور

صاحب بصائر اینڈ کمپنی نے جب مردوں کے یہ کرشمے دیکھے، کہ وہ مدد بھی کرتے ہیں، ذی تصرف عالم الغیب اور حاضر ناظر بھی ہے، اور سماع من قریب و بعد سے بھی سرفراز ہیں، اور ان کے نام کی منت اور نذر دینا بھی جائز ہے، توجوش میں آکر ترقی کر کے، شعوری یا غیر شعوری طور پر اب یہ حضرات طواف من القبور (قبر کے ارد گرد گھومنا) کے بھی قائل ہو گئے،۔ صاحب بصائر لکھتے ہیں،۔
وقد وقع ذلک عند مذاکرتی مع بعض اخوانی من الفضلاء حیث جئت لزیارة استاذنا المرحوم فی طواف الاستیناس

ترجمہ۔ اور یہ بات میرے اور ان کے بعض فضلاء کے ساتھ مذاکرے کے وقت ہوئی تھی، جب کہ میں اپنے استاذ محترم کے زیارت کے لئے طواف استیناس کے لئے حاضر تھا۔

مولوی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت سے صراحتہ ظاہر ہے، کہ ان کے نزدیک قبر سے طواف کرنا جائز ہے، خواہ طواف استیناس ہی کیوں نہ ہو، جب کہ طواف کے بارے میں اپنے عمل ہی کو مثبت کیا ہے۔ لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک طواف الاستیناس من القبور قول بلا سلطان و دعویٰ بلا برهان کا ایک زبردست شاہکار ہے،

عقیدہ اسلامیہ در بارہ طواف

سعبۃ اللہ کے سوا کسی نبی ﷺ ولی امام، پیر، فقیر، استاذ، وغیرہم کی قبر وغیرہ سے طواف کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ طواف کرنا سعبۃ اللہ کی خصوصیت ہے۔

حکم

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اگر طائف من القبور اس فعل کو حرام سمجھتا ہو، اور اس پر اصرار کرتا ہو، تو یہ فاسد ہے، اور اگر اس کو جائز اور مستحب سمجھتا ہے، تو ملت اسلام سے خارج ہے۔

لطیفہ۔

ہم نے فقہاء کرام کی کتابوں میں طواف زیارت، طواف صدر، اور طواف قدوم، کی اصطلاحات نہ تھے، لیکن ان تین قسم کے طواف کے علاوہ طواف الاستیناس جو کہ قبر سے ہو، کبھی نہیں سنا ہے۔ یہ مولوی صاحب کی اپنی منطق ہے۔

عبارات فقہائے کرام در بارہ طواف من القبور

ماخذ نمبر ۱۔ انبیاء اور اولیاء کی قبروں پر سجدہ کرنا، اور قبروں پر طواف کرنا، اور ان سے دعا مانگنا اور ان کے نام کی نذر ماننا حرام ہے، بلکہ ان میں سے بعض چیزیں کفر تک پہنچا دیتی ہے۔۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۴۱۴)

ماخذ نمبر ۲۔ ملا علی القاریؒ لکھتے ہیں۔

لا یطوف ای لایدر حول البقعة الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة المنیة لیمرم حول
قبور الانبیاء والاولیاء وغیره بما یفعله العلة البهية ولو کالوا فی صورة المشائخ والعلماء (شرح
المناسک لملا علی القاری)

ترجمہ۔ روضۃ منورہ کے گرد طواف نہ کرے، کیونکہ یہ خصوصیات کعبہ شریفہ
میں سے ہے، پس انبیاء اولیاء وغیرہ کے قبروں کے گرد گھومنا حرام ہے، جس
طرح کے بعض جاہل عوام کرتے ہیں اگرچہ مشائخ اور علماء کی صورت میں ہوتے
ہیں۔

ماخذ نمبر ۳۔ علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں۔

الا ترى انه لا يجوز الطواف حول سائر البیوت تشبها بالطواف حول الکعبة (بحر الرائق
ج ۲ ص ۱۶۳)

ترجمہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر گھر کے گرد طواف ناجائز ہے، کعبہ کے ساتھ
مشابہت ہونے کی وجہ سے۔

ماخذ نمبر ۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں۔

لا يجوز ما یفعله الجہال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف حولہا واتخاذ السرج والمساجد
علیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد یسمنہ عرسا (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۵۶)

ترجمہ۔ قبور اولیاء کے ساتھ جہلاء جو کرتے ہیں سجدہ کرنا اس کے ارد گرد طواف
کرنا، روشنی لے جانا ان پر مساجد بنانا اور ہر سال عید کی طرح وہاں جمع ہونا، جسے وہ
عرس کہتے ہیں۔ سب ناجائز ہیں۔

ماخذ نمبر ۵۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔ طواف کرنا قبر کا حرام ہے، تالیفات رشیدیہ ص ۱۵۴)

ماخذ نمبر ۶۔ بہر صورت ملحوظ رہے کہ زیارت قبور کے وقت نہ قبر کو ہاتھ لگائے اور نہ بھوسہ دے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے، قبر کا طواف کرنا سخت گناہ ہے۔ (مظاہر حق ج ۲ ص ۱۷۰)

ماخذ نمبر ۷۔ قبر کے ارد گرد تین مرتبہ پھرے، یا تین سے کم یا زائد، شربانا جائز اور حرام ہے۔ اور ایسا مرتکب جو کہ حرام پر مصر ہو، فاسق ہو جاتا ہے، اور اگر جائز اور مستحب سمجھ کر، کسی نے طواف کیا ہو، تو یہ موجب کفر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۴۱۳)

الفصل الثامن فی عقیدۃ حیاۃ الاموات

مسئلہ حیات کا پس منظر اور مناظرہ یار حسین میں فتح اور شکست قافلہ حسینی کے سر بکف مجاہدین میں شیخ القرآن امام محمد طاہر صاحبؒ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ شیخ التفسیر مولانا قاضی نور محمدؒ، شمس المحدثین قاضی شمس الدینؒ، پیر طریقت امام الدعوۃ مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ، امام اہل سنت سید محمد حسین شاہ صاحب نیلویؒ وغیرہم شامل ہے۔ یہ وہ منصور مجاہدین اور قافلہ توحید و سنت کے سپہ سالار ہیں، کہ نصرت خداوندی نے قدم بہ قدم ان کا ساتھ دیا۔ یہ حضرات ہر باطل کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے، مخالف کا تیغ و تبران

کے پائے ثبات کو کبھی متزلزل نہ کر سکا، جس فتنے نے سر اٹھایا ان حضرات نے انہیں کچل دیا، پیغمبر اسلام کی شان میں جو زبان گستاخ ہوئی اسے کھینچ لیا، توحید و سنت کے بیان کرنے کے جرم میں بیڑیاں، ہتکڑیاں، اور گولیاں ہر قسم کے تکلیفوں کو برداشت کیا، لیکن کبھی حق کی آواز کو پست نہیں ہونے دیا، پورے عالم اسلام کے علمی طبقوں نے ان مخلصین کے مخلصانہ خدمات کی تحسین کی، اہل حق و انصاف نے ان کے علم و عمل اور روشن کردار کا اقرار کیا، مگر افسوس جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے، کہ مخالفین کے ساتھ حاسدین کی تحریکیں بھی شامل ہو کر، مقبولین کو ہمیشہ بدنام کرنے میں شریک رہی ہیں۔

ان دار ثمان نبوت کے ساتھ بھی ایسا معاملہ پیش آیا بعض ایسے افراد جو اپنے آپ کو دیوبند کی طرف منسوب کرنے کے باوجود اور دیوبند کے نام پر ٹکڑے کھانے کے باوجود بھی خدمت توحید و سنت سے بالکل محروم رہے، ظاہری ٹیپ ٹاپ، تصنع اور پیری مریدی کے ذریعہ شہرت کے خواہاں تھے، انہوں نے اپنے جذبہ شہرت کی تسکین طلبی کی خاطر ان پاکبازان امت کو بدنام کرنے کیلئے مسئلہ موت و حیات وغیرہ کو اچھال کر بطور آلہ کار استعمال کیا، ان کے خلاف جھوٹے الزامات و افتراءات، تراشے، اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے ان اللہ والوں کی شبیہ بگاڑ کر، لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش شروع کر دی، ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کی، جن کے خلاف وہ خود برسرِ پیکار تھے۔ ان کی تحریروں اور ان

کی تقریروں کو تھوڑ موڑ کر ان پر کئی قسم کے فتوے لگائے، دراصل ان حاسدین کو اختلاف مسائل توحید و سنت میں تھا، اور ہے۔ لیکن حاسدین کو اچھی طرح معلوم تھا، کہ یہ حربہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اسلئے انہوں نے مسئلہ موت و حیات کے رنگ میں، آواز حق کو دبانے کی کوشش کی، مگر ہوا کیا؟ دشمن کا کوئی وار کامیاب نہیں ہوا، محبت رسول سے سینے لبریز کرنے والے اور قرآن اور سنت کے انوارات کے امین و ارثان انبیاء کرام نے سینہ سپر ہو کر ہر ایک کا مقابلہ کیا، اور دشمن کو ہر میدان میں دم دبا کر بھاگنا پڑا۔ بعد میں یہ حاسدین پاکستان میں دو گروہوں میں تقسیم ہوئے،۔ ایک گروہ وہ ہے جن کا اکثر تعلق صوبہ خیبر پختون خواہ سے ہے۔ یہ وہی بریلویوں رضاخانیوں کی ایماء پر چلنے والے صاحب بصائر کی تیار کردہ کمپنی ہے اور دوسرا گروہ وہ تھا، جن کا تعلق اکثر پنجاب سے ہے، یہ وہی ایجنسیوں کی ایماء پر چلنے والا ماسٹر امین اکاڑوی صاحب کا تیار کردہ گروہ ہے۔ یہ دونوں فریق حیات اموات دنیوی، جسدی، عنصری حقیقی، کاملہ، تامہ، مع استشفاع، استمداد، معرفت میت، رویت میت، علم میت، باحوال الزائر کے قائل ہیں۔ جب کہ دونوں گروہوں کا تعلق آج کل جمیعت علماء اسلام سے ہے۔ اور دونوں فریق یہیں چندا کوئی فرق نظر نہیں آرہا ہے، مگر اتنا فرق ضرور ہے، کہ اول الذکر فریق تو بے محک بریلوی حضرات کے صف میں کھڑے ہوئے ہیں۔

جیسا کہ با قبل تحریرات سے ظاہر ہوا اور فریق ثانی منافقت، اور دجل کا لباس پہن کر، علم غیب، حاضر ناظر تصرفات مافوق الاسباب، اور غیر اللہ کی سورد و پکار جیسے مسائل کو فردعی قرار دے کر ایسے عقائد کے معتقدین کا دفاع کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ ان رضاخانیوں کے شیعوں پر تقریریں کرتے ہیں اور ان کی شیعوں سے حق پرست علماء کو چیلنج کرتے ہیں، جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔ لیکن ان کا طریقہ واردات رضاخانیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ رضاخانی علی الاعلان اکابر دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں اور یہ لوگ تقیہ کے لباده بھی دہندہ کرتے ہیں، اور انہوں نے انتہائی دغلی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ بظاہر تو اکابر کی اتباع کا خوب دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے مخصوص مسائل میں قرآن و سنت کے دلائل و براہین سے خالی دامن ہونے کی وجہ سے عبارات اکابر ہی میں سر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اندرون خانہ اکابر کی تحقیقات کے نہ صرف پرچے اڑاتے ہیں۔ بلکہ حضرات اکابر کی تفسیق و تکفیر کرنے سے بھی نہیں چوکتے، بہر حال عقیدہ حیات اموات بقیود مذکورہ ہمارے اور ان دونوں فریق کے درمیان نزاعی عقیدہ ہے۔ ہمارا نزاع اور جھگڑا اس مسئلہ میں تقریباً ۶۵ سال سے ہے، اسی ۶۵ سال کے دوران ہمارے اور ان کے درمیان بے شمار مناظرے اور بحثیں ہوئی ہیں، لیکن بہت کم مناظروں میں کوئی صحیح نتیجہ سامنے آیا۔ اگرچہ شکست پانا

تو مبتدعین کی عادت مستمرہ ہے۔ ان مناظروں میں ایک مناظرہ بتاریخ ۱ اگست

۲۰۱۵

بمقام ترخہ یار حسین میں ہوا جس میں راقم الحروف کی تقرر، بھی معاون کی حیثیت سے ہوئی تھی۔ تمام انسانوں کے دل رب کائنات کے دست قدرت میں ہیں جس طرف انہیں پھیرنا چاہے تو پھیرتے ہیں۔ نصف صدی سے زائد کا شدید نزاع جس کے ختم کرنے میں بہت کوششیں ہوئی تھی، مگر ختم نہیں ہوئی تھی، لیکن جب مشیت ایزدی کو منظور ہوا تو تین گھنٹوں میں اس شدید نزاع کو ختم کر کے معاملہ کو صاف کیا۔

اور مخالفین کو اپنے سابقہ فاسد عقیدے سے دست بردار کر دیا۔

ناظرین کرام ہم سب سے پہلے مخالفین حضرات کا سابقہ عقیدہ ان کی سابقہ تحریرات کے آئینہ میں آپ کے سامنے رکھتے ہیں، اور بعد میں مناظرہ کی مختصر سی روئداد تحریر شدہ شقوق کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

مخالفین کی سابقہ تحریرات کے آئینہ میں ان کا اصل عقیدہ

مخالفین کا عقیدہ بطور دعوی تھا کہ تمام اموات، نبی شہید مومن، کافر،۔۔۔ اپنے قبور ارضیہ میں بایں معنی زندہ ہے، کہ ان کے اجساد عنصریہ میں اعادہ روح ہو چکا ہے، یا روح تو اپنے مستقر میں ہے، لیکن روح کا بدن عنصری کے ساتھ تعلق حیات باین معنی قائم ہو چکا ہے، کہ بدن عنصری میں حیات دنیویہ، جسدیہ، عنصریہ،

حقیقہ کاملہ، تامہ، غیر برزخیہ پیدا ہو چکی ہے۔ حوالہ جات ان حضرات کی کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ شیخ الحدیث مولانا سر فراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں، اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک ہے، کہ میت جب قبر میں دفن کر دی جاتی ہے، تو اس کی روح اس جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے، یہ اعادہ بالجملہ (پورا) ہوتا ہے۔ بایں طور کہ روح بکمال پورے جسم میں داخل ہو جائے جیسا کہ دنیا میں داخل تھی، یا فی الجملہ یعنی اس قدر روح کا جسم سے اتصال اور تعلق ہو، جس سے راحت و تکلیف کا احساس ہو سکے۔ (تسکین الصدور ص ۱۰۷)

۲۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں، قبر اور برزخ میں مومنین اور کفار سب کو ارواح لوٹا دئے جاتے ہیں۔ (تسکین ص ۲۳۱)

۳۔ اور تیسری جگہ لکھتے ہیں۔ یہ دنیوی حیات ہے۔ تسکین الصدور ص ۲۶۰، ص ۲۸۵

۴۔ اور چوتھی جگہ لکھتے ہیں۔

یہ جسمانی حیات ہے۔ ص ۲۳۳

۵۔ پانچویں جگہ لکھتے ہیں۔ کہ حیات تامہ کے ساتھ زندہ ہے۔ ص ۳۵

۶۔ چھٹی جگہ لکھتے ہیں۔

اس عبارت سے حضرات انبیاء کی حقیقی اور جسمانی حیات پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔ ص ۲۳۳

۷۔ ساتویں جگہ لکھتے ہیں۔

حضرات انبیاء کرام کی قبر میں زندگی دنیوی ہے، لیکن دنیوی زندگی کے تمام لوازمات اس کے لئے ضروری نہیں ہیں۔ ص ۲۵۸

۸۔ صاحب رحمت کائنات مولوی قاضی زاہد الحسنی صاحب لکھتے ہیں۔

کہ حضرات انبیاء دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ص ۲۸۵

۹۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ص ۲۳۵۔

۱۰۔ تیسری جگہ لکھتے ہیں۔ ایسے زندہ ہیں کہ قبر سے باہر بھی آتے ہیں۔ اور بچے

بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ص ۷۲

۱۱۔ چوتھی جگہ لکھتے ہیں۔ کہ انبیاء کرام نہیں مرتے۔ ص ۲۲۳

۱۲۔ فریق مخالف کے نزدیک مسلم اور محرف کتاب المہند شریف لکھتے ہیں۔

حیاء دنیویۃ لا برزخیۃ ص ۳۳

۱۳۔ مفتی فرید صاحب کافر زندار جہند مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں۔

الانبياء لا يموتون بل مستقلون من دار الفناء الى دار البقاء

(ضروری فقہی مسائل جز ۲ ص ۱۱۲)

۱۴۔ محمد اعظم مردانی صاحب لکھتے ہیں۔ یہ دنیوی حیات ہے برزخی نہیں۔
(حیات الانبیاء بعد وفات الانبیاء ص ۱۹)

۱۵۔ مولوی حمد اللہ جان صاحب لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی حیات بغیر مکلف ہونے کے دنیاوی حیات کی طرح ہے، اور یہ حیات آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے اور شہداء کے ساتھ بھی مخصوص ہے، کیونکہ یہ حیات برزخی نہیں ہے، کہ تمام مسلمانوں بلکہ تمام آدمیوں (لوگوں) کو حاصل ہے۔ (البصائر ۶۱)

۱۶۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء اور شہداء کی حیات دنیاوی ہے۔ (البصائر ۶۲)

۱۷۔ تیسری جگہ لکھتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے جد امجد بعد الوفات اس کے دادی کے پاس آتے، اور بچوں کے لئے ان کو مٹھائی دیتے تھے، اور کہتے کہ کسی کو نہ بتانا۔ (البصائر ص ۹۰، ۱۰۵)

۱۸۔ چوتھی جگہ لکھتے ہیں۔ روح کا جسد کے ساتھ تعلق کلی ہے اس اعتبار سے کہ

صلاة و قرئت کا کرنا، اور زمینوں اور آسمانوں میں سیر کرنا۔ (البصائر ۱۱۶)

۱۹۔ مولوی عبد الحفیظ مکی لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہے۔ اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے، آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو،۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۱۱)

۲۰۔ مولوی منیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا دنیوی حسی، حقیقی، جسم، انور، قبر اطہر میں زندہ ہے،۔ اس لئے اس قبر کی حیات کو حیات دنیوی، حیات حسی، اور حیات حقیقی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور چونکہ قبر عالم برزخ کا حصہ ہے، اس لئے اس کو حیات برزخی کہا جاتا ہے۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۲۷)

۲۱۔ میت غسل دینے والے کی مدد کرتے ہیں، اور پھر ہوا میں اڑ کر مکہ اور مدینہ جاتے ہیں۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۸۷)

۲۲۔ اگر ہم یہ عقیدہ رکھے، کہ ہم مشرق یا مغرب سے درود شریف پڑھے، اور حضور ﷺ اپنے روزہ اطہر میں سماع فرما رہے ہیں۔ تو یہ بھی عقل کے خلاف نہیں ہے۔ (خوشبو والا عقیدہ ص ۱۱۲)

۲۳۔ مفتی سید قمر لکھتے ہیں۔ ہمارے اور ہمارے مشائخ کرام کے نزدیک آنحضرت ﷺ قبر شریف میں زندہ ہے، اور آپ کی یہ حیات طیبہ عام مومنین یا عام

لوگوں کی طرح برزخی ہی نہیں ہے، بلکہ عالم برزخ میں دنیوی ہے۔ (حیات الانبیاء بعد وفات الانبیاء ص ۲۴)

۲۴۔ مولوی عبد الحمید صاحب لکھتے ہیں۔ اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء ﷺ اور شہداء کے ساتھ اور برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو، (اظہار الحق ص ۴۰)

۲۵۔ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری لکھتے ہیں،۔ مسئلہ حیات موتی کا ہے۔ (حیات الاموات ص ۸، ۱۲۷)

۲۶۔ صاحب غوث العباد لکھتے ہیں۔

ان الانبیاء علیہم السلام یخرجون من قبورہم بابدانہم الحقیقیۃ (غوث العباد مع البصائر للدا جوی ص ۲۶۲)

ترجمہ۔ بے شک انبیاء اپنی قبور سے حقیقی ابدان (ابدان عنصریہ، کے ساتھ نکلتے ہیں)۔
نوٹ۔ غوث العباد مصطفیٰ ابو یوسف الحمای صاحب کی وہ کتاب ہے، جو بصائر مولوی حمد اللہ جان صاحب کے ساتھ ملحقانہ طور پر ترکی وقف الاخلاص سے شائع ہوئی ہے۔

۲۷۔ اسی طرح

حیاتہم وماتہم (ای الاموات) سواء (د حق تورہ لمولوی مشتاق احمد صدیقی ص ۲۶)

۲۸۔ مفتی فرید صاحب لکھتے ہیں انبیاء قبور میں ایک دفع وفات کے بعد حیات دنیوی کے ساتھ زندہ ہیں، یعنی ان کے ارواح، ان کے اجساد میں دوبارہ داخل ہوئے ہیں۔ (فتاویٰ فریدیہ ج ۱، ص ۴۳۰)

ان عبارات سے بغیر کسی تامل کے وہی عقیدہ ظاہر ہے، جو ہم نے ان عبارات سے قبل لکھا ہے۔ اب ہم وہ اتفاقی تحریر ناظرین کرام کے سامنے رکھتے ہیں، اور پھر اس کا اور ان حضرات کے سابقہ عقیدہ کا تقابل ذکر کرتے ہیں۔ تو خود بخود عوام الناس کو لازمی طور پر یہ نتیجہ سامنے آئے گا، کہ مخالفین نے اپنے عقیدہ سابقہ پر ایسی ضرب لگائی ہے، جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

تحریر

تحریر میں نبی ﷺ کا لفظ لکھا ہے، لیکن ہم نے ان کی عبارات سے ثابت کیا کہ جھگڑا تمام اموات کی حیات میں ہے۔ اور مناظرہ میں بھی ہم نے اس پر زور لگایا تھا، جو کہ رکارڈ پر موجود ہے۔

تقابل

جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے۔

پہلی شق میں فریق مخالف نے اس بات پر اتفاق کیا کہ نبی ﷺ (تمام اموات) کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے۔ کیونکہ موت ان پر آچکی ہے۔ اور دنیاوی موت

کامکر کا فر ہے۔ دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے۔ یعنی اب جو زندگی ان کو بعد الموت حاصل ہے، وہ دنیاوی نہیں،۔ یہ عبارت ملحوظ رکھو! اور پھر مولانا سرفراز خان صفدر کے عبارات پر نظر کرو۔

یہ دنیاوی حیات ہے۔ (تسکین ص ۱۶۰، ۲۸۵)

یہ جسمانی حیات ہے۔ ص ۲۳۳

حضرات انبیاء کرام کی قبر میں زندگی دنیوی ہے، تسکین ص ۲۵۸

اس عبارت سے حضرات انبیاء کی حقیقی جسمانی حیات پر خاص روشنی پڑھتی ہے۔ ص ۲۳۳

حیات دنیوی کے مماثل ہے۔ ص ۳۹

اسی طرح قاضی زاہد السینی صاحب کی عبارات پر نظر ثانی کرو!

حضرات انبیاء دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ ہے۔ رحمت کائنات ص ۲۸۵۔

حقیقی دنیاوی زندگی ہے۔ ص ۲۳۵

ایسے زندہ ہیں کہ قبر سے باہر بھی آتے ہیں۔ اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ رحمت

کائنات ص ۷۲

انبیاء نہیں مرتے۔ ص ۲۲۳

اسی طرح دیگر حضرات کے عبارات کو بھی غور سے پڑھو۔

ناظرین کرام عدل و انصاف کی لگام کو تھامے ہوئے ذرا فیصلہ آپ خود کریں۔ کہ مخالفین نے کس طرح اپنے اکابرین کے گردنوں پر کلہاڑیوں کے سخت وارے کئے

وہ طعنے ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

دوسری شق میں فریق مخالف نے اس بات پر اتفاق کیا کہ نبی ﷺ (تمام اموات) کو حیات برزخیہ حاصل ہے،۔ ناظرین کرام یہ عبارت ملحوظ رکھو۔ اور پھر مولوی سرفراز خاں صفدر اور قاضی زاہد الحسنی صاحب اور بالخصوص مخالفین کے نزدیک مسلم محرف کتاب المہند شریف کی عبارت

حياة دنیویة لا برزخیة

اور مولوی محمد اعظم مردانی کی عبارت کہ یہ دنیوی حیات ہے برزخی نہیں۔ اور مولوی حمد اللہ صاحب کی عبارت کیونکہ یہ حیات برزخی نہیں ہے۔ اور مولوی عبد الحفیظ مکی کی عبارت برزخی حیات نہیں ہے۔

اور مولوی سید قمر کی عبارت

برزخی ہی نہیں ہے بلکہ عالم برزخ میں دنیوی ہے۔

اور مولوی عبد الحمید کی عبارت

اور برزخی نہیں ہے۔

پر نظر ثانی کرو، اور پھر انصاف کے ساتھ فیصلہ خود کرو۔

وہ طعنہ ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

تیسری شق میں مخالفین نے پھر تاکید اعود کر کے دوبارہ لکھا۔ یہ حیات دنیوی نہیں
تاکید اس لئے کرتے ہیں، کہ چونکہ فاسد عقیدے سے براءت کا اعلان کرتے ہیں
۔ شاہد ان کے دلوں میں یہ تھا، کہ کوئی ہمارا تو نہیں مانے گا، اس لئے تاکید کی
ضرورت محسوس کی۔

ناظرین کرام آپ حضرات سے بھی التماس اور التجاء ہے کہ آپ بھی مخالفین
حضرات کے لئے اس عقیدہ صحیحہ پر رب کائنات سے استقامت کی دعا فرمائیں،
اور ہم بھی ان شاء اللہ دعائیں کریں گے۔ کیونکہ ان حضرات کا سابقہ عقیدہ حیات
دنیوی جسدی، غصری۔ الخ فرق ضالہ اور فرق مبتدعہ کا عقیدہ ہے۔

عقیدۃ الحیۃ الدنیویۃ دون البرزخیۃ بعد الموت عقیدۃ الفرق
الباطلۃ

یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے، (الفرق بین الفرق للامام عبد القاهرؒ ص ۲۵۹) (کشف
المغالطات لخطیب اسلام علامہ محمد ابراہیم واعظ دہلوی ص ۳۵، ۱۰۳، ۱۷۷) (۱)
کتاب التعریفات للبحر جانیؒ ص ۹۴) (تلخیصات العشر للتھانوی ص ۱۳۷)
یہ فرقہ باطلہ سالیہ کا عقیدہ ہے، (تلبیس ابلیس لابن الجوزیؒ ص ۷۹)
یہ بریلویوں رضاخانیوں کا عقیدہ ہے، (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۶۱۱) (ملفوظات اعلیٰ
حضرت حصہ سوم ص ۲۷۲) (توضیح البیان لغلام رسول سعیدی ص ۷۲)

یہ شیعہ کا عقیدہ ہے، (اصول کافی)

یہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے، (احمد صادق ص ۴۹) (شان خاتم الانبیاء ص ۱۶) (محمد خاتم النبیین ص ۱۲۹) ندائے حق ج ۱ ص ۵۲۶، ۵۲۷

یہ معطلہ کا عقیدہ ہے (القصیدۃ النونیۃ للامام ابن القیم ص ۱۲۰ تا ۱۳۶)

اشاعت التوحید والسنة کا عقیدہ بطور جواب دعویٰ

ہمارا جواب دعویٰ یہ ہے کہ کوئی میت اپنی زمینی قبر میں بائیں معنی عادیۃ زندہ نہیں ہوتی کہ اس کی روح جسد عنصری کے اندر لوٹ آئی ہو، یا روح کا تعلق تصرف بدن کے ساتھ قائم ہو چکا ہو، جس کی وجہ سے بدن عنصری میں حیات دنیویہ حقیقیہ پیدا ہو چکی ہو۔ (السلک المنصور ص ۵۷)

جماعت اشاعت التوحید والسنة حیات برزخیہ کے پہلے بھی قائل تھے، اور اب بھی اور ان شاء اللہ آئندہ بھی۔

ہمارے اکابرین کی کتابوں سے حیات برزخیہ کی اثبات پر چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ شیخ القرآن امام الانقلاب قرآنی مولانا محمد طیب طاہر کی مدظلہ العالی رقم طراز ہے مرنے کے بعد ہر مکلف کو اس کے ایمان اور اعمال کے مطابق ایک نئی زندگی ملتی ہے، جسے عالم برزخ کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے حیات برزخیہ کہتے ہیں۔۔۔۔ (سلک الاکابر ص ۱۱)

۲۔ محقق دواراں علامہ محمد حسین شاہ نیلویؒ فرماتے ہیں۔

ہم اہل سنت والجماعت کا حیات الانبیاء والشہداء والاؤلیاء کے بارے میں یہ عقیدہ ہے۔ کہ انبیاء کو حق تعالیٰ جل شانہ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے۔ جو شہداء کرام کی حیات سے ممتاز اور بلند و بالا اور ارفع انفع اوقع، اعلیٰ اجلیٰ اقویٰ، اعلیٰ اصفیٰ، ازکی اسنی، اشہیٰ، احظیٰ، اعجل، افضل، اکمل، ادوم، اقوم، اتم، اہم، اعظم، اطیب، اقدس ہے۔ مگر یہ زندگیاں نہ دنیاوی ہے اور نہ دنیا کی سی ہے۔ اور دنیا کے اعتبار سے انبیاء کرام، شہداء عظام، سب کے سب اموات میں داخل ہیں اور ان کی وہ برزخی حیات ان پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں۔ (عقائد علماء دیوبند ص ۱۲)

۳۔ شمس المحدثین قاضی شمس الدینؒ فرماتے ہیں۔ حیات الانبیاء اسی نوع کی جو نبی ﷺ نے بل احياء و لكن لا تشعرون کی فرمان خداوندی کی تفسیر میں بیان فرمائی ہے۔ مگر کیفیت میں شہداء سے زیادہ برتر و بالاتر افضل و اکمل ہے، لیکن جس طرح شہداء کے لئے برزخی حیات ہے، اس سے اعلیٰ و افضل انبیاء کرام کے لئے بھی ہے۔ (مسائل العلماء فی حیات الانبیاء ص ۲۳۶)

۴۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ فرماتے ہیں۔

برزخ میں انبیاء کرام کو جو حیات حاصل ہے، وہ ہمارے ادراک اور حواس سے بالا ہے۔ لیکن حیات شہداء سے بلند اور اعلیٰ ہے۔

اور پھر سید الانبیاء کی حیات تمام انبیاء کی بنسبت ارفع و اعلیٰ و اتم و اکمل ہے۔ جو اہر القرآن ج ۱ ص ۱۹۴)

۵۔ مناظر اسلام سرمایہ اہل سنت و الجماعت علامہ خضر حیات صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

ہم اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ نے شہداء کرام کو ایک قسم کی حیات برزخی عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام کو بالخصوص امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو بھی موت کے بعد ایک مخصوص اور ممتاز حیات برزخی عطا فرمائی ہے، مگر یہ حیات نہ دنیاوی ہے اور نہ لفظ میت کے اطلاق کے منافی ہے۔ اور نہ ارواح مبارکہ اجساد عنصریہ (ابدان دنیوی) میں داخل ہے، اور نہ ارواح مبارکہ کا اجساد عنصریہ کے ساتھ تعلق تصرف ہے۔ (المسک المنصور ص ۱۳۹)

۶۔ مناظر اسلام علامہ مفتی توصیف احمد صاحب البرہان الجلی ص ۱۰، شیخ امداد الحق صاحب مدظلہ العالی مسئلہ حیات الانبیاء میں مسلک اعتدال ص ۶، کشمیری وقت الشیخ عارف شہید طاہری البرہان الجلی ص ۸۳، محقق دوراں سید عبد المقدس باچا صاحب تحقیق الحق ص ۲۴۱، شیخ الحدیث مولانا محمد یار بادشاہ صاحب مسلک الاکابر ص ۴۵، مولانا سید سجاد بخاری صاحب اقلۃ البرہان ص ۱۵۵، اور سید عنایت اللہ شاہ گجراتی بھی یہی لکھتے ہیں۔

اب جن حضرات کا یہ عقیدہ ہو، کہ جماعت اشاعت التوحید والسنّت والے علماء دیوبند کے خلاف لکھتے اور کہتے ہیں، تو وہ حضرات علماء دیوبند کی کتابوں سے مشت نمونہ از خروارے چند حوالہ جات تائید الملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں۔

حدیث میں نص ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہے۔ اور آپ کو رزق پہنچتا ہے۔۔۔ مگر یاد رہے اس حیات سے مراد ناسوتی (دنوی) نہیں۔

وہ دوسری قسم ہے جس کو حیات برزخی کہتے ہیں۔ (اشرف الجواب ص ۲۵۲، ۲۵۳، مواعظ اشرفیہ ص ۶۳۴)

۲۔ مفتی اعظم ہند علامہ کفایت اللہؒ فرماتے ہیں۔

ہاں انبیاء کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے۔ جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے، اور شہداء کو ایسی حیات عطا ہوئی ہے۔ جو اولیاء کرام کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے، مگر یہ زندگیاں دنیا کی زندگی سے علیحدہ ہے کیونکہ دنیا کی زندگی کے لوازم ان میں پائے نہیں جاتے۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۸۸)

۳۔ مفتی عزیز الرحمن مفتی اول دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

کہ انبیاء کرام کی حیات شہداء کی حیات سے بھی اقویٰ اور اتم ہے، اور مراد اس حیات سے حیات دنیوی ظاہری نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لہذا احکام اموات ظاہریہ سب پر جاری ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۳۲، ص ۳۷۶)

۴۔ مفتی مہدی حسن دیوبند فرماتے ہیں۔

محققین اکابر کی تحقیق ہے، کہ حضور ﷺ کو حیات برزخی حاصل ہے، جو اس حیات دنیوی سے بدرجہ بڑھ چڑھ کر ہے۔ (ماہ نامہ تعلیم القرآن بابت ماہ اپریل ۱۹۸۵ ص ۶۱)

۵۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں۔

حیات دنیوی ظاہری کا تو کوئی بھی قائل نہیں، قرآن کریم کی اتنی مخالفت کون کر سکتا ہے، جو قائل ہے وہ حیات برزخی کے قائل ہیں۔ (رسالہ تعلیم القرآن بابت ماہ جنوری ۱۹۶۰ ص ۳۲، مقام حیات ڈاکٹر خالد محمود ص ۲۳۶)

۶۔ علامہ ظفر احمد عثمانی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی ﷺ تو قبر مبارک میں زندہ ہے تو ان کی طرف سے کی جانے والی قربانی زندہ کی طرف سے ہوگی نہ کہ میت کی طرف سے۔ تو ہم جواب دیتے ہیں کہ وہ دوسری قسم کی حیات ہے جو دنیوی حیات کی جنس سے نہیں۔ پس آپ اس دنیوی حیات کے اعتبار سے تو میت ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱ ص ۲۷۲، امداد الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰)

۷۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین دیوبندی فرماتے ہیں۔ ان کی زندگی ناسوتی اور عنصری نہیں بلکہ اس کے برعکس ایسی زندگی ہے، جس کی کیفیت تامہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ (نظام الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۶)

۸۔ مولوی عبدالکریم گتھلوی والد مکرم مولانا عبدالشکور ترمذی فرماتے ہیں۔ انبیاء کی حیات بعد الموت حیات برزخیہ ہے جو دوسرے اموات کی حیات برزخیہ سے اقویٰ و اشدد ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰)

۹۔ شاہ محمد اسحاق جو علماء دیوبند کے اساتذہ میں سے ہے فرماتے ہیں۔ وہاں کی حیات دنیوی حیات کی مماثل نہیں، بلکہ حیات دنیوی کے احکام اور ہے، اور وہاں کی حیات (برزخی) کے احکام اور ہے۔ (مسائل اربعین ص ۳۷)

تنبیہ۔ یاد رکھیں۔ شق ثانی میں جو لکھا گیا ہے۔

نبی ﷺ پہ حیات برزخی سرھ پہ چل قبر کہے۔۔ الخ

تو قبر سے مراد یہاں فقط مخصوص گڑھا نہیں، بلکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے۔ جیسا کہ اکابرین علماء دیوبند کا نظریہ ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائے۔

(۱) حقانی عقائد اسلام لمولانا عبدالحق ص ۱۲۸، ۱۲۹۔ ص ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۶ (۲)۔

اشرف الجوانب لمولانا اشرف علی التھانوی (۳) جو اہر الایمان لمولانا مفتی کفایت اللہ ص ۶ (۴)۔ سیرۃ النبی سید سلیمان ندوی ج ۲ ص ۳۵۱ (۵)۔ کشف المغالطات لمولانا محمد ابراہیم واعظ دہلوی ص ۲۲۷، ۲۲۸ (۶) عقائد اسلام لمولانا محمد

اور یس کاندہلوی (۷) رسالہ عالم برزخ ص ۲۵۰ (۸)۔ لکھنؤ الفرائد حاشیہ شرح
العقائد لمولانا محمد حسن سنہ ۱۷۱۱ھ (۹) لغات المستفیع فیخ الہند مولانا
محمود حسن دیوبندی ج ۱ ص ۱۹۸ (۱۰) (مجالس الحکمت ص ۱۲۳ علامہ اشرف
علی التھانوی)۔ تلمک عشرۃ کاملۃ

ان سب اکابرین نے ثواب و عقاب کے مسئلہ میں قبر کی مفہوم میں توسیع کر کے،
قبر سے عالم برزخ مراد لیا۔

تنبیہ۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہونے کا یہ مطلب جماعت اشاعت التوحید والسنۃ
قطعاً بیان نہیں کرتے، کہ گھڑا مخصوص قبر ہی نہیں اور ثواب و عقاب کا اس سے
کوئی تعلق نہیں، جیسا کہ فرقہ عثمانیہ کا عقیدہ ہے۔ کیونکہ جب اشاعت والوں نے
تعلق ارواح (مجہول الکلیف غیر معلوم الکلیف) باجساد عنصریہ کو تسلیم کرتے ہیں تو
پھر عذاب و ثواب قبر مخصوص کی انکار کا کیا معنی؟ لیکن قبر سے عالم برزخ ہونے
کا مطلب یہ ہے کہ ثواب و عذاب قبر عالم برزخ میں اصابت ارواح پر جاری ہوتا
ہے۔ اور ابدان عنصریہ اس کے تابع ہیں۔

بہر حال قبر سے مراد عالم برزخ لینا، اشاعت والوں کا خانہ ساز ایجاد نہیں، بلکہ اس
مسئلہ میں وہ اکابرین دیوبند کی لگام تحقیق کو تھامے ہوئے ہیں۔

نوٹ۔ شق ثانی میں جو تعلق روح بجسد عنصری کی عبارت لکھی گئی ہے۔ تو الحمد للہ
جماعت اشاعت التوحید والسنۃ والے مطلق تعلق روح بجسد عنصری کے نہ ماضی

میں منکر تھے، اور نہ اب منکر ہے اور نہ آئندہ انکار کریں گے۔ اگرچہ تعلق ارواح بابدان عنصریہ کا ذکر قرآن و سنت صحیحہ اقوال صحابہ کرام و تابعین و اتباع تابعین میں نفی یا اثبات نہیں ملتی، لیکن چوتھی صدی کے بعد شارحین حدیث نے بعض احادیثوں میں تطبیق کے سلسلہ میں تعلق ارواح بابدان عنصریہ کا قول اختیار کیا، اسی وجہ سے ہم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر، تعلق مجہول الکیف غیر معلوم الکنہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اہل سنت کے تمام گروہوں کو برحق سمجھتے ہیں۔

نوٹ

ہماری جتنی کتابوں میں تعلق ارواح بابدان عنصریہ کی نفی کی گئی ہے، تو وہ مطلقاً تعلق کا انکار نہیں، بلکہ تعلق تدبیر و تصرف کا انکار ہے، اور اگر اس کی نفی سے مطلق تعلق کا انکار لازم ہو، تو پھر اگر کسی میں جرأت ہو، تو علامہ انور شاہ کشمیریؒ پر فتویٰ لگائے، کیونکہ وہ مشکلات القرآن کے اندر لکھتے ہیں۔

در قبر اصلاً تعلق روح ببدن نیست (ص ۱۳)

مفسر صاحب نے اس نفی کو تصرف کی نفی پر حمل کیا،۔ بہر حال ہم تعلق مجہول الکیف والکنہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت کے تمام گروہوں کو برحق سمجھتے ہیں۔

ہماری جماعت کی ترجمان کتابوں سے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائے۔

(۱) مسلک اکابر ص ۲۷- (۲)۔ جواہر القرآن ج ۱ ص ۱۹۴- (۳)۔ المسلك المنصور ص ۵۷ (۴)۔ مسالك العلماء ص ۲۳۸

(۵)۔ الشهاب الثاقب للعلامة قاضی شمس الدین صاحب ص ۵۵ (۶)۔ البصائر للشیخ القرآن ص ۲۱۶ (۷)۔ الجواهر الملتقة للشیخ کابگرا می ص ۱۵ (۸)۔ اقلۃ البرہان ص ۱۷۸- (۹)۔ ندائے حق ص ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۵۱، اسی طرح بے شمار صفحات ہیں، (۱۰)۔ رد منکرات ص ۴۳، ۴۴، ۴۵،

ہمارے اکابرین کی ان سب کتابوں میں تعلق کا ذکر موجود ہے، لیکن یہ ایسا تعلق نہیں جس کی وجہ سے ابدان عنصریہ میں حیات دنیوی پیدا ہو جائے،، اور ایسا تعلق بھی نہیں جس کی وجہ سے بدن عنصری میں افعال اختیاریہ، قیام و قعود، رویت، و معرفت وغیرہ پیدا ہو جائے، یعنی یہ تعلق تدبیر و تصرف نہیں۔ اور ایسا تعلق بھی نہیں جس کی وجہ سے سماع عند قبر النبی ﷺ یا سماع عند عاتۃ القبور اور استشفاع عند قبر النبی ﷺ کی جواز پیدا ہو سکے۔ پس جو لوگ اس تعلق کی وجہ سے یہ امور جائز سمجھتے ہیں اور سماع عند قبر النبی ﷺ اور استشفاع عند القبور و عند عاتۃ القبور کا عقیدہ رکھتے ہیں، وہ یقیناً سو فیصد اہل سنت و الجماعت کی اصول سے

منحرف ہیں ایک شبہ کا ازالہ

مخالفین کی بزعم خود ایک مضبوط شبہ، داجوی صاحب مولوی کفایت اللہ، ابوا لصابر سواتی ڈاکٹر مطہر شاہ صاحب، وغیرہم نے جن عبارات سے استدلال کیا ہے

تو وہ عبارات ان حضرات کی خانہ ساز ایجاد نہیں ہے، بلکہ یہ عبارات انہوں نے اکابرین اور علماء کے حوالے سے نقل کئے ہیں۔ لہذا اگر کوئی آدمی اس عبارات کی وجہ سے شرک یا بدعت و گمراہی کا فتویٰ لگاتے ہیں تو نعوذ باللہ یہ خطرناک فتویٰ اکابرین، اور علماء اسلام پر بھی لگتا ہے۔ حالانکہ ان اکابرین کرام کی حقانیت وللہیت پر ساری امت کی اتفاق ہے، اور ان کے خلاف یہ فتویٰ صادر کرنا عظیم جسارت ہے۔

جواب سے پہلے ہم بصد ادب و احترام عرض کرتے ہیں کہ یہ سارے مسائل عقائد سے متعلق ہیں۔ اور عقیدے کے مسئلے ہیں۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ باب عقائد میں اخبار آحاد سے، گاڑی نہیں چلتی چہ جائے کہ عبارات علماء کرام لیکن تقلید فی العقائد مبتدعین حضرات کی آبائی عادت ہے، اسی بنیاد پر یہ حضرات باب عقائد میں بھی اقوال اکابرین اور عبارات علماء کی طرف استناد کرتے ہیں۔

یک نشد دوشد دوشد دوشد

ایک کرتے ہیں تقلید فی العقائد اور دوسرا وہ بھی غیر مجتہد کی اور وہ بھی ایک کی نہیں بلکہ بے شمار حضرات کی، حالانکہ تقلید فروعی مسائل میں ہے، وہ مسائل جس میں نصوص خفی ہو، یا متعارض ہو، یا محتمل ہو، اور وہ صرف ایک مجتہد کی جیسا کہ داجوی صاحب لکھتے ہیں۔

یعنی تقلید صرف ایک مجتہد کی ہے، اور کبھی ایک کا ماننا اور کبھی دوسرے کا ماننا، حرام ہے، اسی طرح مقلدین کی تقلید، بھی جائز نہیں ہے، جیسا کہ داہوی صاحب لکھتے ہیں۔

اعلم ان المقلد یكون تمسك بقول مجتهد (البصائر ص ۱۷)

اور عقائد میں تو تقلید بالاجماع باطل ہے، جیسا کہ امام قرطبی ابن عطیہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

اجمعت الامة على ابطال التقليد في العقائد (القرطبی ج ۲ ص ۲۱۱)

اسی طرح علامہ آمدی فرماتے ہیں۔

ان التوحید لا يجوز فيه تقليد العالی للعالم (الاحکام ج ۱ ص ۱۵۴)

علامہ آلوسی سورۃ لقمان آیت نمبر ۲۱ کے تحت لکھتے ہیں۔

هذا ظاهر في منع التقليد في اصول الدين (روح المعانی)

دوسری بات یہ کہ اکابرین کرام ہمارے سر کے تاج ہیں ان کی مقام اپنی جگہ پر، لیکن شریعت کے دلائل چار ہیں، قرآن و حدیث و اجماع و قیاس مجتہد کیونکہ مسئلے کا حل اقوال نہیں بلکہ دلائل ہیں،

لطیفہ

ایک مرتبہ راقم الحروف اور مولوی محمد عرفان جگنائی اور مولوی محمد ذاکر سلیم خانی حفظہما اللہ مولوی حمد اللہ جان صاحب داجوی کی مجلس میں حاضر ہوئے، تو راقم الحروف نے ان سے مناظرہ حرم (جو کہ شیخ القرآن علیہ الغفران اور داجوی صاحب کے مابین حرم شریف میں ہوا تھا) داجوی صاحب اس مناظرہ میں شکست بے نظیر سے دوچار ہوئے تھے) کے بارے میں گفتگو کی، جب ہماری باتیں ختم ہوئی تو کچھ دیر بعد مولوی صاحب نے سراٹھا کر ہمیں بتایا کہ شیخ القرآنؒ نے میری بات حرم میں مانی تھی، راقم نے عرض کی، کونسی بات آپکی مانی تھی؟ اس نے کہا، کہ شیخ القرآنؒ نے وہاں اقرار کیا کہ انا مقلد لابی حنیفۃ فی الفروع لانی الاصول، یعنی میں فروعی مسائل میں امام صاحب کا مقلد ہوں اور اصولی مسائل (عقائد) میں اس کی تقلید نہیں کرتا، راقم نے عرض کیا، حضرت شیخ القرآنؒ کی یہ بات سولہ اے ٹھیک اور صحیح ہے، کیونکہ تقلید فروعی مسائل میں ہے، ایسے مسائل جس میں نصوص خفی ہو، یا محتمل ہو، یا متعارض ہو، باقی اصولی مسائل (عقائد) میں تو تقلید جائز نہیں ہے کیونکہ عقائد تو واضحات ہوتی ہے، مولوی صاحب غصہ ہوئے، اور راقم سے کہا، کونسی درجہ میں پڑھتے ہو، راقم نے عرض کیا اصول الشاشی پڑھتا ہوں، مولوی صاحب نے کہا، عقائد میں ہمارا امام کون ہے

۱۶۰

ہر ائم نے عرض کیا ابو منصور ماتریدی مولوی صاحب نے کہا، میں نے تو بھی یہ کہا، کہ ہم عقائد میں ان کے مقلد ہیں۔

بریں عقل و دانش بپاید گریست

مبتدیین کے اتنے بڑے مولوی کی یہ تحقیق سن کر آدمی کا عقل دھنگ رہ جاتی ہے۔ مولوی صاحب یا تو ابی اللہ ان یکریم قلوب البطالین بمکنون حکمة القرآن کا مصداق بن گیا ہے، یا تعصب اور تعنت کی پٹیاں ان کی آنکھوں پہ لگی ہوئی ہیں کیونکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ عقائد میں تقلید باطل ہے، البتہ کیفیات العقائد اور فہم العقائد من النصوص الگ چیز ہے۔ نفس عقائد اور کیفیات العقائد یعنی فہم العقائد من النصوص میں فرق نہ کرنا، یا غواہیت ہے اور یا غباوت ہم ابو منصور ماتریدی کا تقلید عقائد قطعی میں نہیں کرتے جو نصوص قطعیۃ الثبوت قطعیۃ الدلالة کے ساتھ ثابت ہے، بلکہ ہم فہم العقائد من النصوص میں ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اور معتزلہ و خوارج و وائض اور دیگر فرق باطلہ کے مقابلہ میں ان کا تعبیرات ہمارا مختار ہے، اور ان کے قول کو ہم فرق باطلہ کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں۔

اہل سنت و الجماعت کے مسلمات میں سے ہے، کہ عقائد کے باب میں نصوص قطعیۃ الثبوت قطعیۃ الدلالة درکار ہے، کتاب اللہ قطعی الثبوت قطعی الدلالة حدیث متواتر خواہ تواتر الاسناد یا تواتر الطبقة ہو، تواتر التعامل و التوارث ہو، یا تواتر

قدر مشترک ہو، اور اجماع امت بغیر اسی قسم کے نصوص اور دلائل سے عقائد کی گاڑی قطعاً نہیں چلتی قرآن کریم کی صاف تصریح ہے۔

وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً سورة النجم ۲۸

اکابرین امت کی چند تصریحات اس باب میں ملاحظہ فرمائیں۔
ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں۔

ان المحبر فی العقائد الادبۃ الیقینیۃ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۲۳)

۲۔ علامہ سعد الدین تفتازانیؒ فرماتے ہیں۔

لا عبرۃ للظن فی باب الاعتقادات (شرح المقاصد ج ۱ ص ۵)
اسی طرح فرماتے ہیں۔

ان الخبر الواحد علی تقدیر اشتمالہ علی جمیع الشرائط المذكورة فی اصول الفقہ لا یفید الا الظن ولا عبرۃ للظن فی باب الاعتقادات خصوصاً اذا اشتمل علی خلاف روایۃ وکان القول بموجبہ ما ینفی الی مخالفۃ ظاہر الكتاب (شرح العقائد ص ۱۰۱)

۳۔ علامہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

الاحادیث اذا كانت فی مسائل عملیۃ یکنی الاخذ بہا بعد صحتہا افادۃ الظن اما اذا كانت فی العقائد مثلاً لا یکنی فیہا الا ما یفید القطع (فتح الباری ج ۸ ص ۴۳)

۴۔ شیخ کمال الدینؒ فرماتے ہیں۔

والقطع هو المحبر فی العقائد (شرح المسامرة ص ۳۰۳)

۵۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

الاخبار الآحاد اذا صحت اسانید بالاثبات الا الظن (مقدمة السلم ص ۱۳)

اسی طرح نووی صاحب فرماتے ہیں۔

ان خبر الواحد الثقة حجة من حجج الشرع يلزم العمل بها ويفيد الظن ولا يفيد العلم (شرح النووی علی ہامش ارشاد الساری ج ۱ ص ۱۶۹)

۶۔ علامہ علاء الدین عبد العزیز ابن احمد فرماتے ہیں۔

خبر الواحد غالب الراي يفيد الظن ان الظن لا يغني من الحق شيئا، (كشف الاستار عن اصول فخر الاسلام البزدوی ج ۲ ص ۳۸۸)

۷۔ فریق مخالف کے جد امجد مولوی احمد رضا خان بریلوی بھی لکھتے ہیں۔ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار آحاد سے، استناد محض ہر ضہ باپی ہے۔
الفيوض المكية ص ۱۵۲، انباء المصطفى ص ۴

۸۔ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدرؒ بھی لکھتے ہیں۔ کتب العقائد میں یہ مسئلہ صراحة کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد صحیح بھی کافی نہیں۔ تبرید النواظر ص ۲۴

اسی طرح لکھتے ہیں۔

عقیدہ کے اثبات کے لئے قطعی نص یا خبر متواتر درکار ہے۔ یہاں خبر واحد صحیح سے بھی گاڑی نہیں چل سکتی، اور قرآن کریم کے مقابلے میں تو خبر واحد پیش کرنا ناجائز ہے۔ تبرید النواظر ص ۲۵

تیسری جگہ لکھتے ہیں۔

اثبات عقیدہ کے لئے قطعی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، یعنی قرآن کریم اور احادیث متواترہ (گلدستہ توحید ص ۱۴۸)

اسی طرح شرح المواقف ص ۷۲۸، اور حسامی، نور الانوار، اصول الشاشی وغیرہ کتب میں بھی یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

ولست باوحد فی قولی ہذا

ولکنی حدوت علی مثال

باقی اکابرین امت اور علماء اہل سنت کی ساری کتب اور اقوال ہمارے نزدیک اس درجہ میں معتبر مستند ہے، جس درجہ میں وہ اہل سنت والجماعت کے ہاں وہ معتبر ہے۔ (سیف یمانی بر فرقہ رضا خانی منظور احمد نعمانی ص ۱۰۲)

وہ درجہ یہ ہے ان میں جو بات قرآن و سنت کے موافق ہو تو وہ مقبول ہے اور جو ظاہر قرآن و سنت کے متعارض ہو، تو ان کے لئے کچھ اصول ہیں۔ جو ہم بعد میں ایک ضابطہ کی شکل میں ذکر کریں گے۔ اور یہی اصول سارے اکابرین کی کتابوں کے بارے میں ہیں،

آئیے دیکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اکابرین امت خصوصاً متاخرین کی کتابوں اور ان کی عبارات کے بارے میں کیا رائے قائم کرتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے کتب کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے اصول

۱۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ فواجده تم فی کتبہ ہذہ ما ینخالف الکتاب والسنة فقد رجعت عنه، کشف الخفاء ج ۱ ص ۳۵۰

۲۔ ائمہ اربعہؒ فرماتے ہیں۔

لا کل لاحد ان یفتی بقولنا حتی یعلم من این قلنا (اعلام الموقعین ص ۲۰۱، ۳۵۹)

داجوی صاحب کے مسلم شخصیت امام ابن القیمؒ لکھتے ہیں۔

فن عرض اقوال العلماء علی النصوص ووزنها بہا وخالف منها ما خالف النص لم یبد راقوالہم ولم یہضم جانبہم بل اقتدی بہم فانہم کلہم امر واذ الک (کتاب الروح ص ۳۰۷)

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں۔ من اخذ بنوادر العلماء فقد کفر (علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج ص ۱۴۲)

۳۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں۔ قد تحقق نقل قول فی نحو عشرین کتابا من کتب المتاخرین ویكون القول خطا خطا بہ اول واضع لہ، فیاتی من بعدہ ینقلہ عنہ (مجموعۃ الرسائل ج ۱ ص ۱۳)

اسی طرح امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

قد تکنون منہ ہفوة او ذلة ہو فیہا معذور بل ماجور لا جتہادہ فلا یجوز ان یتبع فیہا ولا یجوز ان تبدر مکاتہ وامامتہ ومنزلتہ فی قلوب المسلمین (العمل الاسلامی بین دواعی الاجتماع ودعاة النزاع ص ۶۳ بحوالہ ادیان کی جنگ ص ۳۸)

۵۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلیفہ نظام الدین گفستہ است کہ فعل مشائخ حجت نیست، (البلاغ البین ص ۵۵)

۶۔ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔

عمل صوفیہ در حل و حرمت سند نیست، ہمیں بس است کہ ما ایشاں را معذور داریم و ملامت نہ کنیم (مکتوبات دفتر اول ص ۳۳۵)

شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں۔

مشرّب پیر حجت نیست، دلیل از کتاب و سنت ے باید (اخبار الاخیار ص ۹۳)

اسی طرح مولانا سرفراز خان صفدر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی مجمل اور گول مول باتوں سے یہ کیسا ثابت ہو سکتا ہے، کہ

حضرات انبیاء اور اولیاء کرام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (تبرید النواظر ص ۲۵)

۷۔ اسی طرح فقیہ الامت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔ حجت ان کے کلام سے نہیں، حجت کلام اللہ اور سنت رسول، و مجتہدین کے اقوال سے ہے۔

تالیفات رشیدیہ ص ۷۶)

۸۔ حضرت علیؓ حارث بن حوطؒ کو فرماتے ہیں۔

ان الحق لا يعرف بالرجال، اعرف الحق تعرف ابله (تلمیس الجیس ص ۸۰)

۹۔ اسی طرح علماء کے درمیان مشہور قاعدہ ہے، اقوال العلماء لا یحتج بہا بل یحتج لہا

۱۰۔ داجوی صاحب ایک عالم کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مونہ پہ ہرہ خبرہ کہے دہندوستان د علماء و تابع نہ یو۔ السیف البیر ص ۸۲)

ترجمہ۔ ہم ہر چیز (مسئلہ) میں ہندوستان کے علماء کرام (دیوبندیوں) کے تابع نہیں

۱۱۔ قول کل احد یوخذ ویترک الا قول رسول اللہ ﷺ مجموعہ رسائل لابن عابدین ج ۱ ص ۳۲۱ ص ۱۳۵)۔

۱۲۔ علامہ رشید رضا صاحب لکھتے ہیں۔

یعنی ان صح النقل عنہم فلیس بحجة لانہم مقلدون وذاہبہم متفقة علی ان الحجۃ اجماع المجتہدین وان المقلدین لا حجة ولا عبرة لا قوالہم ولا افعالہم علی ان مثل هذا القول لا یصح ثبوتہ الا بنص من الکتاب او السنة لانه لیس من المسائل الاجتهادیة (حاشیہ صیانة الانسان ص ۳۷۱)

۱۳۔ علامہ ابن الحاج المالکی فرماتے ہیں، فینسبني للعالم بل یجب علیہ ان یتظر الی ماخذ العالم المسئلة وجوازه ایاہا من اخترعہا، وکیفیۃ اجازتہ لہا، لان ہذا الدین والحمد للہ محفوظ فلا یکن ان احد یقول فیہ قولاً دیرکہ بغیر دلیل، ولو فعل ذالک احد لم یقبل منہ وہو مردود علیہ، (مدخل ج ۱ ص ۱۳۵ بحوالہ ضیاء النور للامام محمد طاہر)

۱۴۔ کل واحد یوخذ من کلامہ ویترک الا المعصوم (طبقات الختالہ ج ۱ ص ۲۹۵)

۱۵۔ جلالة قدر المصنف لا یتوجب قبول کل ما نقل (رسائل خمسہ عبد الحمیدی ص ۷۵ ص ۷۶)

۱۶۔ رہما یقلد الساہون الساہین (فتح القدر ص ۲۷۰)

۱۷۔ کل قول لا دلیل علیہ غیر ثابت (بیناوی ج ۱ ص ۱۸۱)

۱۸۔ لا یضر اباضیۃ خلاف احد اذا کان استدلالہ بکتاب اللہ وبالاخبار (حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۱۳۶)

۱۹۔ امام اعظم فرماتے ہیں۔

لایہو لکم اقوال رجال (مناکب کردی ج ۱ ص ۱۲۶)

۲۰۔ مولوی اللہ داد صاحب محشی ہدایہ لکھتے ہیں۔

قول من بعد الصحابة من التابعين وسائر المجتہدين في الملايد رك بالراي ليس بحجة (ہدایہ اولین ص ۱۵۵۰)، رد منكرات علامہ نیلوی شہیدؒ

باقی رہی یہ اشکال کہ جب یہ عبارات اکابرین امت اور علماء کرام کی کتابوں میں موجود ہے تو کیا وہ بھی مشرک اور مبتدع ہیں۔؟

حاشا وکلاہر گز ان اکابرین امت کو جو معروف بالتوحید والسنت ہیں جنہوں نے اسلامی خدمت کی عظیم ذمہ داری کی بوجھ اٹھائی، شرک و بدعت کی نسبت نہیں کیا جاسکتا۔ اور ان کی علمی تبحر اور عملی زندگی قابل فخر ہے، اور ہم وہی بات کرتے ہیں جو امام ذہبیؒ نے نے زیب قرطاس کیا ہے۔

ان الکبیر من ائمة العلم اذا کثر صوابہ و علم تحریرہ و اتساع علمہ و ظہر زکاءہ و عرف صلاحہ و ورعہ و اتباعہ تغفر زلاتہ و لا نضللہ و لا نطرحہ و لا ننسی محاسنہ نعم و لا نقصدی بہ فی بدعتہ و خطرہ و نزوالہ التوبۃ من ذالک (العمل الاسلامی بین دوئی الاجتماع و دعاة النزاع) (ص ۶۲) بحوالہ ادیان کی جنگ۔

جن حضرات کے کتابوں میں اسی قسم کی شریک، بدعیہ نقول نظر آرہے ہیں۔ تو قاعدہ یہ ہے کہ نقل من حیث النقل پر فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔ بلکہ فتویٰ عقیدے پر ہوتا ہے۔ باقی ان کی دامن کی صفائی کو ظاہر کرنے کے لئے ہمارے اکابرین ایک ضابطہ پیش کرتے ہیں۔ جس سے مبتدعین کا یہ اشکال بھی فاش ہوتا ہے

۔ اور اکابرین کرام کی عظمت جلالت، وقار، بالکل بر حال خود رہتا ہے۔ اور معاملہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو سکتا ہے۔

ضابطہ

یہ ضابطہ اصل اشکال اور شبہ کا جواب ہے۔

اگر کسی کتاب میں کوئی شرکیہ یا بدعیہ عبارت نظر آجائے تو اس عبارت کا قائل دو حال سے خالی نہیں ہوگا۔ مجہول الحال ہوگا، یا معلوم الحال ہوگا، (۱) اگر مجہول الحال ہو، تو اصول شریعت کے مطابق نہ یہ قائل معتبر ہے اور نہ اس کا قول۔ کیونکہ دینی مسئلہ خاص کر عقیدے کا مسئلہ مجاہل سے نہیں لیا جاسکتا۔ لان المجہول لا تصح الروایۃ عنہ (فتح المغیث للسحاوی ج ۲ ص ۲)

اور اگر معلوم الحال ہو، تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہوگا۔ زندہ ہوگا، یا وفات، اگر زندہ ہو، تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہوگا اس کا بالمشافہہ ملاقات یا رابطہ ممکن ہوگا، یا نہیں۔ (۲) اگر زندہ ہو، اور اس کی ملاقات ممکن ہو، تو اس سے بالمشافہہ ملاقات یا رابطہ کیا جائے گا۔ اور ان سے پوچھا جائے گا، کہ حضرت یہ عبارت آپ کی ہیں۔ یا کسی نے آپ کی طرف ویسے منسوب کیا ہے۔ اگر اس نے کہا کہ واقعی یہ عبارت میری ہے اور میں اس کے نقل کے ساتھ ساتھ قائل اور معتقد بھی ہوں۔ تو پھر عبارت کے مطابق اس پر فتویٰ لگ جائے گا۔ اور اگر اس نے انکار کیا یا اقرار کیا لیکن مناسب تاویل کی تو پھر وہ فتویٰ سے محفوظ ہوگا۔ (۳، ۴) اور اگر اس کی

ملاقات ممکن نہ ہو یا وفات ہو گیا ہو، تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہوگا، اس کی کتاب جس سے یہ عبارت نقل کیا گیا ہے، اس میں اس عبارت کے خلاف دوسری عبارت ہوگی یا نہ، اگر اس عبارت کے خلاف عبارت اس کی کتاب میں موجود ہو، تو یہ شرکی اور بدعی عبارت مدسوس یعنی دس من البغات ہے، اور اگر اس کی مذکورہ کتاب میں اس عبارت کے خلاف عبارت موجود نہ ہو، تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہوگا، اس حضرت کی اس کتاب کے علاوہ اور کتابیں ہوگی یا نہیں، اگر اس کتاب کے علاوہ دیگر کتابیں ان کی موجود ہو، تو پھر ان کتابوں میں اس عبارت کے خلاف عبارات ہوگی یا نہ، اگر ہوگی تو پھر یہ دس من البغات ہے۔ اور اگر ان کتابوں میں اس عبارت کے خلاف عبارت موجود نہ ہو، اور یا اس حضرت کے دیگر کتب مہیا نہ ہو، تو پھر یہ حضرت دو حال سے خالی نہیں ہوگا۔ معروف بالشُرک۔ البدعة حاطب اللیل ہوگا، یا معروف بالتوحید والسنة ملتزم الصیحة ہوگا،

(۵) اگر معرہ بالشُرک والبدعة ہو، جیسے احمد رضا خان، اور ان کے احباب تدبر و تفہم،۔ تو نہ وہ حضرت معتبر ہے، اور نہ ان کا یہ عبارت اور قول معتبر ہے، بلکہ وہ شرک و بدعت کے فتویٰ کی ضد میں ہے، کیونکہ يعرف الرجال بالحق لا بالحق بالرجال، اور اگر معروف بالتوحید والسنة ہو، تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا، یہ شرکی اور بدعی عبارت باوثوق اور باسناد ان سے یا ان کی کتاب سے ثابت ہوگا، یا نہ،

(۶) اگر شق ثانی ہو، تو وہ بالکل اس الزام و فتویٰ سے مبرا اور منزہ ہے، اور

اس پر کسی نے افتراء کیا ہے، اور اگر یہ عبارت ان سے یا ان کی کتاب سے باوثوق اور باسند ثابت ہو، تو پھر دو حال سے خالی نہ ہو گا، یہ عبارت محل تاویل صحیح ہو گا، یا نہیں۔ (۷) اگر یہ عبارت محل تاویل صحیح ہو، تو اس میں تاویل صحیح مناسب کیا جائے گا۔ تاکہ عالم حقانی ربانی کی عبارت محل صحیحہ پر حمل ہو جائے، اور وہ فتویٰ کی ضد میں نہ آئے، (۸) اور اگر تاویل ممکن نہ ہو، تو پھر یہ دس من البغات یا سھو ہو گا، اور یہ کسی باغی نے اس میں بد رج کیا ہو گا۔ تک مشرق کا لہ

اس ضابطہ کے چند شتوق شیخ القرآن تقی الاتقیاء مولانا افضل خان شاہ پوری کے تفسیر نثر المرجان فی حل مشکلات القرآن ص ۷۶، ۷۷ پر موجود ہے۔ اور حضرت تھانویؒ نے بھی اس طرف کچھ اشارات فرمائے ہیں، امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۳۸ ان شاء اللہ جس صاحب کو یہ ضابطہ ازبر یاد ہو، تو وہ کبھی مبتدعین اور مشرکین کی اس اعتراض لایرد کا شکار نہیں ہو گا۔ اور اکابر کی شان میں گستاخی کے ارتکاب سے بھی محفوظ ہو گا۔

التفریعات علی ہذہ الضابطۃ

شق نمبر ۱ کی مثال

وہ روایت ہے، جس سے مبتدعین باب الاستغفار باطل القبور پر استدلال کرتے ہیں، جس کے الفاظ ہیں، جاء اعرابی بعد دفن ^{من} ^{من} فری نفر علی قبرہ ^{من} ^{من} حق من ترابہ علی راسہ (تفسیر النسخی ج ۱، ص ۳۷۰)، اس روایت میں اعرابی مجہول ہے، /

شق نمبر ۲ کی مثال۔

زنادقہ نے اپنی طرف سے امام ابو حنیفہؒ کی تکفیر پر کتاب لکھی تھی، اور اسے مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس کی طرف منسوب کیا تھا، کہ یہ انہوں نے لکھا ہے اور پھر اسے ابو بکر الخياط الیمنی کی طرف بھیجا تھا، کہ دیکھوں اہل السنۃ والجماعت کی ایک آدمی نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کو کافر ثابت کیا ہے، جب ابو بکر الخياط الیمنی نے بذریعہ خط مجد الدین سے رابطہ کیا، تو معلوم ہوا کہ یہ زنادقہ نے مجد الدین پر افتراء کیا ہے، اور وہ اس الزام سے بری ہے۔ (البصائر للمتوسلین باہل المقابر للامام محمد طاہر ص ۲۹۷)

شق نمبر ۳ کی مثال

کتاب الروح میں امام ابن القیمؒ کی طرف بہت بیکار عبارات منسوب کئے گئے ہیں، لیکن جب پوری کتاب دیکھی جائے، تو صفحہ نمبر ۵۸ پر ساری کتاب کے عبارات خرافات کا جواب موجود ہے، ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

وهذا الرد اعادة خاصة لا توجب حياة البدن قبل يوم القيا

ان ساری عبارات خرافات، کا جواب موجود ہے۔

نوٹ۔ کتاب الروح کی نسبت میں علامہ ابن القیمؒ کی طرف کلام ہے، تخریج الآیات البینات ص ۵۳)

اسی طرح طبقات الخبالہ میں ابن قیمؒ کی کتب کی مکمل فہرست دی ہوئی ہے، لیکن اس میں کتاب الروح کا اتہ پتہ نہیں،

اسی طرح تفسیر مظہری میں ایک عبارت ہے، جس کو داجوی صاحب نے نقل کیا ہے۔

قد تواتر عن کثیر من الاولیاء انہم یصرون اولیاء ہم وید مرون اعداء ہم۔ (البصار ص ۱۶)
حالانکہ جب تفسیر مظہری کو پورا دیکھا جائے، تو اس عبارت کے خلاف بہت سارے عبارات ایسے موجود ہیں، جن میں حضرت قاضی صاحب نے شرک فی التصرف کی مکمل تردید کی ہے۔

مشت نمونہ خردوار اجمالاً چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ سورۃ البقرۃ ۱۶۵-۲۔ سورۃ آل عمران ۱۲۹، سورۃ النساء ۱۲۶، سورۃ الانبیاء ۱۲۹، سورۃ الحديد ۲۔ سورۃ الملک ۲، کے تحت تفسیر مظہری دیکھا جائے۔
اسی طرح تحفہ نصاب جو یوسف گدا صاحب نے لکھا ہے، میں ایک شعر ہے، جن سے بعض مبتدعین استدلال کرتے ہیں۔

در گور باشد زندگی چوں زندگی امروز من

کنجشک نشیند بر قبر مردا بد اندام و در

لیکن اگر بنظر انصاف تحفہ نصاب مطالعہ کیا جائے، تو اس میں بہت سارے اشعار ایسے ہیں جو سراسر اس شعر کے خلاف ہے۔ اسی طرح تالیفات رشیدیہ میں جو

سماع موتی کا عقیدہ بعض علماء کی طرف منسوب کی گئی ہے، اور پھر اس پر استدلال من النبی کا مسئلہ تفریع کیا گیا ہے۔ سراسر حضرت گنگوہی کی اپنی ہی عبارات اور نظرائے کے خلاف ہیں۔ صفحہ ۶۹ پر یہ باطل عقیدہ موجود ہے، لیکن صفحہ ۷۰ اس کے خلاف عام استدلال من الاموات کے عقیدہ سے انکار موجود ہے، اور ص ۶۷۶، اور ۶۷۷ پر حضرت گنگوہی اپنا ہی مسلک اور نظریہ عدم سماع ذکر کرتے ہیں۔

نوٹ۔ علامہ مفتی محمد شفیع کا فرمان عالیشان بھی تالیفات رشیدیہ کے اول میں موجود ہے، کہ حضرت کا مسلک عدم سماع ہے،۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۱۶) شق نمبر ۴ کی مثال

اس کی مثال بھی تفسیر مظہری کی سابقہ عبارت ہے،۔
قد تواتر۔۔۔ الخ

کیونکہ قاضی صاحب کی دوسری کتاب مالاہد منہ میں اس کے سراسر خلاف موجود ہے، تصرف اموات تو درکنار، وہاں پر دعاء عند القبور وغیرہ پر، بھی قاضی صاحب نے خطرناک فتویٰ لگایا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو، سجدہ کردن بسوئے قبور انبیاء و اولیاء و طواف گرد قبور کردن، و دعا از آنها خواستن، و نظربرائے آنها قبول کردن حرام است بلکہ چیز ہا ازان بکفری رساند (مالاہد منہ ص ۷۱)

۔ اسی طرح امام مالکؒ کی طرف متعہ کی نسبت ہوئی ہے۔ کہ وہ متعہ کی جواز کے قائل تھے، لیکن موطا میں ان کے خلاف روایت نقل کرتا ہے،

حاشیہ ہدایہ میں لکھتے ہیں قلت لم یذکر فی کتاب من کتب المالکیۃ انہا تجوز مع ان مالکاً روى فی الموطا عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعادۃ ان لا یروی حدیثاً فی الموطا الا وہو ینہی الیہ ویعمل بہ (ہدایہ کتاب النکاح ص ۳۳۳) یا جیسے شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی طرف داجوی صاحب نے من استغاث بی فی کربۃ سکت عنہ والی عبارت منسوب کیا ہے، حالانکہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی کتاب الفتح الربانی میں خالص توحید اور شرک کی تردید ہے،

اس کی مثال حافظ ابن قیمؒ کی کتاب الروح کی عبارات بھی ہے، کیونکہ اس کی دوسری کتاب القصیدۃ النونیۃ میں اس کے خلاف عبارات موجود ہیں۔

شق نمبر ۵ کی مثال، عبارات احمد رضا خان المعروف بالشربک والبدعۃ حاطب اللیل کے عبارات جن سے ان کی ساری کتب بھری پڑی ہیں۔

شق نمبر ۶ کی مثال جیسے عبارات کتاب الروح اور قصیدۃ امام اعظم اور ہفت مسئلہ امداد اللہ مہاجر مکی وغیرہ کی عبارات ہیں۔

شق نمبر ۷ کی مثال، اشعار نانوتویؒ کے اشعار ہیں، جو داجوی صاحب نے بصائر میں دلیل کے طور پر ذکر کئے ہیں۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کے حق سے سوا نہیں قاسم ہے بس کا کوئی چارہ
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا؟ ہے گا کون ہمارے تمہارے سوا ملواری
(البصائر ص ۷۲)

تو اس کی مناسب تاویل کی جائے گی، تاویل سے پہلے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خود حضرت صاحب کے اپنے عقیدے کے خلاف ہے، جیسا کہ وہ نبی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ایک رتی برابر بھی کسی کے نقصان کی ان کو قدرت نہیں،۔ (بہیں بڑے مسلمان ص ۱۴۰) اور تاویل یہ ہے کہ یہ حالت وجد میں بلا اختیار ان سے صادر ہوئی ہے اور کلام وجدی کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ وہ غیر اختیاری ہے، اسی طرح بہت سے ساری عبارات اکابرین کی کتابوں میں موجود ہیں ان سب میں یہ شق جاری ہوگی۔

اسی طرح اس کی مثال ملا جیون کی تفسیر احمدی والی عبارت بھی ہے،
واعلم ان البقرة المنذرة للاولياء الكرام حلال طيب

شق نمبر ۸۔ حاشیہ شامی پر جو عبارت موجود ہے، کہ جس سے کوئی چیز گم ہو جائے تو فلیذہب سبعة اقدام و لیقل یا احمد بن علوان رد علی خالقی والا اخرجک من دیوان الاولیاء (البصائر ص ۱۱۲) یہ خالص دس من البغات ہے۔

بریلوی مزاج قسم کے مبتدعین کے عقائد فاسدہ، اور اعمال کا سدہ کا اجمالی فہرست

۱۔ جس سے دنیا میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے، اس سے بعد الموت بھی مدد

حاصل کی جاسکتی ہے۔ (البصائر اردو ص ۶۳)

۲۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا، جو بھی مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرے، تو

وہ مصیبت اس سے دور کی جائے گی، اور جو حاجت میں مجھے وسیلہ بنائے، تو اس کی

حاجت روائی کی جائے گی۔ (البصائر ص ۷۶)

۳۔ امام خواجہ معین الدین اجمیری نے، معروف ولی اللہ ہجویری سے، فائدہ

حاصل کرنے کی تصریح فرمائی ہے۔ (البصائر ص ۱۷۷)

۴۔ تواتر کے ساتھ، اولیاء سے یہ بات منقول ہے، کہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے

ہیں۔ اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ (البصائر ص ۱۳)

۵۔ عائشہؓ کی ایک تاویل کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ تاویل اس لائق ہے کہ

اس پر ہنسا جائے۔ (البصائر ص ۸۶)

۶۔ میت کو دنیا کے لوگوں کے حالات کا علم ہوتا ہے۔ ((البصائر ص ۵۶))

۷۔ انبیاء و اولیاء کے ذریعے استعانت (یعنی مدد طلب کرنا) بعد الوفا جائز ہے۔

(البصائر ص ۱۷۷)

۸۔ تواتر کے ساتھ، اولیاء سے یہ بات منقول ہے، کہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے

ہیں۔ اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ (البصائر ص ۱۳)

۸۔ ولی اللہ دنیا میں تلواری کی طرح ہے، جو نیام میں ہے، اور وفات کے بعد گویا کہ تلواری نیام سے نکل آئی ہو، پس ولی اللہ تصرف کرنے میں قوی ہو جاتے ہیں۔ (البصائر ص ۱۷۷)

۹۔ جو ابن تیمیہ کے عقیدے کا ماننے والا ہے، اس کا مال و جان مباح ہے (یعنی وہ کافر ہے)۔ (البصائر ص ۲۳۰)

۱۰۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرتے تھے۔ (البصائر ص ۷۶)

۱۱۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے جدا مجد بعد الوفا بیوی کے پاس آتے تھے، اور رچھوٹے بچوں کے لئے ان کو کچھ دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ کسی کو نہ بتاؤ۔ (البصائر ص ۹۰)

۱۲۔ قبر سے طواف (طواف الاستیناس) جائز ہے۔ (البصائر ص ۱۱۰)

۱۳۔ اولیائے کرام غیب پر مطلع ہیں۔ (البصائر ص ۱۰)

۱۴۔ مشائخ کے قبور اور اولیاء کے قبروں پر ان کے تعظیم کے لئے گنبد بنانا، مستحسن امور میں سے ہے۔ (البصائر ص ۱۵۵)

۱۵۔ خواص کی قبروں مثلاً والدین کی قبروں کو چھو منا بھی جائز ہے۔ (البصائر ص ۱۷۶)

۱۶۔ یا محمد اور یا رسول اللہ بطریقہ استغاثہ (غیر سے مدد ماننے کے لئے) کہنا جائز ہے۔ (البصائر عربی ص ۲۲۱)

۱۷۔ ولی کی نذر پوری نہ کرنے کی صورت میں نقصان ملتا ہے، جیسا کہ یہ واقعہ ہے کہ فرہاد بیگ نے مشکل وقت میں شاہ ولی اللہ کے والد محترم کی نذرمانی تھی، کہ اگر میری مشکل حل ہو گئی، تو یہ نذر ادا کروں گا، شاہ صاحب کے والد محترم کے نام کی، اس کے بعد وہ نذر پوری کرنا بھول گیا، تو اس کا گھوڑا بیمار ہو گیا، اور مرنے کے قریب ہو گیا۔ (حاشیہ البصائر ص ۱۴۱)

۱۸۔ روح کا جسد سے تعلق کلی ہے۔ (البصائر ص ۱۱۶)

۱۹۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعہ تھے و ظیفہ جائز ہے۔ (الزخائر ص ۲۶)

۲۰۔ مصافحہ بعد الصلوٰۃ مستحب ہے۔ (البيان ص ۲۱)

۲۱۔ حضور ﷺ دور سے بھی سنتے ہیں،۔ (حاشیہ البصائر ص ۸۷)

۲۲۔ بعض غیب ولی کے لئے بھی ثابت ہے۔ (البصائر ص ۹)

۲۳۔ میت کی روح جمعہ کی رات کو اپنے گھر آتی ہے، تو دیکھتی ہے کہ گھر والے صدقہ دیتے ہیں یا نہیں۔؟ (البصائر ص ۲۱۹)

۲۴۔ نصوص کے مقابلے میں عقلی ڈکوسلوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ (عامۃ کتب المبتدعین)

۲۵۔ کسی بندے کو حاجت روا اور مشکل کشا کہنا جائز ہے۔ (نداء الحق ص ۸۳)

۲۶۔ سماع موتی کا منکر زندقہ ہے،۔ (زخائر ص ۳۶)

۲۷۔ حیلہ اسقاط مروجہ سے انکار کفر ہے۔ (زخائر ص ۵۵)

۲۸۔ جان لویہ بات کہ علم عیب نبی ﷺ اور اولیاء کرام بلکہ عام مسلمانانوں کے لئے ثابت ہے۔ (زخائر ص ۳۷)

۲۹۔ شیخ ابن عربی کا علم لوح محفوظ پر حاوی ہے، (زخائر ص ۳۹، ۴۰)

۳۰۔ ہم ہر بات میں ہندوستان کے علماء (دیوبندیوں) کے تابع نہیں (السیف امیر ص ۸۲)

۳۱۔ مردوں کا سنا زندوں سے زیادہ ہے۔ (البصائر ص ۲۱)

۳۲۔ قبر پر غلاف ڈالنا جائز ہے۔ (زخائر ص ۲۰)

۳۳۔ نبی ﷺ اور اولیائے کرام حاضر و ناظر ہیں۔ (حاشیۃ البصائر ص ۱۸۶)

۳۴۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور عبد الوہاب نجدیؒ زندیق کافر اور خارجی ہیں۔ (البصائر ص ۲۳۱)

۳۵۔ عید میلاد النبی مستحب اور حسن ہے۔ (البصائر ص ۲۱۵)

۳۶۔ اللہ عالم الغیب بالذات ہے، اور انبیاء اور اولیائے کرام کو علم عطائی دیا گیا ہے۔ (عقائد المسلمین ص ۱۶)

۳۷۔ بریلوی مکتب فکر اہل سنت والجماعت ہیں۔ (حاشیۃ البصائر ص ۱۸۶)

۳۸۔ انبیاء اپنے دنیاوی ابدان کے ساتھ قبروں سے نکلتے ہیں۔ (غوث العباد المسلمون بالبصائر ص ۲۶۲)

۳۹۔ منامات، حکایات اور واقعات سے بھی استدلال کرنا صحیح ہے۔ (عامۃ کتب المبتدعین)

۴۰۔ مروجہ حیلہ اسقاط مستحسن ہے، (البصائر ص ۲۱۵)

۴۱۔ درود تاج ثابت ہے۔ (بصائر ص ۱۱۸، ۱۱۷، البیان ص ۳۴، نداء الحق ص ۱۰۶، السیف البیر ص ۱۷)

۴۲۔ تلقین میت عند القبر جائز ہے۔ (البصائر ص ۱۲۳)

۴۳۔ اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے وقت انگھوٹے چھو منا جائز ہے۔ (البصائر ص ۱۵۳)

۴۴۔ پشتو وغیرہ میں خطبہ کرنا جائز ہے۔ (البیان ص ۲۸)

۴۵۔ دعاء بعد السنۃ بہیئت اجتماعی مستحب ہے۔ (البصائر ص ۱۹۳)

۴۶۔ انبیاء اور اولیاء کے لئے برزخی حیات نہیں بلکہ دنیوی حیات ثابت ہے۔ (البصائر ص ۶۱)

۴۷۔ اہل قبور سے فیض حاصل کرنا جائز ہے۔ (البصائر ص ۱۷۴)

۴۸۔ مصیبت کے وقت اصحاب کہف کے اسماء کی ورد کرنا جائز ہے۔ (البصائر ص ۷۸)

۴۹۔ دعاء بعد الجنائزہ ثابت ہے۔ (نداء الحق ص ۸۵، البیان ص ۱۳)

استمداد اولیائے کے منکر بھی شیطان کی طرح ہے۔ (البصائر ص ۶۳)

شیطان موحد تھا۔ (حاشیہ البصائر ص ۲۳۳)

اس سے بھی دوسروں کے نام پر ذبح کرنے کے لئے ملتا ہے۔ (حاشیہ البصائر ص ۲۳۷)

روح آن واحدہ میں دو جگہوں پر بھی موجود ہو سکتی ہے۔ (البصائر ص ۳۰)
خواص اولیائے کرام کے لئے تصرف (بعد الموت) ثابت ہے۔ (البصائر ص ۶۵)
حضرت آدمؑ کی طرف بعد الوقات سجدہ کرنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ دنیا کی زندگی میں تھا۔ (البصائر ص ۶۴)

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

نے خوف سکندر ہے نہ اندیشہ دارا

التماس اور آخری گزارش

ہم اپنے کرم فرماؤں سے دست بستہ عرض گزار ہیں، کہ آپ جو بھی عقیدہ اپنائے، بیشک اپناتے رہے، لیکن خدا را قرآن و سنت میں تحریف و تلبیس کرنے سے گریز فرمائیں۔ اور جن کتابوں میں تحریف اور تلبیس، دجل، کذب، اور افتری کا ارتکاب کیا گیا ہے، خصوصاً البصائر لسکری التوسل باہل المقابر، الذخائر لاہل البصائر، ندائے حق، اور البیان فی اظہار بعض نقائص التبیان، ضرب شمشیر، الدرر النظیم، اور امام الزنادقہ امام ابن تیمیہؒ، عقائد المسلمین، وغیرہا جو کہ تحریفات، و تلبیسات، و شرکیات کا مجموعہ ہے، سے برات کا اعلان فرمائیں۔ اور

ان ساری کتابوں کو جمع کر کے، دنیائے عالم سے اٹھا کر کہیں دور سمندر میں پھینک دیں۔ یا پھر ان کتابوں سے تحریفات اور تلبیسات نکال کر امت مرحومہ پر رحم فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ

اعتذار

اکثر عربی عبارات اختصار اور کتاب کو طول نہ دینے کی وجہ سے بغیر ترجمہ کے ذکر کئے گئے ہیں، ناظرین کرام حضرات عربی عبارات پر اکتفاء کرے۔

راقم الحروف۔۔۔ طالب العلم [صدیق اکبر عامری بن شیر افسر کالو خانی]

کتب المؤلف

مطبوع	مجموعۃ الأشعار من السنة الاختیار
مطبوع	روضۃ الناعمر و جنة المناظر
مطبوع	دیوبندی لباده بریلوی نظریات
غیر مطبوع	لوامع البینات فی مسئلة الاسماء والصفات .
غیر مطبوع	النجات فی علوم سید السادات
غیر مطبوع	الواقعات تحفة الآیات البینات
غیر مطبوع	امثال الفرقان فی ضوء تطبیق شیوخ القرآن
غیر مطبوع	مجموعۃ العبارات للطباء والطلاب
غیر مطبوع	خیر البیان فی أصول القرآن
غیر مطبوع	کم من فرة فلیدة غلبت فرة کثیرة
غیر مطبوع	کچھ سبق آموز مناظرے
غیر مطبوع	جواہر اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ
غیر مطبوع	گھر کی اصلاح سے عالم کی اصلاح تک
غیر مطبوع	مبتدعین اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے درمیان اختلافی مسائل کا تجزیہ
غیر مطبوع	احناف اور غیر مقلدین کے درمیان اختلافی مسائل کا تجزیہ
غیر مطبوع	عصر حاضر کے فتنے
غیر مطبوع	دائمن انقلابی تقریریں

ستاسو دده دعا گانوں

محتاج

سید عبد اللہ شاہ توحیدی الحنفی

خادم جماعت اشاعت التوحید والسنت

کتاب المؤلف

- 1 مجموعۃ الاشعار من السنة الاخیر مطبوع
- 2 روضة الناظر و جنة المناظر مطبوع
- 3 دیوبندی لبادہ بریلوی نظریات مطبوع
- 4 لوا مع البینات فی مسئلۃ الاسماء والصفات غیر مطبوع
- 5 النجات فی علوم سید السادات غیر مطبوع
- 6 الوقعات تحت الآیات البینات غیر مطبوع
- 7 امثال الفرقان فی ضوء تطبیق شیوخ القرآن غیر مطبوع
- 8 مجموعۃ العبارات للطباء والطلبات غیر مطبوع
- 9 خیر البیان فی اصول القرآن غیر مطبوع
- 10 کم من فیه قلیلہ غلبت فیه کثیرہ غیر مطبوع
- 11 کچھ سبق آموز مناظرے غیر مطبوع
- 12 جواہر اکابرین اشاعت التوحید والسنۃ غیر مطبوع
- 13 گھر کی اصلاح سے عالم کی اصلاح تک غیر مطبوع
- 14 مہتدین اور جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے درمیان اختلافی مسائل کا تجزیہ غیر مطبوع
- 15 احناف اور غیر مقلدین کے درمیان اختلافی مسائل کا تجزیہ غیر مطبوع
- 16 عصر حاضر کے فتنے غیر مطبوع
- 17 دامن انقلابی تقریریں غیر مطبوع

اسلامی کتب خانہ
عبدالرحمن پلازہ صوابی

دچاپ خانہ
091-2580182
0300-5991873
031515991873

الفرقۃ